قصہ گو حضرات کی غیر مستند
تحریروں اور تقریروں پر مشتمل
ضعیف
اور
من گھڑت
واقعات
www.KitaboSunnat.com

نام کتاب

ضعیف اور من گھڑت واقعات

جمع وترتیب | حافظ محمد انور زاہد حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت | جنوری 2012ء

مطبوعہ | قرطاس پرنٹرز لاہور

ناشر | نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

NOMANI KUTAB KHANA
Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 37321865
E-Mail: nomania2000@hotmail.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا

اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو (سورۃ الحجرات)

سلسلہ
ضعیف اور موضوع روایات 2

قصہ گو حضرات کی غیر مستند تحریروں اور تقریروں پر مشتمل

ضعیف اور من گھڑت واقعات

(حصہ چہارم)

جمع وترتیب

حافظ محمد انور زاہد حفظہ اللہ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فہرست مضامین

سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کے واقعات

اللہ تعالی نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا زمین سے مٹی اٹھا کر لاؤ جبریل علیہ السلام گئے تو زمین نے جبریل علیہ السلام سے کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ طلب کرتی ہوں کہ تم مجھ سے معمولی سی بھی کمی کرو جبریل علیہ السلام واپس آ گئے پھر اللہ تعالی نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھیجا ان کے ساتھ بھی جبریل علیہ السلام والا معاملہ پیش آیا پھر اللہ تعالی نے عزرائیل علیہ السلام (ملک الموت) کو بھیجا ان کے ساتھ بھی زمین نے وہی گفتگو کی مگر ملک الموت نے کہا میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ اس کے حکم کی تعمیل کیے بغیر لوٹ جاؤں۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ طبری جلد اول حصہ اول اردو مترجم طبع دار الاشاعت کراچی (۹۲) الدر المنثور للسیوطی (۱/۱۱۶) یہ بعض صحابیوں کا قول ہے اور اس میں سدی راوی کذاب ہے۔ اس لیے من گھڑت ہے۔

کھجور اس مٹی سے بنائی گئی جس سے آدم علیہ السلام کو بنایا گیا

روایت ہے کہ اپنی پھوپی کھجور کی عزت کرو کیونکہ یہ اس مٹی سے بنائی گئی ہے جس مٹی سے آدم علیہ السلام کو بنایا گیا تھا۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ تفسیر ابن کثیر (۳/۱۱۸) مسرور امام اوزاعی سے منکر روایات بیان کرتا ہے نیز عروہ بن رویم نے سیدنا علی سے نہیں سنا۔

آدم علیہ السلام کا پتلا چالیس سال تک پڑا رہا

روایت ہے کہ آدمی علیہ السلام کا پتلا چالیس سال تک پڑا رہا ابلیس آتا اور اسے اپنے پاؤں سے ٹھوکر مارتا تو اس میں سے کھن کھن کی آواز نکلتی تھی۔ [1]

[1] اسنادہ ضعیف جدا۔ موقوف اور سخت ضعیف ہے طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۹۳ اس کی سند میں بشر بن عمارہ راوی متروک ہے۔

ابلیس آدم علیہ السلام کے پتلے کو ٹھوکر لگاتا اور کہتا تجھے کس لئے پیدا کیا گیا ہے

طبری کہتے ہیں۔ ابلیس ٹھوکر لگاتے وقت اس سے کہا کرتا کہ تجھے کس کام کے لئے پیدا کیا گیا۔ اور منہ کی طرف سے اس میں داخل ہوتا اور پشت کے راستے سے نکلتا اور ملائکہ سے کہتا تم اس سے ڈرو مت تمہارا رب "صمد" ہے اور یہ اندر سے کھوکھلا ہے اگر مجھ پر اسے مسلط کیا گیا تو میں اسے ہلاک کر دوں گا۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ (۹۴) مترجم اردو طبع دارالاشاعت کراچی۔ یہ روایت موقوف بھی ہے اور اس پر مزید کہ اس کا ایک راوی سدی کذاب ہے۔

نیک سے بد اور بد سے نیک پیدا ہونے کی وجہ

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی مٹی کو چالیس سال تک سڑایا پھر اس کو اپنے ہاتھ سے

جمع کیا اس مٹی کے دائیں طرف سے خوشبو نکلی اور بائیں طرف سے بدبو نکلی پھر ان دونوں کو خلط ملط کر دیا تو اب خبیث سے طیب اور پاک سے ناپاک پیدا ہوتا ہے۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ طبری جلد اول صفحہ (۹۴) یہ روایت موقوف ہے نیز طبری کا استاد مجھول ہے۔

جب آدم علیہ السلام کی روح جسم میں داخل ہوئی

روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے بعد پیدا کیا گیا جب آدم علیہ السلام کی روح جسم میں داخل ہوئی تو اس نے آدم علیہ السلام کی آنکھوں ان کی زبان اور ان کے سر کو زندہ کر دیا ابھی روح جسم کے نچلے حصے میں نہیں پہنچی تھی کہ آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے اللہ میری تخلیق کو غروب آفتاب سے پہلے مکمل کر دے۔ (1)

(1) اسنادہ مقطوع۔ طبری (۱/ ۸۷) یہ روایت مقطوع ہے نہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے نہ صحابی کی بات بلکہ ایک تابعی کا قول ہے۔

آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو ایک عورت سرہانے بیٹھی تھی

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں روایت ہے کہ ایک دن آدم علیہ السلام جاگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت جس کو اللہ نے ان کی پسلی سے پیدا کیا تھا ان کے سرہانے بیٹھی ہے آدم علیہ السلام نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا عورت آدم علیہ السلام نے پوچھا تمہیں کیوں پیدا کیا گیا ہے حوا علیہا السلام نے کہا تمہاری تسکین کے لیے۔ (1)

① اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ البدایہ والنہایہ حصہ اول (۹۰، ۹۱) طبع دار الاشاعت کراچی یہ قول بعض صحابہ کی طرف سے منسوب ہے اس کی سند میں السدی راوی کذاب ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کا نوری لباس

روایت ہے کہ جنت میں آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی حوا علیہا السلام کا لباس نور سے بنا ہوا تھا۔ ①

① تاریخ یعقوبی جلد اول صفحہ ۱۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی یہ روایت بلا سند ہے معلوم نہیں کس کا قول ہے

ایک آگ نکلی اور دس ہزار فرشتے خاکستر ہو گئے

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں جب فرشتوں نے کہا یا اللہ ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں تو آدم کی پیدائش کا کیا مقصد ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آگ نکلی جس نے ان سب کو جلا دیا ان فرشتوں کی تعداد دس ہزار تھی۔ ①

① اسنادہ ضعیف۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ اسرائیلی روایت ہے اور بہت ہی غریب ہے

ابلیس نے جنت جانا چاہا چوکیداروں نے روک لیا

طبری کہتے ہیں ابن عباس، ابن مسعود اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے درج بالا آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ ابلیس نے ان دونوں کے پاس جنت میں داخل ہونے کا ارادہ کیا لیکن محافظ فرشتوں نے اسے روک لیا پس وہ ایک سانپ کے پاس آیا اور وہ سانپ اس وقت چار ٹانگوں والے جانور کی شکل میں تھا اور اونٹ کی طرح معلوم ہوتا تھا ابلیس نے کہا تو مجھے اپنے منہ میں چھپا کر جنت میں داخل ہو جا تا کہ میں آدم علیہ السلام تک پہنچ سکوں سو اس نے ایسا ہی کیا اور اسے لے کر محافظ فرشتوں کے پاس سے گزرا لیکن وہ حقیقت نہ جان سکے۔[1]

---

[1] اسنادہ موقوف۔ طبری جلد اول صفحہ ۱۰۱ طبع دار الاشاعت کراچی۔ یہ روایت موقوف ہے اور اس کے متن میں نکارت ہے

تمام جانوروں نے انکار کر دیا بالآخر سانپ ابلیس کو جنت میں لے گیا

طبری کہتے ہیں روایت ہے کہ جب ابلیس نے جنت میں جانا چاہا تو اس نے تمام جانوروں سے کہا کہ اس کو اپنے اوپر بٹھا کر جنت میں لے جائیں تو سانپ کے علاوہ سب نے انکار کر دیا اللہ تعالی نے اس کی ٹانگیں چھین لیں اور اب وہ پیٹ کے بل چلتا ہے۔[1]

---

[1] اسنادہ موقوف۔ طبری جلد اول صفحہ ۱۰۱ طبع دار الاشاعت کراچی۔ یہ روایت موقوف ہے اور سند میں لیث راوی ضعیف ہے۔

ابلیس کا حوا علیہا السلام سے درخت کی تعریف کرنا

طبری کہتے ہیں ابن زید ''فوسوس'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ شیطان نے حوا علیہا السلام کی طرف درخت کے بارے میں وسوسہ ڈالا اور انہیں اس کے کھانے کی طرف مائل کیا پھر آدم علیہ السلام کی نگاہ میں حوا کو حسین اور پر کشش بنایا تو آدم علیہ السلام نے حوا کو اپنی حاجت کے لیے بلایا انہوں نے انکار کیا مگر اس شرط پر کہ وہ انہیں درخت کے پاس لے جائیں گے جب درخت کے پاس پہنچے تو پھر انکار کیا مگر اس شرط پر کہ وہ اس میں سے کھائیں گے۔ ①

① اسنادہ مقطوع ۔ تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۰۳ طبع دارالاشاعت کراچی۔ یہ روایت مقطوع ہے ایک تابعی کا قول ہے۔

ابلیس کا رونا حوا علیہا السلام کا وجہ پوچھنا ابلیس کا جواب

طبری کہتے ہیں ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا اہل علم کا سب سے پہلا مکرو کید جس کے ہاتھ اس نے آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کو بہکانے کی ابتداء کی تھی۔ وہ یہ تھا کہ ان دونوں کے پاس آیا اور ایسے انداز سے رویا جس نے ان کو غمزدہ کر دیا انہوں نے پوچھا تم کس وجہ سے روتے ہو؟ کہنے لگا کہ میں تمہاری وجہ سے روتا ہوں کہ تم کبھی نہ کبھی مرجاؤ گے اور یہ تمام نعمتیں تم سے چھن جائیں گی۔ ①

① اسنادہ ضعیف۔ طبری جلد اول صفحہ ۱۰۳۔ اسنادہ ضعیف نہ سند مکمل ہے نہ ہی یہ معلوم ہے کہ کس کا قول ہے

حوا نے آدم علیہ السلام کو بے ہوش کر کے درخت کا پھل کھلا دیا

طبری کہتے ہیں سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام نے حواس کی درستگی کی حالت میں درخت سے نہیں کھایا تھا بلکہ حوا نے انہیں شراب پلا دی تھی جس کی وجہ سے ان پر کسی قدر نشہ کی سی کیفیت طاری ہوگئی پھر حوا ان کو پکڑ کر درخت کے پاس لے گئیں اور انہوں نے اس میں سے کھایا۔ (1)

(1) اسنادہ مقطوع ۔ طبری جلد اول صفحہ ۱۰۴ طبع دارالاشاعت کراچی۔ یہ روایت مقطوع ہے ایک تابعی کا قول ہے

جب آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام زمین پر اترے تو جبریل علیہ السلام نے زمین پر رہنے سہنے کا سارا طریقہ بتایا

ابن کثیر کہتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کو ننگا اتارا گیا تھا ان پر جنت کے درختوں کے پتے تھے پھر حضرت آدم علیہ السلام کو تپش لاحق ہوئی تو بیٹھ کر رونا شروع ہو گئے اور فرمایا اے حوا علیہا السلام مجھے گرمی نے تکلیف میں ڈال دیا ہے تو پھر حضرت جبریل علیہ السلام روئی لے کر نازل ہوئے اور پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے حوا علیہا السلام کو فرمایا کہ اس کو کات کر سوت بنا لو پھر ان کو سکھایا اور پھر حضرت آدم علیہ السلام (کاتے ہوئے سوت سے دھاگا بنانا اور پھر) کپڑا بنانے کا حکم دیا فرمایا اور یہ صنعت سکھائی اور فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں اپنی بیوی (حضرت حوا علیہا السلام) سے ہمبستری نہ فرماتے تھے حتیٰ کہ جب اپنی لغزش کی بنا پر جنت سے نکالے گئے اور پھر دونوں جدا جدا سوتے تھے ایک وادی بطحاء میں تھا دوسرا کسی اور کونے میں حتیٰ
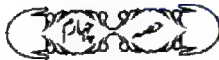
کہ پھر حضرت جبریل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور حکم فرمایا کہ اپنی بیوی کے پاس آئیں اور فرمایا کہ حضرت جبریل نے ان پھر ان کو مباشرت سکھلائی۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ البدایہ والنہایہ (۱/ ۹۹) طبع دارالاشاعت کراچی۔ یہ روایت منکر بلکہ من گھڑت ہے سند میں سعید بن میسرہ راوی ہے۔ جو موضوع روایات بیان کرتا ہے

ممنوعہ درخت کا پھل کھانے کی سزا حمل اور وضع حمل کی تکلیف

ایک دن آدم علیہ السلام نے حوا کو اپنی حاجت کے لئے بلایا تو حوا نے کہا میں تمہاری حاجت پوری نہیں کروں گی جب تک تم اس درخت کا پھل نہ کھاؤ غرض کہ دونوں نے درخت کا پھل کھا لیا اللہ تعالی نے آدمی علیہ السلام سے جواب طلب کیا تو آدم علیہ السلام نے کہا مجھے حوا نے کھلا دیا تو اللہ تعالی نے فرمایا اب میں ان کو بے وقوف بناؤں گا اور حمل اور وضع حمل کو ان کے لئے ناگوار کروں گا اگر یہ بات نہ ہوتی تو خواتین کو اذیت ماہانہ کبھی نہ رکھی ہوتی نیز حمل اور وضع حمل دونوں آسان ہوتے۔ (1)

(1) تاریخ طبری (۱/ ۱۰۴) طبع دارالاشاعت کراچی۔ یہ ابن غوید کا قول ہے

حوا کی ترغیب سے حضرت آدم علیہ السلام نے پھل کھا لیا

روایت ہے کہ پہلے حوا نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا اور حوا کے ترغیب دلانے پر حضرت آدم علیہ السلام نے بھی پھل کھا لیا۔ احمد خلیل جمعہ اس حوالے سے اپنی کتاب نساء الانبیاء صفحہ ۳۰، ۳۱ پر لکھتے ہیں۔ جب ابلیس نے قسم کھائی تو آدم علیہ السلام نے حوا سے کہا میں اس درخت کو نہیں کھاؤں گا
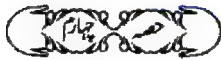
میں اس سے دلکش ہوتا ہوں مجھے تو یہ کوئی گھناؤنی چال محسوس ہوتی ہے۔

حوا نے کہا ایسی کوئی بات نہیں آپ دیکھ نہیں رہے کہ وہ بیچارہ اللہ کی قسم کھا رہا ہے وہ واقعی ہمارا خیر خواہ دکھائی دیتا ہے؟!!!

اس کو ہم سے بھلا کیا لینا دینا۔ عرصہ دراز سے وہ یہاں رہتا ہے یہاں کے ماحول سے خوب اچھی طرح واقف ہے وہ ہمیں فائدہ پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے دونوں کے دل میں یہ بات بھی تھی کہ کوئی اللہ کے نام پر جھوٹی قسم نہیں کھایا کرتا۔

اس طرح ابلیس نے انسان کی پوشیدہ مرغوبات سے اٹھکیلی کی نہاں خانہ دل میں چھپی ہوئی خواہشات کے ساز کے تار کو چھیڑا۔.......... امام ابو عبداللہ قرطبی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابلیس کے بہکانے سے پہلے حوا نے درخت کا پھل کھایا پہلے اس سے بات کرتے ہوئے اس نے کہا کہ تمہیں اس درخت کا پھل کھانے سے محض اس لئے روکا گیا ہے۔ کہ یہ سدا بہار حیات بخش درخت ہے۔ (1)

---

(1) اسنادہ موضوع۔ البدایہ والنہایہ حصہ اول صفحہ ۹۶ نہ اس کی سند معلوم ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ یہ کس کا قول ہے۔

جب دونوں بے لباس ہو گئے تو

طبری کی روایت ہے کہ جب دونوں کے ستر ظاہر ہو گئے تو آدم علیہ السلام ایک درخت کے خلا میں چھپ گئے اللہ تعالی نے فرمایا اے آدم تم کہاں ہو آدم علیہ السلام نے عرض کیا: میں یہاں ہوں اللہ تعالی نے فرمایا باہر کیوں نہیں نکلتے ہو کہا اللہ تجھ سے شرم آتی ہے اللہ تعالی نے حوا سے کہا تم نے میرے بندے کو دھوکا دیا ہے اب تم حمل کا بوجھ کراہت سے اٹھاؤ گی۔ (1)

① اسنادہ مقطوع۔ طبری جلد اول صفحہ ۱۰۳ یہ ایک تابعی ابن زید کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں۔

آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام نے اون کا تا اور کپڑے بنے

طبری کہتے ہیں پھر جب اللہ تعالی نے آدم اور حوا علیہما السلام کو برہنہ دیکھا تو ان کو حکم دیا کہ ایک دنبہ ذبح کریں جو کہ ان آٹھ قسم کے جانوروں میں سے ہے جن کو جنت سے نازل کیا گیا پس انہوں نے ایک دنبہ لیا اسکی اون لی اور اسے حوا نے کاتا اور دونوں نے مل کر اسے بنایا آدم نے اپنے لئے ایک جبہ تیار کیا اور حوا نے اپنے لئے ایک ڈوپٹہ اور چادر تیار کی اور دونوں نے یہ لباس پہنا۔ ①

① اسنادہ مقطوع۔ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۱۰ طبع دارالاشاعت کراچی۔ یہ بھی ایک تابعی کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں

آدم علیہ السلام کتنا عرصہ جنت میں رہے

روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نماز عصر سے لے کر غروب آفتاب تک جنت میں رہے۔ ①

① اسنادہ موقوف۔ مستدرک للحاکم (۲/۵۴۲) کتاب تواریخ المتقدمین حدیث رقم (۳۹۹۳)۔ الدر المنثور (۱/۵۱) یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے

آدم علیہ السلام ہندوستان میں اتارے گئے

روایت کے الفاظ ہیں۔ان اول ما اھبط اللہ الی ارض الھند یعنی کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں اتارا۔ ①

---

① اسنادہ موقوف۔مستدرک للحاکم (۵۴۲/۲) کتاب تواریخ المقدمین حدیث رقم (۳۹۹۴) ۔الدر المنثور (۵۵/۱) یہ روایت بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے مرفوع حدیث نہیں۔اس طرح حضرت علی سے بھی مروی ہے تاریخ طبری جلد اول صفحہ (۱۰۸) طبع دارالاشاعت کراچی۔

آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارتے وقت جنت کے میوے دیے گئے

روایت ہے کہ جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا تو ان کے ساتھ لیجانے کے لئے جنت کے پھل دیے اور ان کو ہر قسم کی کاریگری سکھائی گئی پس تمہارے یہ پھل اصل میں جنت کے پھلوں میں سے ہیں فرق صرف یہ ہے۔کہ یہ پھل متغیر (گل سڑ) ہو جاتے ہیں اور جنت کے پھل متغیر نہیں ہوتے۔ ①

---

① مستدرک حاکم (۵۴۳/۲) کتاب تواریخ المقدمین حدیث رقم (۳۹۹۶)۔الدر المنثور (۵۶/۱) یہ ابو موسی اشعری پر موقوف ہے رواہ البزار رقم (۲۳۴۴) مجمع الزوائد کتاب ذکر الانبیاء حدیث رقم (۱۳۷۴)

آدم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے مکالمہ

جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو انہوں نے عرض کیا اے رب کیا تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا اللہ نے فرمایا کیوں نہیں ہاں پھر آدم علیہ السلام نے کہا تو نے مجھ میں اپنی روح نہیں پھونکی اللہ نے کہا ہاں پھر آدم نے کہا اے رب کیا تو نے مجھے جنت میں نہیں ٹھہرایا اللہ نے فرمایا ہاں پھر آدم نے کہا اے اللہ کیا اگر میں توبہ کرلوں اور اپنی اصلاح کرلوں تو کیا تو مجھے جنت میں لوٹا دے گا اللہ نے فرمایا ہاں:[1]

---

[1] مستدرک للحاکم (۲/۵۴۵) کتاب تواریخ المتقدمین حدیث رقم (۴۰۰۲) تفسیر النسائی (۱/۵۰۵) فتح القدیر (۲/۲۶۳) الاحسان (۱۴/۳۹) الدر المنثور (۳/۱۴۲) احمد (۴۰۰) کنز العمال (۱/۱۱۴) یہ روایت بھی موقوف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ پر۔

حوا علیہا السلام کو جدہ میں اتارا گیا عرفات میں ایک دوسرے کو پہچانا

طبری کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو ارض ہند میں اور حوا علیہا السلام کو جدہ میں اتارا گیا پس آدم علیہ السلام ان کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ وہ دونوں اکٹھے ہو گئے حضرت حوا ان کی طرف میدان مزدلفہ میں آگے بڑھی تھیں اس لئے اس کا نام مزدلفہ پڑ گیا اور میدان عرفات میں دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا تھا۔ اس لئے اس کا نام عرفات پڑ گیا اور جس جگہ دونوں اکٹھے ہوئے تھے اس کا نام جمع پڑ گیا اور آدم علیہ السلام کو ارض ہاد میں جس جگہ اتارا گیا اس کو ''بوز'' کہا جاتا ہے۔[1]

---

[1] اسنادہ موقوف۔ طبری جلد اول صفحہ ۱۰۸۔ یہ روایت بھی موقوف ہے۔ مرفوعاً ثابت نہیں

آدم علیہ السلام کو کس طرح زمین پر اتارا گیا

روایت ہے آدم علیہ السلام جب زمین پر اتارے گئے تو ان کا سر آسمان میں تھا اور پاؤں زمین پر تو وہ آسمان والوں کی باتیں سنتے تھے فرشتوں نے اللہ تعالی سے شکایت کی تو ان کا قد گھٹا دیا گیا نیز اللہ تعالی نے جنت کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت اتارا جو کعبہ کے مقام پر رکھا گیا اس کا طواف ہوتا رہا بالآخر نوح علیہ السلام کے دور میں طوفان آیا تو اس یاقوت کو اٹھا لیا گیا۔ (1)

(1) اسنادہ مقطوع۔ تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۰۹ یہ ایک تابعی کا قول ہے مرفوع روایت نہیں

ہندوستان کی ہوا اور درختوں کی فضیلت

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ زمین میں سب سے عمدہ جگہ ہوا کے اعتبار سے سرزمین ہند ہے یہاں آدم علیہ السلام کو اتارا گیا اور یہاں کے درختوں کو جنت کی ہوا سے معلق کیا۔ (1)

(1) اسنادہ موقوف۔ مستدرك للحاكم (۵۴۲/۲) كتاب تواريخ المتقدمين حديث رقم (۳۹۹۵) الدر المنثور (۵۵/۱) موقوف روایت ہے مرفوع نہیں نیز حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور ذہبی اس پر خاموش ہیں جبکہ حاکم کے صحیح کہنے کی محدثین کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں۔

جنت کے درخت کا عصا سر پر تاج اور خوشبو

طبری کہتے ہیں کہ ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تو ان کے ساتھ جنت کے درخت کا ایک عصا تھا اور سر جنتی درخت کے پتوں کا تاج تھا اور ہر قسم کی خوشبو تھی اور پھل تھے نیز وہ ارض ہند پر اتارے گئے۔ [1]

[1] یہ ابوالعالیہ سے مروی ہے ان میں سے کوئی چیز مرفوعاً ثابت نہیں۔ تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۱۱ طبع دارالاشاعت کراچی۔

آدم علیہ السلام گندم کے دانے اور حجر اسود کے ساتھ اتارے گئے

جب آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تو ان کے ساتھ حجر اسود بھی اتارا گیا جو برف سے زیادہ سفید تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا بھی اتارا گیا اور بھی کئی چیزیں اتاری گئیں گندم کے سات دانے اتارے گئے آدم علیہ السلام نے پوچھا یہ کیا ہے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہی ہے جس کی وجہ سے آپ کا جنت سے خروج ہوا آدم علیہ السلام نے کہا اب اس کو کیا کرنا ہے تو جبریل علیہ السلام نے کہا اس کو زمین میں کاشت کر آدم علیہ السلام نے اس کو کاشت کیا۔ [1]

[1] اسنادہ موقوف۔ تاریخ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۱۲ یہ روایت بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔

آدم علیہ السلام کو زمین کا مالک بنا دیا گیا تمام جن اور جانور ماتحت ہو گئے نیز آدم علیہ السلام وسیع و عریض زمین دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے

ابن عباس علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو ان کو تمام زمین کا مالک بنا دیا گیا جن جانور وغیرہ سب ان کے ماتحت کر دیے گئے جب آدم علیہ السلام نے زمین کی وسعت کو دیکھا اور اپنے علاوہ کسی کو زمین پر نہ پا کر وحشت و تنہائی محسوس کی تو کہا اے میرے رب میرے علاوہ کوئی تیری تسبیح پڑھنے والا نہیں ہے اللہ تعالی نے فرمایا تیری اولاد ہوگی جو میری تسبیح پڑھے گی۔ [1]

(1) تاریخ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۱۴ یہ روایت بھی موقوف ہے۔

کیا توبہ کر کے میں جنت میں لوٹا دیا جاؤں گا

ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب اگر میں توبہ کرلوں اور رجوع کرلوں تو کیا میں پھر جنت میں لوٹا دیا جاؤں گا اللہ تعالی نے فرمایا ہاں۔ [1]

(1) البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۰۰ طبع دار الاشاعت کراچی۔ اس حدیث کی سند منقطع ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اس طرف سے یہ غریب ہے نیز اس میں انقطاع ہے
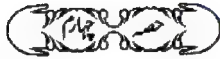
اے اللہ کیا تو نے لکھ نہیں دیا تھا کہ میں یہ عمل کروں گا

روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب کیا تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے نہیں بنایا اللہ تعالی نے فرمایا کیوں نہیں آدم نے عرض کیا کیا تو نے لکھ نہیں دیا تھا کہ میں یہ عمل کروں گا فرمایا کیوں نہیں آدم نے عرض کیا اگر میں توبہ کرلوں تو کیا میں دوبارہ جنت میں لوٹا دیا جاؤں گا اللہ تعالی نے فرمایا ہاں۔ [1]

[1] اسنادہ موقوف۔ البدایہ والنہایہ حوالہ سابقہ۔ مستدرک حاکم (۲/۵۴۵) حدیث رقم (۴۰۰۲) الدر المنثور (۵۸۱) التوسل (۱۲۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے

آدم علیہ السلام کی توبہ دس محرم کو قبول ہوئی

روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کی توبہ عاشورہ کے روز قبول ہوئی۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ طبرانی کبیر حدیث رقم (۵۵۳۸) یہ روایت من گھڑت ہے اس کو وضع کرنے والا عثمان بن مطر ہے۔ دیکھیں موضوعات۔ ابن جوزی (۱۹۹، ۲۰۱، ۲۰۲)

حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی اور حضرت ادریس علیہ السلام درزیوں کا جبکہ داؤد زرہ بناتے تھے ابراہیم بھی

زراعت کیا کرتے تھے حضرت صالح علیہ السلام تاجر تھے...... ①

① یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے نیز اس میں عبدالمنعم بن ادریس راوی کذاب ہے۔ مستدرک للحاکم (۵۹۶/۲) رقم الحدیث (۴۱۶۵) کتاب تواریخ المتقدمین الدر المنثور (۵۷/۱) الموسوعہ (۲۰۴/۱)

حضرت حوا علیہا السلام بال کاتا کرتی اور اس کا کپڑا بنتی

روایت سابقہ کے آخر میں ہے کہ حوا علیہا السلام بال کاتا کرتی پھر اس کا کپڑا بنتی خود بھی پہنتی تھی اور اپنی اولاد کو بھی پہناتی تھیں۔ ①

① دیکھیں حوالہ سابقہ مستدرک (۵۹۷/۲) عبدالمنعم بن ادریس راوی کذاب ہے

آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کا حج کیا

روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کے لئے جنت سے حجر اسود اتارا گیا ان کو مکہ معظمہ جانے کا حکم دیا گیا وہ مکہ معظمہ گئے اور بیت اللہ کی تعمیر کی انہوں نے حج بھی کیا ابلیس سامنے آیا تو اسے کنکریاں ماریں۔ ①

① تاریخ یعقوبی جلد اول صفحہ (۱۶۔۱۷)۔ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ اس کی سند نہیں نہ ہی یہ معلوم ہے کہ یہ کس کا قول ہے۔

آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی

روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی اس میں نماز پڑھی اور اس کا طواف کیا۔[1]

[1] اخبار مکہ للازرقی صفحہ ۳۷ یہ روایت موقوف ہے ایک اور روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کا حج کیا۔ اخبار مکہ صفحہ ۴۳ یہ کس کا قول ہے معلوم نہیں

آدم علیہ السلام کی توبہ: ابراہیم کی پیدائش یوم عاشورہ کو ہوئی

لمبی روایت کے الفاظ ہیں !وفی یوم عاشوراء تاب اللہ عزوجل۔علی آدم۔ یوم عاشورہ کو اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی اسی طرح قوم یونس کی توبہ قبول ہوئی اور یوم عاشورہ ہی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔[1]

[1] اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر (۵۵۳۸) مجمع الزوائد (۳/ ۱۸۸) رقم (۵۱۳۲) الہیثمی کہتے ہیں کہ اس میں عبدالغفور راوی متروک ہے نیز اس میں عثمان بن مطر کو ابن حبان نے جھوٹا کہا ہے اور اس کے ضعف پر آئمہ کا اجماع ہے۔

آدم علیہ السلام کے بیٹے شیث علیہ السلام کی پیدائش، وصی اور جانشینی

روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک سو تیس سال ہوئی تو ان کے ہاں حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے آدم علیہ السلام نے اپنی وفات کے بعد انہی کو اپنا وصی بنایا تھا ان کے لئے وصیت

نامہ لکھوایا اور اسے شیث علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔ ①

① اسنادہ موقوف۔ تاریخ طبری جلد اول صفحہ (۱۲۷) طبع دار الاشاعت کراچی۔ نیز اس میں حارث بن محمد راوی مجہول ہے میزان الاعتدال (۱۷۸/۲) المغنی (۱۴۳/۱) الضعفاء والمتروکین (۱۸۳/۱) الضعفاء الکبیر (۲۱۱/۱)۔

کیا حارث شیطان کا نام ہے اور کیا حوا علیہا السلام نے اپنے بچہ کا حارث نام رکھا تھا

روایت ہے کہ جب حوا علیہا السلام حاملہ ہوئی تو ابلیس نے اس کے ارد گرد چکر لگایا جبکہ مائی حوا کا بچہ زندہ نہیں رہتا تھا تو شیطان نے کہا اس کا نام عبدالحارث رکھنا تو مائی حوا نے اس کا نام عبدالحارث رکھا تو وہ زندہ رہا جبکہ یہ بات شیطان کی وحی اور اس کے حکم کے باعث تھی ایک روایت میں ہے کہ ابلیس نے کہا تیرے پیٹ میں کیا ہے؟ کیا تیرے قبل سے نکلے گا۔ یا دبر سے یا تیرا پیٹ شق ہو گا۔ ①

① اسنادہ ضعیف۔ سنن ترمذی: التفسیر، باب ومن سورۃ الاعراف رقم الحدیث (۳۰۷۷) مستدرک حاکم (۵۴۵/۲)۔ کتاب تواریخ المتقدمین رقم الحدیث (۴۰۰۳)۔ الدر المنثور (۱۵۱/۳) کنز العمال (۲۴/۲،۶/۲) سلسلہ الاحادیث الضعیفہ (۵۱۶/۱) رقم الحدیث (۳۴۲) حسن کا سمرہ سے سماع ثابت نہیں واخرجہ احمد فی المسند (۱۱/۵) والبزار فی مسندہ وابن ابی حاتم فی التفسیر رقم (۱۴۶۲۔۱۴۶۶) وابن جریر فی التاریخ (۱۴۸/۱) والتفسیر (۱۳/ رقم ۱۵۵۱۳) والطبرانی فی الکبیر رقم (۶۸۹۵) وابن عدی فی الکامل (۴۳/۵) عمر کی

قتادہ سے روایت میں ضعف واضطراب ہوتا ہے۔ایک محقق نے اس روایت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اس کو قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں نقل کرتے ہیں لکھتے ہیں۔قارئین کرام حیران ہوں گے کہ امت مسلمہ کا آج تک عقیدہ یہ رہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں کجا ان کی طرف شرک کی نسبت وہ تو مبعوث ہی اس لئے کیے جاتے ہیں کہ دنیا سے کفر وشرک کو مٹائیں کجا کہ وہ خود شرک میں مبتلا ہوں لیکن قربان جائیں روایت پرستی کے...... کیونکہ روایتوں میں جو کچھ بھی بیان کر دیا جائے اس پر ہمارا ایمان لانا فرض ہے اور اگر اس روایت کا تعلق صحاح ستہ سے ہو تو کیا کہنے پھر تو کوئی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی ان کی صحت پر ایمان لانا ایک لازمہ دین بن جاتا ہے آیئے آپ بھی ایک روایت ملاحظہ کیجئے کہ کس حسن وخوبی کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام کو مشرک بنایا گیا۔ترمذی میں حضرت سمرہ بن جندب سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب حضرت حوا کو حمل ٹھہرا تو ابلیس نے ان کا چکر لگایا اور حوا کے یہاں کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا شیطان نے حوا سے کہا کہ آئندہ جو بچہ ہو اس کا نام حارث رکھنا انہوں نے اس کا نام حارث رکھا تو وہ زندہ رہا اور یہ نام شیطان نے حوا کو وحی کیا تھا اور اسی نے نام رکھنے کا حکم دیا تھا ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اسے عمر بن ابراہیم کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا اور بعض راویوں نے اسے قول تابعی بیان کیا ہے۔یعنی امام ترمذی نے اس میں شک ظاہر کیا ہے کہ آیا یہ قول رسول ہے یا قول تابعی لیکن قول رسول کی صورت میں اسے عمر بن ابراہیم کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔حیرت یہ کہ حاکم نے اسے مستدرک میں نقل کر کے صحیح کہا ہے حافظ ذھبی لکھتے ہیں یہ صحیح تو کہاں سے ہوتی اس کا منکر ہونا اظہر من الشمس ہے جہاں تک اس روایت کی سند کا تعلق ہے اس پر تو ہم بعد میں غور کریں گے سب سے اول تو ہمیں یہ سوچنا ہے کہ کیا واقعتاً حارث شیطان کا نام ہے اور اگر ایسا ہے تو اسلام میں اس نام کی کوئی گنجائش نہ ہونی چاہیے۔لفظ حارث اسم فاعل ہے اور حرث کے معنی کھیتی کے آتے ہیں ارشاد

الٰہی ہے ومن الحرث والانعام نصیب کھیتی اور چوپاؤں میں بھی حصہ ہے (الانعام ۱۳۷) اس لحاظ سے حارث کاشت کار کو کہا جائے گا اب بے چارے کاشت کاروں کا کیا قصور ہے کہ انہیں شیطان بنا دیا گیا۔ اگر فی الواقع شیطان کا نام تھا ہوتا تو یہ چاہیے تھا کہ اسلام میں یہ نام ممنوع قرار پاتا۔ حالانکہ متعدد صحابہ کا نام حارث تھا اور نبی کریم مشرکانہ ناموں کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے جب کہ اس نام کو قطعاً تبدیل نہیں فرمایا حتی کے آپ کے خاندان بنی ہاشم میں آپ کے سب سے بڑے چچا کا نام حارث تھا جن کے صاحبزادے ابوعبید جنگ بدر میں شہید ہوئے ان حارث کے ایک بیٹے نوفل تھے ان نوفل کے بیٹے کا نام بھی حارث تھا یہ دونوں باپ بیٹے فتح مکہ کے بعد اسلام لائے ہم ذیل میں حافظ ابن حجر کی تقریب سے ان صحابہ کے نام پیش کر رہے ہیں جن کے نام حارث تھے اور جن سے احادیث مروی ہیں : (۱) حارث بن الحارث الاشعری الشامی صحابی ہیں ۔(۲) حارث بن حاطب بن عمرو بن عبید الانصاری صحابی ہیں ۔(۳) حارث بن حسان البکری صحابی ہیں ۔(۴) حارث بن حاطب بن حارث بن العمر الجمی چھوٹے صحابی ہیں۔(۵) حارث بن زیاد الساعدی صحابی ہیں ۔(۶) حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب صحابی ہیں ۔(۷) حارث بن عمرو بن الحارث السہمی صحابی ہیں ۔(۸) حارث بن عمرو الانصاری صحابی ہیں۔ حضرت براء بن عازب کے چچا ہیں۔(۹) حارث بن ہشام بن المغیرہ صحابی ہیں۔ ابوجہل کے بھائی ہیں ۔(۱۰) حارث بن مالک بن قیس اللیثی صحابی ہیں ۔ یہ دس صحابہ کے نام ہم نے تقریب سے پیش کیے ہیں تابعین اور تبع تابعین میں میں حارث نامی کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں حتی کہ حضرت علی کے شاگرد خاص کا نام حارث الاعور ہے ایک مشہور صوفی بزرگ حارث محاسبی ہیں جو امام احمد کے ہم عصر تھے اور ایک امام مالک کے شاگرد حارث بن مسکین ہیں جو نسائی کے استاد تھے اور سنن نسائی میں ان سے متعد روایات مروی ہیں ۔ یہ کیسا شیطان کا نام ہے کہ ہر شخص اس نام پر جان دے رہا ہے اور

پوری تاریخ اسلام میں اس پر نکیر کرنے والا نظر نہیں آتا پھر اس روایت کے ابتدائی دو جملوں میں کوئی مناسبت نہیں پائی جاتی کیونکہ ابتدائی جملہ یہ ہے کہ جب حوا حاملہ ہوئیں یہ جملہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ پہلے حمل کا واقعہ ہے اور دوسرا جملہ کہ حوا کا کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا اس سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت حوا کے متعدد لڑکے مر چکے تھے یعنی بیان کرنے والے کو اپنے آگے پیچھے کی بھی خبر نہیں ہے کیونکہ چرائی ہوئی بات کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا۔ یہ کہانی کہاں سے چرائی گئی۔ یہ تو ہم آگے پیش کریں گے لیکن اس سے قبل کچھ عمر بن ابراہیم راوی کا حال بھی سن لیں

عمر بن ابراہیم:

اس کی کنیت ابو حفص العبدی ہے بصرہ کا باشندہ ہے ترمذی نسائی اور ابن ماجہ میں اس کی روایات پائی جاتی ہیں اس سے عبد الصمد بن عبدالوارث اور شاذ بن فیاض وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔ امام احمد کہتے ہیں ثقہ ہے بلکہ اس کے شاگرد عبدالصمد عبدالوارث کا قول یہ ہے کہ یہ بہت ثقہ ہے لیکن ابوحاتم کہتے ہیں یہ حجت نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں یہ شخص قتادہ کے نام سے ایسی فرضی کہانیاں نقل کرتا ہے جنہیں کوئی اور بیان نہیں کرتا۔ عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد احمد بن حنبل سے اس کے بارے میں استفسار کیا انہوں نے فرمایا منکر روایات نقل کرتا ہے اور پھر انہوں نے اس کی ایک روایت کو منکر قرار دیا۔ مذکورہ کہانی کو حاکم نے مستدرک میں نقل کر کے صحیح قرار دیا ہے لیکن ذھبی لکھتے ہیں یہ منکر ہے میزان (۵/۲۱۵)۔ دراصل یہ کہانی قتادہ کی پیش کردہ نہیں بلکہ اس کا موجد محمد بن سائب کلبی ہے جس نے اپنی بدنام زمانہ میں تفسیر میں یہ کہانی لکھی ہے اس کی تفسیر آج تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نام سے شائع ہوتی ہے اس کلبی اور اس کی تفسیر کا حال حصہ اول میں گزر چکا ہے۔ اس کی تفسیر میں یہ کہانی دیکھ کر بعد کے مفسرین نے یہ کہانی اپنی اپنی تفاسیر میں نقل کی ہے دراصل یہ کہانی ایک آیت کی تفسیر کے تحت نقل کی گئی ہے آیت حسب ذیل ہے

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ☆فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ☆ (الاعراف ۱۸۹/ ۱۹۰)

وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا، تاکہ وہ اس کی طرف (جا کر) سکون حاصل کرے، پھر جب اس نے اس (عورت) کو ڈھانکا تو اس نے ہلکا سا حمل اٹھا لیا، پس اسے لے کر چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ بھاری ہوگئی تو دونوں نے اللہ سے دعا کی، جو ان کا رب ہے کہ بے شک اگر تو نے ہمیں تندرست بچہ عطا کیا تو ہم ضرور ہی شکر کرنے والوں سے ہوں گے۔ پھر جب اس نے انھیں تندرست بچہ عطا کیا تو دونوں نے اس کے لیے اس میں شریک بنا لیے جو اس نے انھیں عطا کیا تھا، پس اللہ اس سے بہت بلند ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

مفسر قرطبی نے کلبی سے یہ کہانی کچھ اسطرح نقل کی ہے کہ ابلیس ایک انسان کی صورت میں حضرت حوا کے پاس آیا جب وہ پہلی بار حاملہ ہوئیں اور کہنے لگا جانتی ہو تمہارے پیٹ میں کیا ہے حضرت حوا نے جواب دیا مجھے نہیں معلوم کیا ہے شیطان کہنے لگا مجھے ڈر ہے کہ کہیں چوپایہ نہ ہو حضرت حوا نے حضرت آدم علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا اس طرح دونوں میاں بیوی فکر میں مبتلاء ہو گئے کچھ دن بعد شیطان پھر آیا اور کہنے لگا میں اللہ کا مقرب بندہ ہوں (یعنی غوث وقطب) بہت پہنچا ہوا بزرگ ہوں میں اگر اللہ سے دعا کروں تو تو ایک انسان کے بچہ کو جنم دیگی لیکن تو میرے نام پر اس کا نام رکھنا حوا نے سوال کیا آپ کا کیا نام ہے اس نے جواب دیا حارث الغرض حوا نے اس بچے کا نام عبدالحارث رکھ لیا۔ قرطبی لکھتے ہیں اسی قسم کی ایک کہانی ترمذی کی ایک ضعیف حدیث موجود ہے اور اسرائیلیات میں ایسی بہت سی باتیں پائی جاتی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں اور نہ قلب ایسی روایات کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے

کیونکہ آدم وحوا کو شیطان ایک بار دھوکہ دے چکا تھا اور مومن ایک بھٹ سے دوبارہ ڈسا نہیں جا سکتا تفسیر قرطبی (۲۷۷/۴/۴) شاید وہ پہلی بار پیر صاحب کی صورت میں نا آیا ہوگا اس لئے دوسری مرتبہ جبہ واقعہ اور تسبیح سے دھوکا کھا گئے ہوں گے۔ یہ تو امام قرطبی کی رائے تھی اور ان کی تفسیر کا محدود دے چند علماء مطالعہ کریں گے لیکن ہمارے درس نظامی میں جو تفسیر باقاعدہ طلباء کو پڑھائی جاتی ہے ذرا اس کا حال بھی دیکھ لیں۔ جلال الدین سیوطی اپنی مشہور تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں

فلما اتهما(ولدا) صالحا جعلا له شركاء(اے شريكا) فيما اتهما(بتسمية عبد الحارث ولا ينبغي ان يكون عبدالله وليس باشراك في العبودية لعصمة آدم) روى سمرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لما حملت حواء طاف لها ابليس وكان لا يعيش لها ولد فقال سميه عبد الحارث فان يعيش فسمته فعاش فكان ذلك من وحي الشيطان وامره-رواه الحاكم وقال صحيح والترمذي وقال حسن غريب (جلالين مصري صفحه ١٩)

”پھر ہم نے انہیں نیک (بیٹا) دیا انہوں نے اس میں اللہ کا شریک بنا لیا کہ اس کا نام عبد الحارث رکھا حالانکہ رکھنا عبداللہ چاہیے تھا یہ عبادت میں شرک نہیں کیونکہ آدم معصوم ہیں سمرہ نے نبی کریم سے روایت کی ہے کہ جب حوا حاملہ ہوئیں۔ تو ابلیس نے ان کے پاس آنا جانا شروع کیا۔ اور حوا کے کوئی بیٹا زندہ نہ رہتا ابلیس نے کہا کہ اس بچے کا نام عبدالحارث رکھو یہ زندہ رہے گا انہوں نے اس کا نام عبدالحارث رکھا اور وہ زندہ رہا یہ حدیث حاکم نے روایت کی اور اسے صحیح کہا ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حسن غریب ہے“

ایک طالب علم کو جب یہ عبارت سبقاً پڑھائی جائے گی اور جب اس کے ذہن میں یہ بٹھایا جائے گا کہ شرک فی التسمیہ میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ آدم جو نبی تھے اور گناہوں سے معصوم تھے عیاذ باللہ ان روایات کی رو سے وہ بھی اس کے مرتکب ہوئے تھے لہذا اب غلام

رسول۔عبدالنبی۔عبدالرسول۔سجاد حسین۔عابد علی اور پیر بخش وغیرہ قسم کے ناموں میں کوئی حرج نہیں سمجھنا چاہیے حتیٰ کہ یہ نام اب دیوبندیوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔اردو زبان میں اس آیت کی جتنی اعلی اور عمدہ تفسیر علامہ مودودی صاحب مرحوم نے فرمائی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔لکھتے ہیں

ھوالذی خلقکم من نفس واحدہ (الآیۃ۔الاعراف۱۸۹) اسی نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا۔

وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑ بنایا تاکہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو اسے ایک خفیف سے حمل رہ گیا جسے لئے وہ چلتی پھرتی رہی پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں نے مل کر اللہ اپنے رب سے دعا کی کہ اگر تو نے ہم کو اچھا سا بچہ دیا تو ہم تیرے شکر گزار ہوں گے مگر جب اللہ نے ان کو ایک صحیح وسالم بچہ دے دیا تو وہ اس کی بخشش وعنایت میں دوسروں کو اس کا شریک ٹھہرانے لگے۔اللہ بہت بلند وبرتر ہے ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔یہاں مشرکین کی جاہلانہ گمراہیوں پر تنقید کی گئی ہے تقریر کا مدعا یہ ہے کہ نوع انسانی کو ابتداء وجود بخشنے والا اللہ تعالی ہے جس سے خود مشرکین کو بھی انکار نہیں پھر ہر انسان کو وجود عطاء کرنے والا بھی وہی ہے اور اس بات کو بھی مشرکین جانتے ہیں عورت کے رحم میں نطفہ کو ٹھہرانا پھر اس خفیف سے حمل کو پرورش کر کے ایک زندہ بچہ کی صورت دینا پھر اس بچے کے اندر طرح طرح کی قوتیں اور طاقتیں ودیعت کرنا اور اسے صحیح وسالم بنا کر پیدا کرنا یہ سب کچھ اللہ تعالی کے اختیار میں ہے اگر اللہ عورت کے پیٹ میں بندر یا سانپ یا کوئی اور عجیب الخلقت حیوان پیدا کر دے یا بچے کو پیٹ ہی میں اندھا بہرا لنگڑا لولا بنا دے یا اس کی جسمانی وذہنی اور نفسانی قوتوں میں کوئی نقص رکھ دے تو کسی میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ تعالی کی اس ساخت کو بدل ڈالے اس حقیقت سے مشرکین بھی اسی طرح آگاہ ہیں جس طرح

موحدین چنانچہ یہی وجہ ہے کہ زمانہ حمل میں ساری امیدیں اللہ ہی سے وابستہ ہوتی ہیں لیکن اس پر بھی جہالت ونادانی کے طغیان کا یہ حال ہے کہ جب امید برآتی ہے اور چاند سا بچہ نصیب ہو جاتا ہے تو شکریہ کے لئے نذریں اور نیازیں کسی دیوی اوتار اور کسی حضرت کے نام پر چڑھائی جاتی ہیں اور بچے کو ایسے نام دیے جاتے ہیں کہ گویا وہ خدا کے سوا کسی اور کی عنایت کا نتیجہ ہیں مثلاً۔ حسین بخش۔ پیر بخش۔ نبی بخش۔ عبدالرسول۔ عبدالعزی۔ اور عبدشمس وغیرہ۔ اس تقریر کے سمجھنے میں ایک بڑی غلط فہمی واقع ہوئی ہے جسے ضعیف روایات نے اور زیادہ تقویت پہنچادی چونکہ آغاز میں نوع انسانی کی پیدائش ایک جان سے ہونے کا ذکر آیا ہے جس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور پھر فوراً ہی ایک مرد وعورت کا ذکر شروع ہو گیا ہے جنہوں نے پہلے تو اللہ سے صحیح سالم بچے کی پیدائش کے لئے دعا کی اور جب بچہ پیدا ہو گیا تو اللہ کی بخشش میں دوسروں کو شریک ٹھہرالیا اسی لئے لوگوں نے یہ سمجھا کہ شرک کرنے والے میاں بیوی حضرت آدم علیہ السلام وحوا ہیں ہوں گے اس غلط فہمی پر روایات کا ایک خول چڑھ گیا اور ایک پورا قصہ تصنیف کر دیا گیا کہ حضرت حوا کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے تھے آخر کار ایک بچہ کی پیدائش کے موقعہ پر شیطان نے ان کو بہکا کر اس بات پر آمادہ کرلیا کہ اس کا نام عبدالحارث (بندہ شیطان) رکھ دیں غضب یہ ہے کہ ان روایات میں سے بعض کی سند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی پہنچادی گئی لیکن درحقیقت یہ تمام روایات غلط ہیں اور قرآن کی عبارات بھی ان کی تائید نہیں کرتیں قرآن جو کچھ کہہ رہا ہے وہ صرف یہ ہے کہ نوع انسانی کا پہلا جوڑا جس سے آفرینش کی ابتدا ہوئی اس کا خالق بھی اللہ ہی تھا کوئی دوسرا اس کارتخلیق میں شریک نہ تھا۔ اور پھر ہر مرد وعورت کے ملاپ سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے اس کا خالق بھی اللہ ہی ہے جس کا اقرار تم سب لوگوں کے دلوں میں موجود ہے چنانچہ اسی اقرار کی بدولت تم امید وبیم کی حالت میں جب دعا مانگتے ہو تو اللہ ہی سے مانگتے ہو لیکن بعد میں جب امیدیں پوری ہو جاتی ہیں تو تمہیں شرک کی سوجھتی ہے اس تقریر میں کسی خاص مرد اور خاص عورت کا

ذکر نہیں ہے بلکہ مشرکین میں سے ہر مرد و عورت کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اس مقام پر ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے ان آیات میں اللہ تعالی نے جن لوگوں کی مذمت کی ہے وہ عرب کے مشرکین تھے اور ان کا قصور یہ تھا کہ وہ صحیح و سالم اولاد پیدا ہونے کے لئے اللہ ہی سے دعا مانگتے تھے مگر جب بچہ پیدا ہو جاتا تھا تو اللہ کے اس عطیہ میں دوسروں کو شکریہ کا حصہ دار ٹھہرا لیتے تھے۔ بلاشبہ یہ حالت بھی نہایت بری تھی لیکن اب جو شرک ہم توحید کے مدعیوں میں پا رہے ہیں۔ وہ اس سے بھی بدتر ہے یہ ظالم تو اولاد بھی غیروں سے مانگتے ہیں حمل کے زمانہ میں منتیں بھی غیروں کے نام ہی کی مانتے ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد نیاز بھی ان ہی کے آستانوں پر چڑھاتے ہیں اس پر بھی زمانہ جاہلیت کے عرب مشرک تھے اور یہ موحد ہیں ان کے لئے جہنم واجب تھی اور ان کے لئے نجات کی گارنٹی ہے ان کی گمراہیوں پر تنقید کی زبانیں تیز ہیں مگر ان کی گمراہیوں پر کوئی تنقید کر بیٹھے تو مذہبی درباروں میں بے چینی کی لہر دوڑ جاتی ہے اسی حالت کا ماتم حالی مرحوم نے اپنی مسدس میں کیا ہے۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ جا جا کے نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
(تفہیم القرآن آیت مزکورہ کے زیر تحت)

قصہ ہابیل وقابیل کا

روایت ہے کہ حوا کے ہاں ہر حمل سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے ایک حمل سے پیدا ہونے والے لڑکا کا دوسرے حمل سے پیدا ہونے والی لڑکی سے نکاح ہوتا تھا حضرت آدم علیہ السلام کے منجملہ اور لڑکوں کے دو لڑکے قابیل اور ہابیل تھے قابیل بڑا تھا اس کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی حسین تھی ہابیل نے قابیل سے اس کی بہن سے شادی کرنے کے لئے کہا قابیل نے انکار کر دیا اور کہا وہ میری بہن ہے اس کا زیادہ حق دار میں ہوں آدم علیہ السلام نے بھی قابیل سے شادی کے لئے کہا مگر اس نے انکار کر دیا پھر انہوں نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ لڑکی کا کون زیادہ حقدار ہے قربانی کی ہابیل کی قربانی کو آگ نے جلا دیا یعنی وہ قبول ہوگئی قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ ①

---

① اسنادہ موقوف۔ تفسیر طبری: تفسیر المائدہ (۳۱/۲۸) تفسیر ابن کثیر: المائدہ (۳۱/۲۸) بحوالہ تفسیر ابن ابی حاتم البدایہ والنہایہ (۹۳/۱) موقوف ہونے کے ساتھ ساتھ ہر سند میں سدی راوی کذاب ہے

ہابیل قابیل سے زیادہ طاقتور تھا مگر

روایت ہے کہ اگرچہ ہابیل قابیل سے زیادہ طاقتور تھا مگر اس نے قتل کرنے کو اچھا نہیں

سمجھا۔ ①

① اسنادہ موقوف۔ دیکھیں تفسیر ابن کثیر حوالہ سابقہ

نوٹ: ہابیل اور قابیل نام نہ تو قرآن میں ہیں اور نہ صحیح حدیث سے ثابت ہیں۔ واللہ اعلم

قابیل قتل کرنا نہیں جانتا تھا

روایت ہے کہ قابیل قتل کرنا نہیں جانتا تھا ابلیس نے اسے سکھایا کہ سر پر پتھر مارے قابیل نے ایسے ہی کیا۔ ①

① تفسیر ابن کثیر بحوالہ تفسیر ابن ابی حاتم حوالہ سابقہ اس میں عبدالرحمٰن بن زید راوی کذاب ہے

قابیل نے ہابیل کو سوتے میں قتل کیا

تفسیر ابن کثیر ہی میں ایک قول یہ مروی ہے کہ قابیل نے ہابیل کو سوتے میں قتل کیا۔ ①

① تفسیر ابن کثیر حوالہ سابقہ اس میں بھی السدی راوی کذاب ہے

قابیل ہابیل کی لاش کو کندھے پر اٹھائے پھرتا رہا

روایت ہے کہ قابیل ہابیل کی لاش کو ایک سال تک کندھے پر رکھ کر پھرتا رہا کہ اسے کس

طرح چھپائے۔ (1)

(1) اسنادہ موقوف۔ یہ روایت موقوف ہے تفسیر ابن کثیر قصہ ہابیل قابیل۔ حوالہ سابقہ

قابیل نے ہابیل کو کس جگہ قتل کیا

روایت ہے کہ قابیل نے ہابیل کو حرا کی کھائی میں قتل کیا پھر وہ اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر یمن کی طرف بھاگ نکلا۔ (1)

(1) طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۲۲ طبع دار الاشاعت کراچی۔ یہ ایک تابعی کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں

آدم علیہ السلام کا ہابیل کی لاش پر رونا

طبری کہتے ہیں حضرت علی سے روایت ہے کہ جب ہابیل کو قتل کر دیا گیا تو آدم علیہ السلام ہابیل کی میت پر روئے۔ (1)

(1) اسنادہ موقوف۔ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۲۳ طبع دار الاشاعت کراچی۔

آدم علیہ السلام کی قابیل کو بد دعا

روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے قابیل سے کہا جا تو ہمیشہ ڈرتا رہے گا جو تجھے دیکھے گا امن نہیں دے گا غرض کہ جو بھی قابیل کو دیکھتا تو مارتا تھا۔ ①

① اسنادہ موقوف۔ تاریخ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۲۲۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔

آدم علیہ السلام نے داؤد کو اپنی عمر کے چالیس سال دیے

جب آدم علیہ السلام کی موت کا وقت آ گیا تو آدم نے کہا ابھی میری عمر کے چالیس سال باقی ہیں فرشتوں نے کہا آپ نے داؤد علیہ السلام کو دیے تھے آدم نے کہا میں نے نہیں دیے اللہ تعالی نے دستاویز نازل کی فرشتوں نے گواہی دی غرض کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال ہی کر دی اور داؤد کی عمر سو سال کر دی۔ ①

① اسنادہ ضعیف۔ اخرجہ احمد فی مسندہ (۱/۲۵۱) طبرانی کبیر (۱۲/۲۱۴) اس میں علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے یہ اصل واقعہ صحیح ہے صرف اس میں نزول آیت "الذین" یاایھا الذین آمنو اذا تداینتم کا ذکر اور فرشتوں کی گواہی کا ذکر دستاویز کا ذکر صحیح نہیں ہے دیکھیں سنن ترمذی رقم الحدیث (۳۰۷۶) البانی نے اس کو صحیح کہا ہے

آدم علیہ السلام جب قریب الموت ہوئے تو بیٹوں کو جنت کے پھلوں کی

تلاش میں روانہ کیا

ابی بن کعب نے کہا جب آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا اے میرے بیٹو میرا جنت کے پھل کھانے کو دل کر رہا ہے تو بیٹے چلے گئے تا کہ جنت کے پھل تلاش کریں سامنے ان کو فرشتے مل گئے جن کے سات کفن اور خوشبو تھی اور بیلچے پھاوڑے ٹوکری قبر کھودنے کے اوزار تھے فرشتوں نے آدم کے بیٹوں سے پوچھا کہاں جا رہے ہو اور کیا تلاش کر رہے ہو بنی آدم نے کہا ہمارے والد مریض ہیں ان کا دل جنت کے پھل کھانے کو کر رہا ہے تو فرشتوں نے کہا واپس چلو تمہارے والد کا وقت پورا ہو گیا ہے تو سب واپس آ گئے حوا نے فرشتوں کو پہچان لیا کہ یہ فرشتے ہیں اور کس مقصد کے لئے آئے ہیں تو حوا آدم کے لئے پناہ مانگنے لگی کہ آدم کو چھوڑ دیا جائے تو آدم نے حوا کو کہا مجھے چھوڑ دو اپنے پاس سے میں تجھ سے پہلے کا پیدا ہوا ہوں لہذا میرے اور میرے رب کے فرشتوں کے درمیان راستہ خالی کر دو پھر فرشتوں نے آدم کی روح کو قبض کر لیا اور پھر غسل دیا کفن دیا خوشبو لگائی پھر گڑھا کھودا قبر بنائی پھر حضرت آدم علیہ السلام پر نماز جنازہ پڑھی گئی پھر ان کو قبر میں داخل کیا۔ اور قبر میں رکھا اوپر سے مٹی ڈالی پھر کہا اے آدم کی اولاد یہ تمہارے لئے تکفین و تدفین کا طریقہ ہے۔ (1)

---

(1) یہ ابی بن کعب کا قول ہے۔ مرفوع حدیث نہیں البدایہ والنہایہ (۱/۱۲۲) مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۲۴۳) اس میں ابو عیسی کا قول ہے و رواہ عبداللہ بن احمد (۵/۱۳۶) مجمع الزوائد للہیثمی (۳۶۶۸، ۳۶۷) کتاب فیہ ذکر الانبیاء۔ حدیث رقم (۱۳۷۵۶)

آدم علیہ السلام کی عمر ۹۳۶ سال ہوئی

طبری کہتے ہیں اہل تورات نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کی عمر نو سو تیس سال تھی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کی ۹۳۶ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ ①

① تاریخ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۳۱ طبع دارالاشاعت کراچی۔ اسنادہ موقوف نیز اس میں ہشام کلبی ہے جو سخت ضعیف ہے۔

آدم علیہ السلام وفات سے گیارہ پہلے بیمار ہوئے

آدم علیہ السلام وفات سے گیارہ دن پہلے بیمار ہوئے انہوں نے شیث علیہ السلام کو وصیت کی اور وصیت کی کتاب ان کے حوالے کی اور کہا اس کو قابیل سے چھپانا اس لئے کہ اس نے ہابیل کو حسد کی بنیاد پر قتل کیا یوں قابیل اور اس کی اولاد علم سے محروم رہی۔ ①

① تاریخ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۳۱ طبع دارالاشاعت کراچی۔ یہ ایک تابعی کا قول ہے

آدم علیہ السلام کی اپنے بیٹوں اور پوتوں کو وصیت

روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کو وصیت کی کہ ملعون قابیل اور اس کی اولاد سے میل جول نہ رکھیں۔ ①

① بے سند روایت ہے یعقوبی جلد اول صفحہ ۱۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

آدم علیہ السلام افضل الانبیاء ہیں؟

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ فرشتوں میں سب سے افضل جبریل ہیں اور نبیوں میں افضل آدم ہیں جبکہ ہفتے کے دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے مہینوں میں رمضان کا مہینہ افضل ہے راتوں میں لیلۃ القدر کی رات افضل ہے اور خواتین میں مریم بنت عمران افضل ہے۔ (1)

(1) اسنادہ ضعیف۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر رقم (۱۱۳۶۱) مختصراً ہیثمی کہتے ہیں اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس میں نافع بن ھرمز راوی متروک ہے
نوٹ: اس کے بعض جملے صحیح طریقے سے ثابت ہیں

آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے غسل دیا

روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو فرشتے جنت سے خوشبو اور کفن لے کر آئے فرشتوں نے آدم کو پانی اور بیری کے پتوں سے تین مرتبہ غسل دیا تیسری مرتبہ پانی میں کافور بھی ملایا پھر انہیں طاق عدد کپڑوں میں کفن دیا ان کو لحد میں اتارا اور ان کی نماز جنازہ ادا کی۔ (1)

(1) مصنف عبدالرزاق: کتاب الجنائز، باب غسل المیت (۳/۴) طبری (۱/۱۰۸) اس روایت کی سند منقطع ہے نیز اس مفہوم کی دو روایات طبرانی نے ابی بن کعب سے مرفوع بیان کی ہیں اس کے متعلق علامہ ہیثمی کہتے ہیں اس کو طبرانی نے الاوسط میں دو سندوں سے روایت کیا ہے ایک میں الحسن بن ابی السری کو صرف ابن حبان نے ثقہ کہا ہے جب کہ جمہور نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے دوسری سند میں روح بن اسلم راوی ہے اس کی بھی صرف ابن حبان نے

توثیق بیان کی ہے جبکہ جمہور نے اسے ضعیف کہا ہے مجمع الزوائد (۸/۳۶۶) کتاب فیہ ذکر الانبیاء رقم الحدیث (۱۳۷۵۴) و (۱۳۷۵۵)

آدم علیہ السلام کو ارض ہند میں دفن کیا گیا

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی موت کے بعد ارض ہند میں بمقام سرندیب میں دفن کیا گیا۔ ①

① تفسیر مدارک (۱/ ۵۰۸) یہ ثابت کا بے سند قول ہے

حضرت آدم علیہ السلام کی وفات پر سات دن اور سات رات سورج اور چاند گرہن رہا

روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضرت شیث اور ان کے بھائیوں نے ان کو دفن کیا اور آدم علیہ السلام کی وفات پر سات دن اور سات رات سورج اور چاند گہن میں رہے۔ ①

① طبری جلد اول صفحہ ۱۰۰ من مکتبہ شاملہ۔ ذکر وفاتہ آدم علیہ السلام یہ قول ابن اسحٰق کا ہے حدیث رسول نہیں ہے۔

حضرت شیث علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھائی اور تیس تکبیریں پڑھیں

روایت ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے کہا آپ نماز جنازہ پڑھایئے جبریل نے کہا نہیں تم اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھاؤ اور تیس تکبیریں کہو۔ [1]

[1] تاریخ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۳۲ عربی نسخہ من مکتبہ شاملہ (۱۰۱/۱)۔ اس میں حارث بن محمد راوی مجہول ہے۔

حوا علیہا السلام کا انتقال آدم علیہ السلام کے ایک سال بعد ہوا

حضرت ابن عباس علیہ السلام سے مروی ہے کہ حوا علیہا السلام آدم علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک سال تک زندہ رہیں پھر ان کا انتقال ہو گیا اور اپنے خاوند کے ساتھ اس غار میں دفن ہوئیں جہاں آدم مدفون تھے وہ دونوں مسلسل اسی جگہ مدفون رہے یہاں تک کہ طوفان نوح علیہ السلام آیا اور حضرت نوح نے ان کو وہاں سے نکالا پھر اپنی کشتی میں وہ تابوت رکھ لئے جب زمین خشک ہو گئی تو ان کے تابوت اسی جگہ دفن کر دیے گئے جس جگہ طوفان سے پہلے مدفون تھے۔ [1]

[1] تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۳۴ طبع دارالاشاعت کراچی۔ یہ روایت موقوف ہے نیز اس کی سند میں ہشام راوی کذاب ہے

آدم علیہ السلام کے بیٹے پوتوں وغیرہ کی تعداد چالیس ہزار ہوگئی

طویل روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو ان کے بیٹے پوتوں کی تعداد چالیس ہزار ہوگئی اور ان کی اولاد میں زنا شراب فساد کی کثرت ہوگئی آدم علیہ السلام نے وصیت کی کہ شیث کی اولاد ان سے نکاح نہ کریں تو کچھ عرصہ ایسا ہی رہا پھر سب ایک دوسرے سے ملنے لگے زنا کی کثرت ہوگئی قابیل کی اولاد زیادہ تعداد میں ہوگئی نیز وہ حکمران ہوگئے اور یہی وہ لوگ تھے جو نوح علیہ السلام کے زمانے میں ڈبو دیے گئے۔[1]

---

[1] طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۳۷ طبع دار الاشاعت کراچی۔ یہ روایت موقوف ہے نیز اس میں ہشام کلبی غایت درجہ ضعیف بلکہ کذاب ہے دارقطنی کہتے ہیں رافضی ہے ثقہ نہیں۔ میزان الاعتدال (۷/۸۸) المغنی (۲/۷۱۱) الضعفاء والمتروکین (۳/۱۷۶) الضعفاء الکبیر (۴/۳۳۹) الجرح والتعدیل (۹/۶۹)

آدم علیہ السلام کا حلیہ

روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کے بال بہت گھنے تھے۔[1]

---

[1] طبری (۱/۱۰۱) اردو مترجم جلد اول صفحہ ۱۳۲ طبع دار الاشاعت کراچی۔ عربی من مکتبہ شاملہ اس کی سند میں سلمہ راوی متکلم فیہ ہے

آدم علیہ السلام کونسی زبان بولتے تھے

روایت ہے کہ آدم علیہ السلام شیث علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اخنوخ علیہ السلام سریانی زبان بولتے تھے۔ [1]

① اسنادہ ضعیف۔طبری (۱/۱۱۶) اس کی سند میں الماضی راوی منکرالحدیث ہے

آدم علیہ السلام کا قد وقامت کیسا تھا

ابی بن کعب سے روایت ہے کہ کان آدم رجلا طوالا کثیر شعر الرائس کانہ نخلۃ سحوق آدم علیہ السلام کے سر پر بہت بال تھے اور ان کا قد بڑا طویل تھا گویا کہ وہ لمبے کھجور کے مانند تھے۔ [1]

① اسنادہ موقوف۔مستدرک للحاکم (۵۴۴/۲) کتاب تواریخ المتقدمین حدیث رقم (۳۹۹۸) کنز العمال (۱۵۱۴۰) تاریخ طبری (۱/۱۶۰) الطبرانی فی الکبیر (۸/ ۱۰۵) کتاب العظمۃ لابی شیخ صفحہ ۱۳۷۳س میں محمد بن میمون منکر الحدیث ہے میزان الاعتدال (۵۳/۴) نیز حسن بصری نے ابی بن کعب کو نہیں دیکھا

عالم ارواح میں اولاد آدم کی پیدائش اور مسئلہ تقدیر

مسلم بن یسار جھنی سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب سے اس آیت واذ اخذ ربث من بنی آدم الخ جب تیرے رب نے آدم کی اولاد کو انکی پشت سے نکالا اور انہیں خود انہیں پر گواہ

ٹھہرایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے کہا ہاں ہم اس کا اقرار کرتے ہیں ۔۔۔ کی تفسیر پوچھی گئی تو عمر نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا پھر اپنا داہنا ہاتھ ان کی پشت پر پھیرا تو وہاں سے ان کی اولاد نکالی تو فرمایا میں نے ان کو جنت کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ جنتیوں والے عمل کریں گے پھر ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو وہاں سے دوسری اولاد نکالی تو فرمایا یہ دوزخ کے لئے ہیں اور یہ دوزخیوں والے عمل کریں گے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ تو پھر عمل کیونکر ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو جنت کے لئے پیدا کیا تو اسے جنتیوں والے اعمال پر لگا دیا حتی کہ اس کی موت بھی جنت والے عمل پر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا اور جب کسی شخص کو دوزخ کے لئے پیدا کرتا ہے اور وہ دوزخیوں والے عمل کرتا ہوا مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس عمل کی وجہ سے دوزخ میں داخل کرے گا۔ [1]

---

[1] اسنادہ ضعیف۔ اگرچہ شیخ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے دیکھیں ابوداود: کتاب السنۃ: باب فی القدر رقم الحدیث (۴۷۰۳) شرح العقیدہ الطحاویہ (۳۰) السنۃ (۲۰۳) المشکاۃ (۹۶) التحقیق الثانی۔ سلسلہ احادیث الضعیفہ (۱/ ۳۰۷) الظلال الجنۃ (۱۹۶، ۲۰۱) مگر بعض محققین نے اس کو ضعیف کہا ہے کہ مسلم بن یسار کا سیدنا عمر سے سماع ثابت نہیں مزید دیکھیں سنن ترمذی: تفسیر القرآن باب من سورۃ الاعراف رقم الحدیث (۳۰۷۵) مستدرک للحاکم (۲/ ۵۴۴) رقم الحدیث (۴۰۰۱) تفسیر النسائی (۱/ ۵۰۵) فتح القدیر (۲/ ۲۶۳) الاحسان (۱۴/ ۳۹) الدر المنثور (۳/ ۴۲) احمد (۴۰۰) کنز العمال (۱/ ۱۱۴، ۲/ ۴۱۰)۔ حافظ زبیر علی زئی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

زمین وآسمان اور آدم علیہ السلام کی پیدائش

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی نبی کے پاس آئے اور انہوں نے حضور سے آسمان وزمین کی پیدائش کے متعلق سوال کیے تو آپ نے فرمایا کہ اتوار اور پیر کے دن اللہ تعالی نے زمین کو پیدا کیا اور منگل کے دن پہاڑوں کو پیدا کیا اور جتنے نفعات اس میں ہیں اور بدھ کے دن درختوں کو پانی کو شہروں کو آبادی کو اور ویرانے کو پیدا کیا تو یہ چار دن ہوئے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوی کی لتکفرون بالذی خلق الارض الخ فصلت آیت (۹،۱۰) اور فرمایا جمعرات والے دن آسمان کو پیدا کیا۔ اور جمعہ کے دن ستاروں، سورج، چاند اور فرشتوں کو پیدا کیا۔ تین ساعت کے پانی رہنے تک پھر دوسری ساعت میں ہر چیز میں آفت ڈالی جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور تیسری میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا انہیں جنت میں بسایا اور ابلیس کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کرلے۔ اور آخری ساعت میں وہاں سے نکال دیا یہودیوں نے کہا ٹھیک ہے حضور: پھر اس کے بعد کیا ہوا آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالی پر عرش مستوی ہو گیا انہوں نے کہا یہ سب ٹھیک ہے مگر اس کے بعد اللہ نے آرام حاصل کیا اس بات پر حضور سخت ناراض ہوئے اور یہ آیت اتری ولقد خلقنا السموت والارض وما بینھما فی ستہ ایام الخ سورۃ ق آیت (۳۸،۳۹)۔ ①

---

① اسنادہ ضعیف مستدرک حاکم: (۲/۵۴۳) رقم الحدیث (۳۹۹۷) مختصر المستدرک (۲/۹۹۴) کنز العمال (۲/۱۲۴) واخرجہ الطبری (۳۰۴۲۹) اس کی سند ضعیف اور متن میں نکارت ہے امام ذہبی کہتے ہیں اس میں ابو سعید النقال ہے اس کے متعلق ابن معین کہتے ہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے

اللہ تعالیٰ نے تین کام اپنے ہاتھ سے کیے

رسول اللہ نے فرمایا تین چیزوں کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا (۱) آدم علیہ اسلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا (۲) توراۃ کو اپنے ہاتھ سے لکھا (۳) جنت الفردوس کے پودے اپنے ہاتھ سے لگائے۔ (1)

(1) اسناده ضعیف ـ اخرجه ابو الشيخ العظمة صفحه (۳۷۲)۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ـ اس کی سند میں ابو معشر راوی ضعیف الحدیث ہے

سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو سجدہ اسرافیل نے کیا

عمر بن عبد العزیز کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سب سے پہلے اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ شرف بخشا کہ اس کی پیشانی پر قرآن لکھ دیا۔ (1)

(1) نہ مرفوع ہے نہ موقوف خود ساختہ معلوم ہوتی ہے ـ العظمۃ لابی الشیخ (۳۷۵) الدر المنثور (۵۰/۱)

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے براہ راست کلام کیا

ابوذر کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا آدم علیہ السلام اللہ کے نبی تھے آپ نے فرمایا ہاں اور اللہ تعالیٰ نے آدم سے براہ راست کلام کیا۔ (1)

① اسنادہ ضعیف جدا۔ اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ اخرجہ ابوالشیخ العظمۃ (۱۰۷۲) اس میں جعفر بن الزبیر متروک الحدیث ہے دیکھیں التقریب للحافظ ابن حجر (۱/۱۳۱)۔

کیا آدم علیہ السلام سے پہلے زمین پر جنات رہتے تھے

ابن عباس کہتے ہیں آدم علیہ السلام سے پہلے زمین پر جنات بستے تھے انہوں نے اس میں فساد کیا اور خون بہایا اور قتل و غارت کی پھر ابلیس کو بھیجا گیا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے انہیں مار مار کر جزیروں اور پہاڑوں میں بھگا دیا پھر آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے زمین میں بسایا گیا تو گویا یہ ان سے پہلے والوں کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔ ①

① اسنادہ ضعیف۔ ضحاک کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں اور اس میں بشر بن عمارہ راوی ضعیف ہے

سب سے پہلے آدم علیہ السلام نے بیت اللہ بنایا اور اس کا طواف کیا

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں بیہقی کی حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے آدم و حوا نے اللہ تعالی کے حکم سے بیت اللہ بنایا اور طواف کیا تو اللہ تعالی نے کہا کہ تو سب سے پہلا انسان ہے اور یہ سب سے پہلا گھر ہے۔ ①

① اسنادہ ضعیف۔ دلائل النبوۃ للبیہقی (۲/۴۴) ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۲/۳۲۱) سلسلہ

الضعیفہ (۱۱۰۶) وقال منکر۔ واوردہ الصالحی فی سبل الھدی والرشاد (۱/۱۴۶) وابن کثیر فی السیرۃ (۱/۲۱۲) اس میں ابو صالح الجھمی ضعیف ہے نیز یحی بن عثمان بھی ضعیف ہے۔ اس میں عبداللہ بن لھیعہ راوی ضعیف ہے۔

نوٹ: حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے کعبۃ اللہ کو فرشتوں نے بنایا یہ روایت قابل اعتماد نہیں بعض لوگوں نے کہا کہ بیت اللہ کو سب پہلے آدم علیہ السلام نے بنایا تھا اور اس میں پانچ پہاڑوں کے پتھر استعمال کیے گئے تھے یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ حضرت شیث علیہ السلام نے سب سے پہلے بیت اللہ بنایا لیکن یہ روایت بھی اہل کتاب کی ہے علامہ اُلوسی نے لکھا ہے کہ موئرخین نے بیت اللہ کی قدامت وحدوث کے بارے میں اور اس کے دروازے کس چیز کے تھے حضرت آدم علیہ السلام نے اس کا حج کتنی بار کیا حضرت ابراہیم نے اس کو کس چیز سے بنایا اس کی تعمیر میں ان کی کس نے مدد کی حجر اسود کہاں سے لایا گیا ایسی بہت سی باتیں لکھی ہیں جن کا ذکر نہ قرآن میں ہے اور نہ احادیث صحیحہ سے ان پر کوئی روشنی پڑتی ہے۔ یہ روایات ایک دوسرے سے متصادم ہیں اور ایک دوسرے سے متناقض ہیں رطب ویابس کہانیوں اور قصوں کو لکھنے کی جو اخباریوں کی عادت ہے اس عادت کے نتیجہ میں یہ بے سند باتیں لکھ دی گئی ہیں

آدم علیہ السلام زمین پر چالیس سال روتے رہے جبریل نے ہنسا دیا

سیدنا عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام جنت سے سفید یاقوت کے ساتھ اترے اس کے ساتھ آپ کے آنسو صاف کیے جاتے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکلنے کے بعد چالیس سال تک روتے رہے تو جبریل امین نے کہا اے آدم کون سی چیز آپ کو رولا رہی ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف تسلی دینے کے لئے بھیجا ہے تو

آدم ہنس پڑے تو اسی کے متعلق اللہ نے فرمایا: ھو اضحك وابكى پس آدم علیہ السلام ہنسے تو آپ کی اولاد بھی ہنستی ہے اور آدم علیہ السلام روئے اس لئے آپ کی اولاد بھی روتی ہے۔ ①

① رواہ ابو الشیخ فی العظمۃ (۱/۳۷۴) اس کی سند ضعیف ہے اس میں ابو الجنید الضریر ضعیف الحدیث ہے دیکھیں میزان الاعتدال للذھبی (۴/۵۱۲)

آدم علیہ السلام کے آنسوؤں کا موازنہ

روایت ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کے آنسوؤں کا ان کی تمام اولاد کے آنسوؤں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو آدم علیہ السلام کے آنسوان کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے زیادہ نکلیں۔ ①

① ضعیف ہے۔ ذخیرہ الحفاظ (۴۶۱۵) العلل المتناھیہ (۴۴) کنز العمال رقم (۱۵۱۴۴)۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی دعا پنج تن کے وسیلے سے قبول کی

ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کلمات کے بارے میں سوال کیا جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو تلقین کیے اور اللہ نے ان کی دعا قبول فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ کلمات تعلیم فرمائے کہ:

تجھے محمد علی فاطمہ حسن اور حسین کا واسطہ جو میری توبہ قبول نہ کرے۔ الغرض آدم وحوا نے یہ دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔

جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مندرجہ ذیل کلمات کا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخسرين ☆ (البقرہ)

"اے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اگر آپ ہماری مغفرت نہ فرمائیں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو ہم خسارے میں پڑ جائیں گے"

اس کی موجودگی میں کسی اور کلمہ کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہتا۔ ہاں اہل سنت والجماعت کے کچھ حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضور کے وسیلہ کے بغیر کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس لئے آدم علیہ السلام نے عرش پر حضور کا نام لکھا دیکھا تو انہوں نے اس نام کا وسیلہ مانگا تو ان کی دعا قبول ہوگئی یہ سب قرآن کے مقابلہ میں کہانیوں پر ایمان لانے کی باتیں ہیں اور کچھ نہیں۔ ابن جوزی کا بیان ہے کہ دار قطنی کا کہنا ہے کہ یہ روایت عمر بن ثابت نے اپنے والد سے نقل کی ہے لیکن یہ بات حسین الاشقر کے سوا کوئی نقل نہیں کرتا۔

عمر بن ثابت:

یحی بن معین کا بیان ہے کہ عمر بن ثابت ثقہ اور مامون نہیں ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ ثقہ لوگوں سے موضوع روایات نقل کرتا ہے۔ (موضوعات ۳/۲) ۔نسائی کہتے ہیں متروک ہے ابو داؤد کہتے ہیں رافضی ہے بخاری کہتے ہیں قوی نہیں۔ میزان الاعتدال (۳۰۲/۵)

حسین بن الحسن الاشقر:

کوفہ کا باشندہ ہے حسن بن صالح اور زبیر وغیرہ سے روایات کرتا ہے اس سے احمد بن حنبل اور کدیمی وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں

بخاری کا بیان ہے اس پر اعتراض ہے ابوزرعہ کا قول ہے کہ یہ شخص منکر الحدیث ہے ابو حاتم کہتے ہیں قوی نہیں۔

جوزجانی کا بیان ہے کہ یہ غالی قسم کا رافضی ہے نیک لوگوں کو (یعنی صحابہ کبار کو) گالیاں دیتا رہتا تھا ابن عدی کا کہنا ہے کہ ضعیف راویوں کی ایک جماعت حسین الاشقر کی روایات کو حیلہ بناتی

ہے کیونکہ اس کی روایات میں اس کا کچھ حصہ موجود ہوتا ہے پھر ابن عدی نے اس کی کچھ منکرات ذکر کیں اور ایک مقام پر صاف طور پر لکھا کہ اس میں تمام بلا اشقر کی نازل کردہ ہے۔ میزان الاعتدال (۲/۲۸۵)

ابو معمر الہندی:

ابو معمر الہندی کہتے ہیں یہ کذاب ہے نسائی اور دار قطنی کا کہنا ہے یہ قوی نہیں ابن حبان نے اس کا ثقات میں ذکر کیا ہے ۲۰۸ میں اس کی وفات ہوئی۔ ابن عدی ایک روایت کے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت باطل ہے اور ایک روایت کے آخر میں کہتے ہیں کہ یہ تمام اشقر کی نازل کردہ ہے نسائی لکھتے ہیں حسین الاشقر قوی نہیں کتاب الضعفاء والمتروکین صفحہ ۳۳۔ اس سے یہ داستان نقل کرنے والا محمد بن علی بن خلف العطار ہے

محمد بن علی بن خلف العطار:

یہ حسین الاشقر وغیرہ سے روایات نقل کرتا ہے۔ خطیب نے اس کا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور اسے ثقہ قرار دیا ہے لیکن ابن عدی نے اسے متہم قرار دیا اور کہا یہ عجیب وغریب روایات نقل کرتا ہے۔ ابن جوزی کا بیان ہے کہ ابن عدی کہتے ہیں میرے نزدیک اس حدیث میں تمام بلا اس عطار کی نازل کردہ ہیں۔ میزان الاعتدال (۲/۲۶۳) المغنی (۲/۲۱۲) الضعفاء والمتروکین (۳/۸۶) الکشف الحثیث (۷۰۶)۔

آدم علیہ السلام جنت سے حجر اسود لائے اور ہندوستان میں چھوڑ آئے جبریل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کو لا کر دیا

بیہقی کہتے ہیں: ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد

بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو اسباط بن نصر ہمدانی نے اسماعیل ابن عبدالرحمٰن سدی سے وہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام جنت سے نکلے تھے تو ان کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا اور دوسرے ہاتھ میں ورق تھا۔ چنانچہ وہ پتا ہندوستان میں اگا تو جتنی تم لوگ خوشبو دیکھتے ہو اسی سے ہے۔ بہر حال وہ سفید یاقوت اس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی جب ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ بنایا اور حجر اسود کے مقام تک پہنچ گئے تو اسماعیل سے کہا کہ حجر اسود لاؤ تاکہ میں اس کو نصب کردوں اسی جگہ ۔ چنانچہ وہ ان کے پاس پہاڑ سے پتھر لے آئے ابراہیم نے فرمایا کہ اس کے علاوہ لاؤ۔ وہ بار بار لاتے رہے مگر ابراہیم علیہ السلام اس کو رد کرتے رہے جو لاتے رہے وہ اس سے راضی نہیں ہوئے تھے ۔ وہ ایک مرتبہ چلے گئے تو جبرائیل علیہ السلام ہندوستان سے وہ پتھر لے آئے جو آدم علیہ السلام جنت سے لے کر نکلے تھے ۔ ابراہیم علیہ السلام نے اس کو نصب کردیا۔ جب اسماعیل علیہ السلام آئے تو کہنے لگے کہ اس کو کون آپ کے پاس لے کر آیا ہے؟ فرمایا کہ وہ لایا ہے جو آپ سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ [1]

---

(1) اسنادہ ضعیف ۔ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ (۵/۴۱) حدیث (۱۲۳۰) وابن اسحٰق فی السیرۃ (۱/ ۲۷) وابن کثیر فی البدایہ (۱/۱۹۰) اس کی سند منقطع اور معضل ہے۔ دلائل النبوۃ للبیہقی (۲/۳۹) طبع دارالحدیث القاہرہ۔

قصہ ہاروت اور ماروت کی آزمائش کا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا اور ان کی اولاد پھیلی اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہونے لگی تو فرشتوں نے کہا کہ دیکھو یہ کس قدر بد لوگ ہیں کیسے نافرمان سرکش ہیں ہم اگر ان کی جگہ ہوتے تو ہرگز اللہ کی نافرمانی نہ کرتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تم اپنے میں سے دو فرشتوں کو پسند کرلو میں ان میں انسانی خواہشات کو پیدا کرتا ہوں اور انہیں

بھیجتا ہوں پھر دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ہاروت و ماروت کو پیش کیا اللہ تعالی نے ان میں انسانی طبیعت پیدا کی اور ان سے کہہ دیا کہ دیکھو بنی آدم کو تو میں اپنے انبیاء کی معرفت اپنے حکم احکام پہنچاتا ہوں لیکن تم سے بلا واسطہ کہہ رہاں ہوں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا زنا نہ کرنا شراب نہ پینا اب یہ دونوں زمین پر اترے اور زہرہ کو ان کی آزمائش کے لئے حسین وجمیل عورت کی صورت میں انکے پاس بھیجا جسے دیکھ کر یہ دیوانے ہو گئے اس سے زنا کرنا چاہا اس نے کہا اگر تم شرک کرو تو میں منظور کرتی ہوں انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو ہم سے نہ ہو سکے گا وہ چلی گئی پھر آئی اور کہنے لگی اچھا اس بچے کو قتل کر ڈالو میں تمہاری خواہش پوری کر دیتی ہوں انہوں نے اسے بھی نہ مانا اور پھر آئی اور کہا کہ اچھا یہ شراب پی لو انہوں نے اسے ہلکا گناہ سمجھ کر اسے منظور کر لیا۔ اب نشے میں مست ہو کر زنا کاری بھی کی اور اس بچے کو بھی قتل کر ڈالا جب ہوش وحواس درست ہوئے تو اس عورت نے کہا جن جن کاموں کا تم پہلے انکار کرتے تھے وہ تمام کام تم نے کر ڈالے۔ یہ نادم ہوئے پھر انہیں اختیار دیا گیا کہ یا تو عذاب دنیا کو اختیار کر و یا عذاب اخروی کو۔ انہوں نے دنیا کے عذاب پسند کیے۔ [1]

---

[1] حافظ ابن کثیر کہتے ہیں۔ صحیح ابن حبان مسند احمد ابن مردویہ ابن جریر عبدالرزاق میں یہ حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ مسند احمد کی یہ روایت غریب ہے اس میں ایک راوی موسی بن جبیر انصاری سلمی حذاء کو ابن ابی حاتم نے مستور الحال لکھا ہے۔

تفسیر ابن کثیر تفسیر سورۃ البقرہ آیت نمبر (۱۰۲) البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ سلسلہ احادیث الضعیفہ رقم الحدیث (۱۷۰) مسند احمد (۲/۱۳۴) البزار (۲۹۳۸) ابن حبان (۶۱۸۶) بیہقی (۱۰/۴، ۵) باطل ہے۔ اس میں موسی بن جبیر راوی مجہول الحال ہے

واقعات حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام کا دوست فرشتہ چوتھے آسمان پر اور عزائیل کا روح قبض کرنا

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد خطبات سورۃ مریم میں مختلف تفاسیر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

حضرت ادریس علیہ السلام پر اکثر اوقات قیامت کی سختیوں اور حشر کی ہولناکیوں کا خوف طاری رہتا اور آپ آخرت کی شدت اور تلخی کا تصور کر کے کانپ اٹھتے تھے۔ مشہور مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ نے کعب احبار کے حوالہ سے ذکر فرمایا:

حضرت ادریس علیہ السلام ایک دفعہ شدید گرمی تیز دھوپ اور تپش میں دن بھر چلتے رہے۔ جس سے آپ کو بڑی تکلیف ہوئی تو آپ نے اللہ تعالی سے عرض کی الہی مجھے ایک دن گرمی اور تپش میں چلنے سے اتنی سخت تکلیف ہوئی ہے اور جسے قیامت کے دن پانچ سو برس کی مسافت ایک دن میں طے کرنے کا حکم ہوگا اس کی حالت کیا ہوگی اے میرے رب اس سورج کی گرمی ہلکی کر دے اور جو فرشتہ اس سورج کو چلاتا ہے اس کا بوجھ ہلکا کر دے اللہ تعالی نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور دوسری صبح جب سورج طلوع ہوا تو فرشتے نے محسوس کیا کہ روزانہ معمول کی نسبت سے آج سورج کی گرمی ہلکی اور کم ہوگئی ہے اس نے حیران ہو کر رب العالمین سے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو اللہ تعالی نے فرمایا میرے برگزیدہ بندے ادریس علیہ السلام نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ سورج کی گرمی کم کر کے بوجھ میں تخفیف کر دوں چنانچہ میں نے اپنے اس بندے کی دعا کو قبول کر کے سورج کی تپش کم کر دی اور تیرا بوجھ بھی ہلکا کر دیا فرشتے نے (حضرت ادریس علیہ السلام کی بزرگی عزت اور عظمت دیکھ کر) رب کے حضور التجاء کی مولا مجھے ادریس کا دوست بنا دے اللہ تعالی نے اس کی

خواہش پوری کر دی اور اسے حضرت ادریس علیہ السلام کے ساتھ رفاقت اور دوستی کی اجازت فرما دی۔
(تفسیر مظہری صفحہ ۳۲۴ جلد ۷)

باذن الٰہی اس فرشتہ کی حضرت ادریس علیہ السلام سے دوستی قائم ہوگئی اب وہ فرشتہ آپ کی خدمت میں اکثر اوقات حاضر ہوتا اور آپ کی عبادت و ریاضت کا قریب سے مشاہدہ کر کے حیران ہوتا کہ ادریس علیہ السلام انسان ہوتے ہوئے اپنے رب کے اتنے عبادت گزار اور اطاعت شعار ہیں

نیک خواہش:

ایک دفعہ اللہ کریم نے بذریعہ وحی حضرت ادریس علیہ السلام کو ان کے نیک اعمال اور کثرت عبادت کے اجر وثواب سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا اے ادریس تمام اہل دنیا روزانہ جس قدر نیک اعمال کریں گے ان سب کے برابر میں تجھے ہر روز اجر عطا فرماؤں گا حضرت ادریس علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی اس بے پایاں رحمت کا حال سنا اور اجر وثواب کی زیادتی اور کثرت سے آگاہ ہوئے تو آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میری عمر طویل ہو جائے تا کہ میں زیادہ نیک اعمال کر کے بے پناہ اجر وثواب حاصل کرسکوں

غرض حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنی اس نیک خواہش اور دلی تمنا کا اظہار اپنے دوست اور رفیق فرشتے سے کیا اور اسے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک معزز فرشتے ہو اور ملک الموت کے ہاں تمہاری بڑی عزت ہے لہذا تم اس معاملہ میں موت کے فرشتے کے ساتھ گفتگو کرو تا کہ مجھے طوالت عمر کی وجہ سے زیادہ نیک اعمال کا موقع مل جائے اور میرے اجر وثواب میں بے پناہ اضافہ ہو جائے۔ فرشتے نے عرض کی اے ادریس آئی ہوئی اجل اور موت کو ٹالا نہیں جا سکتا مگر میں آپ کی خواہش فرشتہ موت تک ضرور پہنچاؤں گا بلکہ تم میرے ساتھ چلو تا کہ تمہارے سامنے ملک الموت سے بات ہو جائے

حضرت ادریس چوتھے آسمان پر:

حضرت ادریس علیہ السلام کے دوست فرشتہ نے آپ کو اپنے بازوؤں (پروں) پر بٹھایا اور آسمان کی

طرف لے اڑا جب یہ دونوں چوتھے آسمان پر پہنچے تو دیکھا کہ فرشتہ موت زمین کی طرف اتر رہا ہے وہیں اس سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے رفیق فرشتہ نے موت کے فرشتہ سے حضرت ادریس کے بارے میں گفتگو کی اور اسے آپ کی نیک خواہش اور دلی تمنا سے آگاہ کیا فرشتہ موت نے آپ کے دوست فرشتہ سے سوال کیا کہ ادریس علیہ السلام کہاں ہیں اس نے کہا میری پشت پر سوار ہیں ملک الموت نے کہا مجھے حکم ہوا ہے کہ ادریس علیہ السلام کی روح چوتھے آسمان پر قبض کروں اور میں حیرانی اور تعجب میں مبتلا تھا کہ وہ تو زمین پر ہوں گے چوتھے آسمان پر ان کی موت واقع کرنا کیسے ممکن ہے یہ کہہ کر موت کے فرشتے نے اسی وقت حضرت ادریس علیہ السلام کی روح قبض کر لی (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۲۶ قصص القرآن صفحہ ۹۱)

حضرت عبداللہ بن عباس کا فرمان ہے کہ کعب احبار نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ اللہ کے اس ارشاد ورفعناہ مکانا علیا (اور ہم نے ادریس کو بلند جگہ اٹھالیا) کا یہی مفہوم اور یہی تفسیر ہے مگر امام ابن کثیر رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ یہ روایت اسرائیلیات میں سے ہے واللہ اعلم بحقیقة الحال۔[1]

---

(1) البدایہ والنہایہ (۱/۱۲۴) تفسیر الطبری (۱۸/۲۱۲) تفسیر ابن کثیر سورہ مریم آیت (۵۷) یہ کعب کا قول ہے مرفوعا ثابت نہیں حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ اثر اسرائیلیات میں سے ہے اور اس کے بعض راویوں میں نکارت ہے حافظ ابن حجر کہتے ہیں یہ روایت مرفوعا ثابت نہیں۔ فتح الباری (۷/۱۸۵)

حضرت ادریس علیہ السلام آسمانوں پر اٹھا لئے گئے ان کو موت نہیں آئی

مجاہد رحمۃ اللہ تعالی ابن ابی نجیح کے قول کو نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام آسمانوں پر

اٹھا لئے گئے ہیں لیکن ان کی وفات نہیں ہوئی جیسے عیسی علیہ السلام۔ ①

① بعض تابعین کے قول ہیں۔ مرفوع حدیث نہیں ہے۔ تفسیر الطبری (۱۸/۲۱۳) من مکتبہ شاملہ

حضرت ادریس علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر موت آئی؟

عوفی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ادریس چھٹے آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے پھر وہاں ان کی وفات ہوئی نیز حضرت ضحاک کا بھی یہی قول ہے۔ ①

① البدایہ والنہایہ (۱/ ۱۲۵) یہ روایت موقوف ہے۔ تفسیر الطبری (۱۸/۲۱۳) تفسیر سورۃ المریم ذکر ادریس۔

حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں زندہ ہیں؟

روایت ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں زندہ ہیں۔ ①

① یہ نہ حدیث نبوی ہے اور نہ کسی صحابی کا اثر۔ یہ وھب بن منبہ کی طرف منسوب ہے نیز اس میں عبدالمنعم بن ادریس کذاب ہے۔ مستدرک حاکم (۲/۵۴۹) حدیث رقم (۴۰۱۴)

سب سے پہلے نبی حضرت ادریس علیہ السلام تھے

محمد بن اسحاق بن یسار کہتے ہیں (کان ادریس اول نبی آدم اعطی النبوۃ) آدم کی اولاد میں سب سے پہلے ادریس علیہ السلام کو نبوت دی گئی۔ [1]

[1] مستدرک حاکم (۲/۵۴۹) رقم الحدیث (۴۰۱۴) ذہبی کہتے ہیں اس میں عبدالمنعم بن ادریس کو امام احمد نے کذاب کہا ہے

حضرت ادریس علیہ السلام کا حلیہ

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا قد طویل تھا پیٹ بھاری تھا سینہ چوڑا تھا جسم پر بال قلیل تھے اور سر پر بال بکثرت تھے۔ایک آنکھ دوسری آنکھ سے بڑی تھی۔آپ علیہ السلام کے سینے پر ایک داغ تھا جو برص کا نہیں تھا۔اللہ تعالی نے جب اہل زمین کا ظلم اور احکام الٰہی میں حدود سے تجاوز دیکھا تو ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالی نے چھٹے آسمان پر اٹھالیا (ورفعنہ مکانا علیا) سے یہی مراد ہے۔ [1]

[1] اسنادہ موقوف۔مستدرک حاکم (۲/۵۴۹) رقم الحدیث (۴۰۱۵) ذہبی کہتے ہیں اس کی سند تاریک ہے اس سے حجت قائم نہیں ہوتی۔مدرک بن عبدالرحمٰن اور حمید بن معاذ کے حالات نہیں ملتے۔

کیا ادریس علیہ السلام درزی تھے

مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ادریس علیہ السلام درزی تھے۔[1]

(1) اسنادہ موقوف۔ مستدرک حاکم (۲/۵۹۶) رقم الحدیث (۴۱۶۵) اس کی سند میں عبدالمنعم بن ادریس کذاب اور وضاع راوی ہے۔ الدرالمنثور (۱/۵۷)

واقعات سیدنا نوح علیہ السلام

نوح اور آدم علیہ السلام کا درمیانی وقفہ کتنا تھا

روایت ہے کہ نوح علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے ۱۲۶ سال بعد پیدا ہوئے طبری میں ہے کہ ایک سو بیس برس بعد نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔[1]

(1) اس کی کوئی سند نہیں نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ یہ کس کا قول ہے۔ تاریخ طبری جلد اول صفحہ (۱۴۳)

حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت کے وقت عمر

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیاسی سال کی عمر میں لمک کے ہاں نوح علیہ السلام پیدا ہوئے اور اس زمانے میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو کہ لوگوں کو فحاشی اور منکرات سے روکتا تو اللہ تعالیٰ نے نوح

علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اس وقت ان کی عمر چار سو اسی سال تھی۔ ①

---

① تاریخ طبری مترجم دارالاشاعت (۱۴۳/۱) یہ روایت موقوف ہے نیز اس میں ایک راوی الحارث مجہول ہے۔

نوح علیہ السلام کی نبوت کے وقت عمر اور طوفان کے بعد کتنی دیر زندہ رہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوح علیہ السلام چالیس سال کی عمر میں نبی بنائے گئے اور طوفان کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے۔ ①

---

① اسنادہ ضعیف ۔کنز العمال (۵۱۳/۱۱) الدر منثور (۱۴۳/۵) مستدرک للحاکم (۵۴۶/۲) حدیث رقم (۴۰۰۵) اس میں علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے۔

قوم نوح علیہ السلام کے پانچ بت قوم کے نیک لوگ تھے

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ قوم نوح کے بتوں کو کفار عرب نے لے لیا دومۃ الجندل میں قبیلہ کلب ود کو پوجتے تھے ہذیل قبیلہ سواع کا پرستار تھا اور یغوث قبیلہ مراد کا۔ پھر قبیلہ بنو غطیف جو صرف کے رہنے والے تھے یہ شہر سبا بستی کے پاس ہے یغوث کی پوجا کرتا تھا ھمدان قبیلہ یعوق کا پجاری تھا آل ذی کلاع کا قبیلہ حمیر نسر بت کا ماننے والا تھا یہ سب بت دراصل قوم نوح کے صالح

بزرگ اللہ لوگ تھے ان کے انتقال کے بعد شیطان نے اس زمانہ کے لوگوں کے دلوں میں بات ڈالی کہ ان بزرگوں کی عبادت گاہوں میں ان کی کوئی یادگار قائم کریں چنانچہ انہوں نے وہاں نشان بنا دیے اور ہر بزرگ کے نام مشہور کیا جب تک یہ لوگ زندہ رہے تب تک تو اس جگہ پرستش نہ ہوئی لیکن ان کے نشانات اور یادگار قائم کرنے والے لوگوں کے مرجانے کے بعد اور علم کے اٹھ جانے کے بعد جو لوگ آئے جہالت کی وجہ سے انہوں نے باقاعدہ ان جگہوں کی اور ان ناموں کی پوجا پاٹ شروع کردی۔ [1]

---

[1] اسنادہ موقوف۔ بخاری: کتاب التفسیر سورۃ نوح باب وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا حدیث (۴۹۲۰) یہ صحابی کا قول ہے یاد رہے بخاری کی صرف انہیں احادیث کی صحت پر اتفاق ہے جن کی اسناد مرفوع اور متصل ہوں موقوف روایات بخاری کے موضوع سے خارج ہیں

حضرت نوح علیہ السلام روزانہ روزہ رکھتے تھے

سیدنا عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ سیدنا نوح علیہ السلام عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کے علاوہ ہر دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ [1]

---

[1] اسنادہ ضعیف۔ سنن ابن ماجہ کتاب الصیام باب ماجاء فی صیام نوح علیہ السلام حدیث رقم (۱۷۱۴) بوصیری کہتے ہیں اس میں عبداللہ بن لھیعہ راوی ضعیف ہے علامہ البانی نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے سلسلہ احادیث الضعیفہ (۴۵۹) الشیخ زبیر علی زئی نے بھی اس کو

ضعیف کہا ہے

کیا وادی عسفان سے نوح علیہ السلام گزرتے تھے

حیات انبیاء میں مولانا محمود احمد غضنفر کہتے ہیں کہ مجمع الزوائد میں سیدنا عبداللہ بن عباس کے حوالے سے مزکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر حج پر جاتے ہوئے جب وادی عسفان میں پہنچے تو سیدنا ابوبکر صدیق سے دریافت کیا کہ یہ کون سی وادی ہے انہوں نے عرض کی کہ یہ وادی عسفان ہے آپ نے ارشاد فرمایا یہاں سے نوح علیہ السلام، ھود علیہ السلام، اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا گزر ہوا تھا۔ ①

① اسنادہ ضعیف۔ مجمع الزوائد: کتاب الحج حدیث رقم (۵۳۴۷) (۳/۲۲۰) اس روایت میں صرف ھود اور صالح علیہ السلام کا ذکر ہے سیدنا نوح کا ذکر نہیں ہے۔ نیز اس میں زمعہ بن صالح راوی ضعیف ہے۔ یہی روایت مسند احمد رقم الحدیث (۲۰۶۷) میں بھی ہے اس میں بھی نوح علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے نیز مسند احمد کی روایت کو شعیب الارناؤط نے ضعیف کہا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں کی اولاد

سیدنا سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سام ابو العرب نوح علیہ السلام کا بیٹا سام عربوں کا باپ ہے وحام ابو الحبش اور دوسرا بیٹا حام حبشیوں کا باپ ہے ویافث ابو الروم تیسرا بیٹا یافث رومیوں کا باپ ہے۔ ①

① اسنادہ ضعیف۔ سنن ترمذی: کتاب التفسیر باب ومن سورہ الصافات حدیث رقم (۳۲۳۱) اس

میں حسن بصری مدلس ہے علامہ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے سلسلہ احادیث الضعیفہ (۳۶۸۳) اس میں قتادہ راوی مدلس ہے اس حدیث کے دو ضعیف شاہد ہیں دیکھیں الطبرانی فی الکبیر (۲۵۴/۷)، (۱۴۶/۱۸)

نوح علیہ السلام کی قوم نوح علیہ السلام کا گلا گھونٹتی بے تحاشا مارتی

روایت ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم آپ کو گھیر لیتی آپ کا گلا گھونٹی بے تحاشا مارتی یہاں تک کہ بے ہوش ہو جاتے جب بے ہوش ہو جاتے تو آپ کو ایک کمبل میں لپیٹ کر ایک مکان میں پھینک دیتے اور خیال کرتے کہ وفات پا چکے ہیں جب آپ علیہ السلام کو ہوش آتا افاقہ ہو جاتا تو آپ کھڑے ہو جاتے غسل کرتے پھر انہیں تبلیغ کرنے لگتے اور قوم کے لئے ان الفاظ میں دعا کرتے اے اللہ میری قوم کو معاف کر دے کیونکہ یہ جانتے نہیں۔ (1)

(1) اسنادہ ضعیف۔ المختصر فی اخبار البشر تاریخ ابی الفداء (۴/۱) شاملہ الکامل فی التاریخ لابن اثیر (۲۲/۱) من مکتبہ شاملہ۔ نہ اس کی سند ہے نہ ہی معلوم ہے کہ یہ کس کا قول ہے۔ اس کے بعض حصے کو طبری جلد اول صفحہ (۱۵۰) نے روایت کیا ہے مگر عبید بن عمر اللیثی کے آگے سے سند نہیں ہے غرض یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کس کا قول ہے

نوح علیہ السلام پانچ سو سال کی عمر میں نکاح کرتے ہیں

روایت ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے پانچ سو سال تک عورتوں سے نکاح نہیں کیا پھر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ وہ ہیکل بنت ناموس بن اخنوخ بن ... مہلائیل بن قینان بن انوش
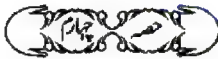
بن آدم علیہ السلام سے شادی کریں۔ ①

① اس کو احمد بن ابی یعقوب نے تاریخ یعقوبی (۱/ ۲۷) طبع نفیس اکیڈمی کراچی میں نقل کیا ہے یہ روایت بے سند ہے یہ بھی نہیں پتہ چل سکا کہ اس کا قائل کون ہے لھذا یہ روایت صحیح نہیں ہے

نوح علیہ السلام نے کشتی بنانے کے لئے درخت اگایا

روایت ہے کہ نوح علیہ السلام کو اللہ تعالی نے درخت لگانے کا حکم دیا آپ نے درخت لگایا وہ چالیس سال میں مکمل درخت بن گیا۔ایک روایت میں ہے کہ وہ سو سال میں مکمل ہوا۔نوح علیہ السلام نے اس درخت کو کاٹا اور اس سے کشتی تیار کی۔ ①

① اسنادہ ضعیف۔البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۳۹۔طبع دار الاشاعت کراچی۔سند میں موسی بن یعقوب راوی سخت ضعیف ہے۔

کشتی نوح کا اجمالی خاکہ لمبائی چوڑائی کے متعلق مضحکہ خیز اور باطل روایات

مولانا نظام الدین اسیرا دروی اپنی کتاب تفسیروں میں اسرائیلی روایات میں لکھتے ہیں: طوفان نوح یا کشتی نوح قرآنی حقیقتیں ہیں قرآن میں متعدد مقامات پر ان کا تذکرہ ہے لیکن بعض تفسیروں میں اسرائیلی روایتوں کا اتنا انبار جمع کر دیا گیا ہے کہ حقیقت خرافات میں کھوگئی ہے

اور کشتی نوح ایک بے حقیقت افسانہ بن گئی ہے درجنوں روایتیں ہیں مبالغہ آرائی عجوبہ کاری اور حیرت انگیزی میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں ایسے دیومالائی واقعات بیان کیے گئے ہیں کہ اگر ان روایات کو اسلام کی صحیح حقیقی اور مستند روایات تسلیم کرلیا جائے تو آج کی ترقی یافتہ دنیا میں اسلام مجموعہ خرافات وتوہمات بن کر رہ جائے۔ خدا کا شکر ہے محقق علماء نے ان بیہودہ قصوں اور کہانیوں کے تارو پود بکھیر کر رکھ دیے اگر ہماری تفسیروں میں مسلسل مستند واقعہ کی حیثیت سے ان روایات کو نقل کر کے عقیدہ کی حیثیت دی جاتی تو آج تفسیریں مضحکہ خیز روایات کی چھل پہل میں اپنا حقیقی حسن جاذبیت اثر انگیزی کھو دیتیں کیونکہ انسان فطرتاً عجوبہ پسند ہے اور محیر العقوم قصوں سے دلچسپی رکھتا ہے۔ یہ بے بنیاد اسلام دشمن واقعات تو ہر شخص کے ذہن میں محفوظ رہ جاتے ہیں اور قرآن کی حقیقی تعلیمات اس کے انبار کے نیچے دب کر رہ جاتیں ہیں صرف طوفان نوح اور کشتی کے سلسلہ میں اتنی بے سروپا باتیں لکھی گئی ہیں کہ خدا کی پناہ۔

ان روایات کی ایک جھلک میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں بات وہاں سے شروع ہوتی ہے کہ کشتی کس لکڑی سے بنائی گئی کشتی کی لمبائی کیا تھی اس کی چوڑائی کتنی تھی اور اونچی کتنی تھی؟

کتنی گہری تھی اس کے کتنے دروازے تھے اس میں کتنی منزلیں تھیں پھر ان باتوں کے ساتھ ساتھ کشتی میں بعض جانوروں کی ڈرامائی تخلیق یہ ساری کہانی ان الفاظ میں سنائی گئی ہے کہ عقل اس سے پناہ مانگتی ہے مزید ستم یہ کہ بعض روایتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بھی منسوب کر دیا گیا ہے اب آپ سلسلہ وار کشتی کا جغرافیہ ملاحظہ فرمائیے۔

ابن مردویہ نے عبداللہ بن عباس کی ایک روایت نقل کی ہے انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی کشتی کے بہت سے پر تھے اور ان پروں کے نیچے محلات تھے۔

ابن مردویہ نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سام ابو العرب ہیں اور حام ابو الحبش اور یافث ابو الروم ہیں اور آپ نے بتایا کہ کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ اور چوڑائی پچاس ہاتھ اور تیس ہاتھ اونچی تھی اور اس کا دروازہ عرض میں تھا۔

اسحٰق بن بشر نے ابن عساکر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ جب حضرت نوح کو کشتی بنانے کا حکم ملا تو انہوں نے اللہ سے کہا لکڑی کہاں ہے جس سے کشتی بنائی جائے اللہ تعالی نے کہا درخت لگا دو حضرت نوح نے ساگوان کے درخت لگوائے اور بیس سال تک ان کے بڑے ہونے کا انتظار کرتے رہے اور جب ان کے تنے اتنے بڑے اور موٹے ہو گئے کہ اس کے تختے بنا کر کشتی بنائی جائے تب آپ نے کشتی بنانی شروع کی یہ کشتی چھ سو ہاتھ لمبی تھی ساٹھ ہاتھ اس کی گہرائی تھی اور اس کی چوڑائی تین سو تینتیس ہاتھ تھی کشتی تیار ہونے کے بعد اللہ تعالی نے حکم دیا کہ کشتی پر تارکول لگاؤ اور زمین پر تارکول کا کوئی چشمہ نہیں تھا۔ اللہ تعالی نے اسی مقام پر جہاں کشتی بن رہی تھی تارکول کا ایک چشمہ پیدا کر دیا وہ چشمہ کھولنے لگا اور تارکول رقیق ہو کر استعمال کے لائق ہو گیا تب کشتی پر لگایا گیا اس سے فراغت کے بعد آپ نے اس کے تین دروازے قائم کیے ان میں درندوں چوپایوں اور دوسرے جانوروں کو بند کر دیا لیکن شیر کے پھاڑ کھانے کا اندیشہ تھا اس لئے اللہ نے اس کو بخار میں مبتلا کر دیا وحشی جانورں اور چڑیوں کو دوسرے دروازے سے داخل کیا اور دونوں دروازوں کو بند کر دیا ایک تیسری روایت ہے جسے ابن جریر نے ابوالشیخ سے انہوں نے حسن بصری سے روایت کیا ہے اس میں جو کشتی ہے وہ پہلی روایت کی کشتی سے چار گنی اور دوسری روایت کی کشتی سے دگنی بڑی تھی حسن نے کہا کہ نوح علیہ السلام کی کشتی ۱۲۰۰ لمبی تھی اور اس کی چوڑائی ۶۰۰ ہاتھ تھی اس کے بعد وہی تفصیلات ہیں جو دوسری روایت میں ذکر کی گئی ہیں چوتھی ایک حیرت انگیز روایت ابن جریر نے نقل کی ہے روایت ابن عباس سے ہے انہوں نے کہا کہ ایک بار حضرت عیسی علیہ السلام کے حواریوں نے ان سے کہا اگر آپ کسی ایسے شخص کو زندہ کر دیتے جس نے کشتی نوح کو دیکھا ہوتا تو ہم لوگ اس کی تفصیلات معلوم کرتے حضرت عیسی علیہ السلام اپنے حواریوں کو لے کر چلے اور آبادی سے دور جا کر مٹی کے ایک تودے کے پاس رکے تو اس تودے سے مٹی کی ایک چٹکی اٹھالی اور فرمایا تم جانتے ہو یہ کیا ہے حواریوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو معلوم ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا یہ کعب حام بن نوح ہے، پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنی

چھڑی اس تو دے پر ماری اور کہا قم باذن اللہ بس کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک آدمی کھڑا ہے اور اپنے سر سے مٹی جھاڑ رہا ہے اس کے سر کے بال بالکل سفید ہیں حضرت عیسی علیہ السلام نے اس سے کہا کیا تو بڑھاپے کی عمر میں مرے ہو اس نے کہا نہیں میرا انتقال جوانی میں ہوا ہے یہ آپ ہیں؟ میں تو سمجھا تھا کہ قیامت آ گئی اور مردے زندہ کیے جا رہے ہیں اسی قیامت کے خوف سے یک بیک میرے بال سفید ہو گئے پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ذرا ہمیں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا حال تو بتاؤ اس نے کہا کہ کشتی کی لمبائی ۱۲۰۰ ہاتھ تھی اور اس کی چوڑائی ۶۰۰ ہاتھ تھی اس کے تین درجے تھے ایک طبقہ میں چوپائے اور وحشی جانور تھے ایک طبقہ میں انسان تھے اور ایک طبقہ میں چڑیاں تھیں جس طبقہ میں جانور تھے اس میں گوبر لید اور پاخانے بھر گئے تو اللہ تعالی نے نوح کے پاس وحی بھیجی کہ ہاتھی کی دم پکڑ کر زور سے کھینچو حضرت نوح علیہ السلام نے ہاتھی کی دم پکڑ کر زور سے کھینچا تو ہاتھی میں سے ایک جوڑا سور نر اور مادہ گر پڑے اور دونوں باہر آتے ہی غلاظتوں پر ٹوٹ پڑے اور چٹ کر گئے۔

کشتی میں بلی کی پیدائش شیر کو بخار

کشتی میں رہنے والے چوہوں نے شرارت شروع کر دی۔ وہ لکڑی کو کترتے جاتے تھے جس سے کشتی خراب ہوتی جا رہی تھی اللہ تعالی نے حضرت نوح کے پاس وحی بھیجی کہ شیر کی دونوں آنکھوں کے بیچ پیشانی پر ٹھوکر مارو اور جب حضرت نوح نے ٹھوکر ماری تو اس کے حلق سے ایک بلی اور بلا نکل پڑے نکلتے ہیں دونوں چوہوں پر پل پڑے اور ان کا صفایا کر دیا ایک دوسری روایت میں ہے کہ شیر کی چھینک سے بلیاں اور ہاتھی کی چھینک سے سور نکلے تھے۔ (1)

---

(1) البدایہ والنہایہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۰ طبع دارالاشاعت کراچی یہ روایت موقوف ہے۔ سند میں علی بن

زید ضعیف ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں یہ اثر بہت غریب ہے۔

شیطان کا گدھے کے ساتھ کشتی میں داخل ہونا

اسی روایت میں ایک اور دلچسپ واقعہ ہے۔ کشتی میں سارے جانور سوار کیے جا رہے تھے اسی وقت گدھا بھی آیا اور کشتی میں سوار ہونا چاہا تو حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے دونوں کان پکڑ لئے تاکہ اچھل کا وہ کشتی میں سوار ہو جائے کہ وہیں ابلیس بھی آ گیا اس نے دیکھا کہ نوح علیہ السلام گدھے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اس نے گدھے کی دم مضبوطی سے پکڑ لی اور حضرت نوح علیہ السلام گدھے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور ابلیس دم پکڑ کر اپنی طرف کھینچتا ہے گدھے کی جان مصیبت میں تھی حضرت نوح نے گدھے سے ڈانٹ کر کہا شیطان کشتی میں چلا بھی آ گدھا کشتی میں چلا گیا اور اسی گدھے کے ساتھ ابلیس بھی کشتی میں آ گیا اور کشتی چل پڑی ابلیس اسی گدھے کی دم سے لٹکا ہوا گا رہا تھا اس کے گانوں کی تان سن کر حضرت نوح علیہ السلام ادھر گئے تو ابلیس کو دیکھا پوچھا خبیث تو کہاں سے آ گیا تجھ کو کس نے اجازت دے دی اس نے کہا آپ نے اجازت دی ہے حضرت نوح نے کہا میں نے تجھے کب اجازت دی ابلیس نے کہا آپ نے گدھے کو سوار کرتے ہوئے نہیں کہا تھا کہ شیطان داخل ہو جا بس میں آپ کی اجازت پا کر داخل ہو گیا۔ [1]

---

[1] تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۰۱۔ طبع دارالاشاعت کراچی یہ روایت موقوف ہے۔ طبری کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی سلمہ متکلم فیہ ہے اور ایک راوی علی بن زید ضعیف ہے۔

بکری کا کشتی میں سوار ہونا

بکری بھی آئی کشتی کا دروازہ اونچا تھا اس کے لئے سوار ہونا مشکل تھا حضرت نوح نے اس کی دم پکڑ کر کشتی میں دھکیلا تو اس کی دم ٹوٹ گئی اسی سے اس کی شرمگاہ کھلی رہ گئی اور آج تک کھلی ہوئی ہے جب بھیڑ آئی تو بغیر کسی زحمت کے کشتی میں سوار ہوگئی حضرت نوح نے اس کی دم پر شفقت سے ہاتھ پھیر دیا اس لئے اللہ تعالی نے اس کی شرمگاہ کو دم سے چھپا دیا۔

کشتی نے بیت اللہ کا طواف کیا

اب کشتی چلی اور مکہ پہنچ گئی اس نے بیت اللہ کا طواف کیا ایک دوسری روایت جو عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی کشتی نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی جب کشتی جودی پہاڑ پر پہنچ کر لنگر انداز ہوگئی تو وہ عاشورہ کا دن تھا اس دن حضرت نوح نے روزہ رکھا اور تمام لوگوں کو اور ان کے ساتھ تمام جانوروں درندوں چوپایوں اور چڑیوں کو حکم دیا کہ روزہ رکھیں اور اللہ کا شکر ادا کریں نعوذ باللہ من هذه الخرافات والاباطیل۔ [1]

---

[1] تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۵۴ طبع دار الاشاعت کراچی مختصرا یہ روایت موقوف ہے اس کی سند میں ایک راوی حارث مجہول ہے میزان الاعتدال ۔مستدرک الحاکم کتاب التفسیر (۲/۳۷۳) حدیث رقم (۳۷۶۴) مختصرا اس میں النضر راوی متروک ہے۔

تنقید و تبصرہ

ابھی ابھی جو روایت ہم نے لکھی ہے اس کے راوی کے بارے میں صاحب التہذیب نے حضرت امام شافعی کی بات نقل کی ہے انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن ابن زید ابن اسلم سے کہا گیا کہ تمہارے باپ نے تمہارے دادا سے اور انہوں نے حضور سے روایت کی ہے کہ حضرت نوح کی کشتی نے بیت اللہ کا طواف سات مرتبہ کیا اور انہوں نے مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی؟ تو اس نے کہا ہاں وہیں امام شافعی کی یہ بات بھی نقل کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے امام مالک سے ایک حدیث منقطع روایت کی تو امام مالک نے اس آدمی سے کہا کہ تم کو ایسی ہی حدیث بیان کرنی تھی تو میرے پاس کیوں آئے جاؤ عبدالرحمٰن ابن زید کے پاس وہ اپنے باپ کے واسطہ سے حضرت نوح سے بھی روایت کر لیتا ہے یہ روایت اسی راوی کی ہے

حیرت ہوتی ہے اتنی مضحکہ خیز باتیں جن کو سن کر معمولی عقل کے انسان بھی سن کر مضحکہ اڑائیں کس طرح تفسیروں میں جگہ پا گئیں دینی و مذہبی واقعات اور ایک پیغمبر کی زندگی کا خاکہ جس تقدس اور پاکیزگی کو چاہتا ہے اس کے ساتھ اس بیہودہ سوقیانہ قصہ کا کیا جوڑ ہو سکتا ہے یہ سب اسرائیلی خرافات ہیں بددین اور ملحد یہودیوں نے اسلامی روایات کو مسخرہ پن اور استہزاء کا شکار بنانے کے لئے یہ قصے گھڑ کر اسلامی روایتوں میں شامل کر دیے ہیں دور جاہلیت میں انہوں نے اس طرح کے قصوں کو اہل عرب میں پھیلا رکھا تھا اور جب اسلام آیا تو جو اہل کتاب ایمان لائے انہوں نے مسلمانوں کی مجلسوں میں بطور حکایت ان قصوں کو بیان کر دیا اور ان لوگوں نے ان قصوں کو دوسرے لوگوں سے تذکرۃً بیان کر دیا اس طرح وہ تفسیروں میں شامل ہو گئے اور جن لوگوں نے اس واقعہ کی نسبت رسول ﷺ اللہ کی طرف کی ہے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بہتان اور افتراء کیا ہے

کشتی نوح کس لکڑی سے بنائی گئی

علامہ آلوسی نے کشتی نوح کے سلسلہ میں مزید کچھ اور روایتوں سے ہمیں روشناس کرایا ہے انہوں نے بات وہاں سے شروع کی ہے کہ کشتی جس لکڑی سے بنائی گئی وہ کس درخت کی تھی وہ درخت کہاں تھے میں ان تمام روایتوں کا ایک مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں قتادہ عکرمہ اور کلبی کی روایت ہے کہ حضرت نوح کی کشتی ساگوان کی لکڑی سے بنائی گئی تھی حضرت نوح علیہ السلام نے اس کے پودوں کو خود ہی بویا تھا اور جب چار سو ہاتھ لمبے ہو گئے تب کاٹے گئے یہ درخت چالیس سال میں تیار ہوئے سلیمان فارسی کی روایت میں ہے کہ بیس سال میں کاٹے گئے بعض دوسری روایتوں میں ہے کہ یہ درخت ایک سو سال تک لگائے جاتے رہے اور کاٹے جاتے رہے اور خشک ہوتے رہے۔ عمرو بن حارث کی روایت میں ہے کہ یہ درخت نہ بوئے گئے نہ کاٹے گئے ساگوان کے درخت جبل لبنان پر موجود تھے وہیں سے کاٹ لیے گئے تھے۔ ابن عباس کی روایت میں ہے کہ وہ ساگوان کے درخت نہیں تھے کشتی شمشاد کے درخت سے بنائی گئی۔ حضرت نوح کے تینوں لڑکے حام سام یافث خود کاٹتے تھے حضرت نوح علیہ السلام ان کے ساتھ رہتے تھے ایک دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے کچھ مزدوروں کو بھی رکھ لیا تھا جو درختوں کی کٹائی میں مدد دیتے تھے۔ کشتی کے جغرافیہ کے سلسلہ میں آلوسی نے جو روایتیں ذکر کی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے اس کی لمبائی ۳۰۰ ہاتھ اور چوڑائی ۵۰ ہاتھ اونچائی ۳۰ تھی۔ ابن جریر کی روایت کے مطابق لمبائی ۱۲۰۰ ہاتھ چوڑائی ۶۰۰ ہاتھ تھی اس کے بیچ میں صرف ایک دروازہ لگایا گیا تھا۔ مجاہد کی روایت میں ہے کہ کشتی تین سال میں تیار ہوئی کعب احبار کی روایت میں ہے کہ چالیس سال اس کی تیاری میں لگے۔ بعض دوسری روایتوں میں ہے کہ ساٹھ سال میں تیار ہوئی کسی نے کہا سو سال میں مکمل ہوئی بعض لوگوں کا بیان ہے کہ کشتی کی تیاری میں ۴۰۰ سال لگ گئے۔

ایک مسئلہ اور ہے یہ کشتی کس مقام پر بنائی گئی اس سلسلہ میں روایتیں ذکر کی گئی ہیں بعض نے کہا کوفہ میں کسی نے کہا کشتی ہندوستان میں بنائی گئی تھی کسی نے کہا جزیرہ میں کسی نے بتایا کہ

سرزمین شام میں غرضیکہ مختلف آراء ہیں اور کسی رائے کو دوسری رائے پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

آخر بحث میں علامہ آلوسی نے اپنی دلچسپ رائے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ روایتوں کی روشنی میں جو کشتی بنائی گئی ہے وہ سواری کے لائق تو نہیں ہو سکتی ہے اس لئے نوح نے روایتوں والی کشتی نہیں بنوائی ہوگی کیونکہ ان کو سواری کا کام لینا تھا اور مذکورہ روایتوں کی روشنی میں جو کشتی تیار ہوئی ہے وہ اس کام کی نہیں تھی حضرت نوح نے یہ کشتی اپنے نقش کے مطابق بنوائی ہوگی اس لئے کہ روایتوں والی کشتی خرابیوں سے پاک نہیں ہے۔

سب سے بہتر اور صحیح رائے یہی ہے کہ ان لغویات وخرافات بیہودہ اور مضحکہ خیز توہمات اور قیاس آرائی سے قطع نظر کر لیا جائے اور صرف انہی باتوں پر ایمان لایا جائے جتنا قرآن نے ہمیں بتایا ہے اس کی لمبائی چوڑائی اونچائی گہرائی اس کی لکڑی کی جانچ، کہاں بنی؟ کتنے دن میں بنی؟ وغیرہ وغیرہ جسے اللہ کی کتاب نے بیان نہیں کیا ہے نہ احادیث صحیحہ میں کوئی تشریح ہے۔ تو کون سی مجبوری ہے کہ اس کی کرید اور تحقیق میں پڑا جائے۔ (روح المعانی (۱۲/۵۰) [1]

---

[1] یہ تمام روایات غایت درجہ ضعیف ہیں بعض بے سند ہیں کوئی روایت مرفوعا ثابت نہیں

پانی ہندوستان کے ایک تندور سے نکلنا شروع ہوا

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پانی نے ہندوستان کے ایک تندور سے جوش مارنا شروع کیا۔ [1]

---

[1] اسنادہ ضعیف۔ مستدرک حاکم (۲/۴۷۳) حدیث رقم (۳۷۶۴) الدر المنثور (۳/۳۲۸) یہ موقوف روایت ہے مزید برآں اس کی سند بھی صحیح نہیں ہے۔

کیا وہ تندور سیدہ حوا علیہا السلام کا تھا؟

طبری کہتے ہیں بعض روایتوں میں ہے کہ یہ تندور پتھر کا تھا جس سے طوفان نوح کے دوران پانی نکلا تھا اور یہ حوا کا تندور تھا جو نوح علیہ السلام کے زمانے تک قائم رہا۔ (1)

(1) تاریخ طبری۔ اردو ترجمہ طبع دار الاشاعت کراچی۔ جلد اصفحہ ۱۵۳ یہ مرفوع روایت نہیں بلکہ ایک تابعی کا قول ہے۔

وہ تندور کوفہ کے اطراف میں تھا

شعبی ایک تابعی کے مطابق یہ تندور کوفہ میں ایک چشمہ تھا مجاہد ایک تابعی کے مطابق بھی تندور کوفہ کے اطراف میں واقع تھا۔ (1)

(1) تاریخ طبری۔ اردو ترجمہ طبع دار الاشاعت۔ جلد اصفحہ ۱۵۳ یہ مرفوع روایت نہیں بلکہ ایک تابعی کا قول ہے۔ نیز اس کی سند میں السری بن اسماعیل راوی متروک ہے اسی طرح سیدنا علی کی جانب ایک قول منسوب ہے کہ تنور سے مراد صبح کا روشن ہونا ہے یعنی جب صبح ہو تو ہر چیز کا جوڑا کشتی میں سوار کر لینا مگر حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ قول ضعیف ہے

طوفان نوح اور حضرت آدم علیہ السلام کی میت

روایت ہے آدم علیہ السلام جبل ابو قبیس کے ایک غار میں دفن تھے نوح علیہ السلام نے ان کی لاش نکالی

اور اسے کشتی میں رکھ لیا طوفان کے بعد پھر اسے اسی جگہ دفن کر دیا (المعارف لابن قتیبہ جلد اول صفحہ (۵) من مکتبہ شاملہ وہب کا بے سند قول ہے)

کشتی میں آدم علیہ السلام کی لاش بھی رکھی گئی تھی نوح علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کی وصیت کے مطابق سام کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کی لاش کو زمین کے وسط میں دفن کر دیں سام نے ایک فرشتہ کی رہنمائی میں زمین کا وسط معلوم کیا اور آدم علیہ السلام کی لاش کو مٹی میں دفن کر دیا۔ [1]

---

[1] تاریخ الیعقوبی جلد اول صفحہ ۳۰ و ۳۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی روایت بے سند ہے کچھ معلوم نہیں کہ یہ کس کا قول ہے

قوم نے کشتی کو بیت الخلا بنالیا دلچسپ واقعہ کی حقیقت

سید عبدالمجید شاہ ندیم دیوبندی حنفی جماعت کے مشہور مبلغ نے اپنے ایک خطاب میں یہ واقعہ بیان کیا ہے ہم انہیں کے الفاظ میں اس کو نقل کر رہے ہیں کہتے ہیں:

جب کشتی تیار ہو گئی تو اب ایک اور منصوبہ تیار ہو گیا قوم کے وڈیروں اور رئیسوں نے ایک پلان کے ساتھ حضرت نوح کے سفینے کو خراب کرنا چاہا اور غلاظت کرنا شروع کی قومی سطح کا پروگرام تھا پوری قوم غلاظت کر رہی ہے پیغمبر نے آکر دیکھا کہ کشتی تو غلاظت سے بھری پڑی ہے اس کو تو بیت الخلا بنا دیا انہوں نے لیٹرین بنا ڈالا ہے

افسردہ ہوئے یا رب العالمین اب کیا بنے گا

پیغمبر بڑا لطیف ذوق کا والا ہوتا ہے ایک بات کرتا ہوں پیغمبر بڑے لطیف ذوق والا ہوتا ہے اس لئے خوشبو سے پیار کرتا ہے تمام انبیاء نے خوشبو سے پیار کیا بس باقی نبیوں اور میرے آقا میں فرق یہ ہے کہ باقی سب نبیوں نے خوشبو کو چاہا اور خوشبو نے میرے محبوب کو چاہا۔ یا رب

العالمین! اب کیا بنے گا حق تعالیٰ نے فرمایا کشتی صاف ملے گی ہم نے (باعیننا) کہا تھا اور وعدہ پورا کریں گے یا اللہ یہ کام بھی مجھے کرنا پڑے گا؟ آپ کو کیوں تو پھر فرشتے بھیجے گا؟

یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی فوج ہیں جس طرح ہمارا کوئی کام ہم سے نہیں ہوتا تو ہماری فوج آتی ہے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا نہیں فرشتے اب اسی کام کے لئے تھوڑے رہ گئے ہیں تو پھر یا اللہ یہ کیسے صاف ہوگا؟ فرمایا جنہوں نے بخ ماری ہے جنہوں نے منہ کالا کیا ہے انہیں سے کام لوں گا دیکھو تو کرتا کیا ہوں برص کی بیماری میں مبتلا ہوئی پوری قوم قومی سطح پر پوری قوم کو برص کی بیماری لگ گئی پھوڑے، خارش اور پھوڑے ......کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا کسی حکیم اور طبیب کا نسخہ کام نہیں کرتا۔لیکن شقاوت کا اندازہ کیجئے بدبختی کا اندازہ کیجئے اللہ کے عذاب میں مبتلاء ہونے کے باوجود برص میں اور پھوڑوں وخارش میں مبتلاء ہونے کے باوجود نبی کی دل آزادی سے باز نہیں آتے غلاظت کرنے وہیں آتے تھے کشتی کنارے!

خدائی وعدہ پورا ہو گیا:

ایک برص کا مارا ہوا کم بخت کنارے بیٹھا۔ چکر آیا تو اندر جا پڑا گھبرا کر نکلا پانی میں جا کر نہایا تو ساری خارش اور پھوڑے ختم ہو گئے کشتی کے اوپر کھڑے ہو کر یوں گلا پھاڑ پھاڑ کر اعلان کیا حضرات ایک ضروری اعلان سنیں بلا قیمت دوائی ملتی ہے آئے جس کا جی چاہے اب اس قسم کی جو خبریں ہوتی ہیں ان کے لئے کسی الیکٹرونک میڈیا کی ضرورت نہیں ہوتی یہ سینہ بہ سینہ پھیلتی ہیں اور دور دور تک پھیلتی ہیں۔

قوم آئی رقص کرتی ہوئی آئی بھنگڑے کرتی ہوئی آئی جھنڈے لے کر ڈالیوں کی ڈالیاں آنا شروع ہوئیں تبرک بٹ رہا ہے برتن ہیرے جواہرات کے بھر بھر کر لاتے ہیں اور اس کو بھر کر لے جاتے ہیں علاقے میں بھی پہنچ کر بانٹا جاتا تھا تھوڑا تھوڑا جس کو بھی دیتے اس کو شفامل جاتی۔

اگلے دن اور زیادہ ڈالیاں اگلے دن اور زیادہ ڈالیاں ڈالیوں پر ڈالیاں ......ایک کشتی اور

پوری قوم وہ تو آناً فاناً صاف ہو گئی ڈالیاں آ رہی ہیں جب انہیں پتہ چلا کہ تبرک ختم ہو گیا ہے تو دور درفتہ ہوئے بے چارے افسردہ ہوئے کہ ہم تو محروم رہ گئے ان کے بڑے بوڑھوں نے کہا چیز بڑے کام کی ہے کھنگال کر استعمال کر کے دیکھو شاید اس سے بھی شفا ہو جائے جب کھنگال کر استعمال کیا تو اس سے بھی زیادہ فائدہ ہوا۔ اب ایک مرتبہ کھنگالا دو مرتبہ کھنگالا کشتی چمک اٹھی ایسی فنشنگ ہو گئی کہ دنیا کا کوئی کارخانہ نہ کر سکتا رب العالمین نے فرمایا لو میرے پیغمبر دیکھو کشتی صاف ہو گئی۔ [1]

---

[1] یہ واقعہ سراسر جعلی اور من گھڑت معلوم ہوتا ہے کسی مستند کتاب میں نظر نہیں آیا۔

تمام زمین پہاڑ پانی میں ڈوب گئے دنیا تاریک ہو گئی

تاریخ یعقوبی میں ہے: اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی بھیجا اور زمین کے چشمے پھوڑ دیے اور پانی مقررہ حکم کے مطابق مل گیا اور اس نے سب زمین اور پہاڑوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور دنیا تاریک ہو گئی اور شمس و قمر کی روشنی جاتی رہی حتی کہ دن اور رات برابر ہو گئے اور جس وقت اللہ تعالیٰ نے پانی کو بھیجا حساب دانوں کے قول کے مطابق اس وقت سرطان، شمس و قمر، زحل، عطارد، راس زائچہ میں، حوت کے آخری منٹ میں اکٹھے تھے پس چالیس یوم میں آسمان اور زمین کا پانی مل گیا حتی کے تمام پہاڑوں سے پندرہ ہاتھ اوپر آ گیا پھر ٹھہر گیا اور زمین کے تمام خطوں کو پانی نے ڈھانپ لیا اوران کے اوپر آ گیا۔

اور کشتی نے ساری زمین کا چکر لگایا حتی کہ مکہ چلی گئی اور ہفتہ بھر بیت اللہ کے گرد طواف کیا پھر پانچ ماہ کے بعد پانی اتر گیا اور اس کی ابتداء ۷ مئی کو ہوئی اور ۱۳ اکتوبر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ [1]

① تاریخ یعقوبی جلد اصفحہ ۲۸ طبع نفیس اکیڈمی کراچی یہ کس کا قول ہے کوئی پتہ نہیں روایت بے سند ہے

طوفان کے زمانے میں کعبہ چوتھے آسمان پر

روایت ہے کہ طوفان کے زمانہ میں اللہ تعالی کے حکم سے جبریل علیہ السلام نے کعبہ کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا۔ اور حجر اسود کو سیدنا ابراہیم کے زمانے تک جبل ابی قبیس میں چھپادیا گیا۔ ①

① الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد اول صفحہ ۲۲ من مکتبہ شاملہ۔ مزکورہ بیان مجاہد اور شعبی کا ہے سند کوئی نہیں۔

حام بن نوح کو عیسی علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے زندہ کیا اور کشتی کی تفصیلات پوچھیں

یہ مکمل واقعہ کشتی نوح کا اجمالی خاکہ میں گزر چکا ہے کہ عیسی علیہ السلام ایک ٹیلے کے پاس گزرے اور فرمایا یہ حام بن نوح کی قبر ہے اور فرمایا قم باذن اللہ، اللہ کے حکم سے کھڑا ہوجا حام زندہ ہوگئے انہوں نے کشتی کی لمبائی چوڑائی اور دیگر تفصیلات بتائیں۔ ①

① اسنادہ ضعیف۔ تاریخ طبری (۱/۱۲۴) تفسیر ابن جریر طبری (۷/۳۶) یہ روایت ابن عباس پر موقوف ہے اور سند میں علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے بعض کہتے ہیں یہ رافضی تھا

احمد العجلی کہتے ہیں اس میں تشیع تھا اور یہ قوی نہیں بخاری اور ابو حاتم کہتے ہیں اس کی روایت سے احتجاج جائز نہیں ۔ابن خزیمہ کہتے ہیں برے حافظے والا تھا مزید دیکھیں تہذیب الکمال (۲/۷/۹٦۷) خلاصہ تہذیب الکمال (۲/۲۴۸) تقریب التھذیب (۲/۳۷) تاریخ البخاری الکبیر (٦/۲۷۵) تاریخ البخاری الصغیر (۱/۳۱۸) الکاشف (۲/۲۸۵) الجرح والتعدیل (۲/۱۰۲۱) تاریخ الثقات (۳۴٦) الانساب (۱۲/۴۳۲) طبقات الحفاظ (۵۸) المجروحین (۲/۱۰۳) ضعفاء ابن جوزی (۲/۱۹۳) سیر اعلام النبلاء (۵/۲۰٦) تاریخ الدارمی ت (۴۷۲) تاریخ الدوری (۲/۴۱۷) الترغیب (۴/۵۷۵) نسیم الریاض (۳/۳۵۹) طبقات ابن سعد (۷/۲۵۲) تاریخ ابو زرعہ الدمشقی (۴۰۷) تاریخ واسط (۱۸۹) تزکرۃ الحفاظ (۱۴۰) دیوان الضعفاءت (۲۹۲٦) وغیرہ

کشتی نوح علیہ السلام میں سواروں کی تعداد

کشتی میں کتنے لوگ سوار تھے ابن عباس کے بقول اسی افراد سوار تھے کعب احبار کے مطابق ۷۲ بہتر افراد تھے ایک قول کے مطابق دس افراد تھے ایک قول یہ ہے کہ صرف نوح علیہ السلام ان کے تین بیٹے اور ان کی بیویاں تھیں ایک قول کے مطابق صرف آٹھ افراد کشتی میں سوار تھے ایک روایت کے مطابق جو ابن اسحٰق سے مروی ہے کل دس افراد تھے نوح علیہ السلام کی بیویوں کے علاوہ [1]

[1] ان سب روایات میں کوئی روایت مرفوع نہیں اقوال بھی بلا اسناد ہیں ۔ دیکھیں تاریخ طبری اردو طبع دارالاشاعت کراچی جلد اول صفحہ ۱۵۳

اگر اللہ طوفان میں کسی پر رحم کرتا تو ایک بچے کی ماں پر کرتا

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے فارغ ہو گئے اور پانی نکلنا شروع ہو گیا اور طغیانی کو پہنچنے لگا تو ایک بچے کی ماں کو اپنے بچے پر بہت خوف ہوا اور یہ اس سے بہت ٹوٹ کر محبت کرتی تھی تو یہ ماں اپنے بچے کو لے کر پہاڑ کی طرف چلی جب پہاڑ کی تہائی بلندی پر پہنچ گئی تو پانی بھی اس حد تک پہنچ گیا ماں پھر اپنے بچے کو لے کر اوپر چڑھی حتی کہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئی لیکن پانی بھی اوپر چڑھتا رہا حتی کہ پانی ماں کی گردن تک پہنچ گیا لیکن ماں نے (اپنی ماماتا سے بے تاب ہو کر) بچے کو دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر اوپر اٹھا لیا یعنی سر سے بلند کر لیا لیکن دونوں غرق ہو گئے تو اللہ ان کافروں میں سے کسی پر رحم فرماتا تو اس بچے کی ماں پر رحم فرماتا۔ ابن کثیر کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اور حضرت کعب احبار اور مجاہد اور کئی ایک سے اس قصے جیسی روایت منقول ہے اور یہ بات بھی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور کعب احبار جیسے حضرات رحم اللہ علیہم سے منقول ہے۔ واللہ اعلم۔ [1]

---

[1] اسنادہ ضعیف جدا۔ اس کی سند سخت ضعیف ہے البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۴۳ طبع دار الاشاعت کراچی طبری (۳۱۰/۱۵) حدیث رقم (۸۱۳۳) مستدرک حاکم کتاب التفسیر (۳۴۳/۲) حدیث رقم (۳۳۱۰) کنز العمال (۴۳۸/۲) فتح القدیر (۵۰۱/۲) اس میں موسیٰ بن یعقوب الزمعی سخت ضعیف ہے۔ ابن مدینی کہتے ہیں ضعیف منکر الحدیث ہے نسائی کہتے ہیں قوی نہیں۔ مزید دیکھیں تهذیب الکمال: (۱۳۹۴/۳) خلاصہ تهذیب الکمال: ۷۱/۳ تقریب التهذیب (۲۸۹/۲) تهذیب التهذیب (۳۷۸/۱۰) تاریخ البخاری والکبیر (۲۹۸/۷) الکاشف (۱۹۰/۳) الجرح والتعدیل (۷۴۵/۸) الانساب (۳۱۷/۲) (۳۱۷/۶) تراجم الاحبار (۳۴۷/۳) طبقات ابن سعد (۱۶۴/۳) ترغیب (۹/۴ ۵۷) ضعفاء ابن الجوزی (۱۵۶/۳) ثقات (۴۵۸/۷) الکامل (۲۳۴/۶، المغنی ۶۵۴۶)

تاریخ الدوری (۲/ ۵۹۷) (المعرفہ لیعقوب ۱/ ۳۱۰) اکمال ابن ماکولا (۴/ ۲۱۴) تاریخ الاسلام (۲/ ۳۰۹) میزان الاعتدال للذھبی (۶/ ۵۷۰)

کیا طوفان میں ڈوبنے والا حضرت نوح علیہ السلام کا حقیقی بیٹا نہیں تھا

لیس من اھلك کی تفسیر میں بعض لوگوں کا یہ قول طبری نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ڈوبنے والا لڑکا حضرت نوح کا حقیقی بیٹا نہیں تھا بلکہ یہ حضرت نوح کی بیوی کا پچھلا بیٹا تھا اس بارے میں مرفوع حدیث کوئی نہیں اکثر علماء کہتے ہیں کہ وہ حضرت نوح کا حقیقی بیٹا تھا اللہ تعالی نے اسے بیٹا ہی کہا ہے اور اللہ تعالی غلط بات نہیں کہتا بحر حال جن لوگوں نے اسے ان کی بیوی کا بیٹا کہا ہے انہوں نے بڑی فاحش غلطی کی ہے ان کی بات سراسر غلط ہے حافظ ابن کثیر کا بھی یہی قول ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان تھم جانے پر کوّے کو زمین کی خبر لینے کے لئے بھیجا

حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں کہتے ہیں: پھر حضرت نوح علیہ السلام نے اہل زمین کی خبر لینے کے لئے ایک کوے کو بھیجا تو کوے نے مردار دیکھے تو ان پر جھپٹ پڑا اور تاخیر کی اور پلٹ کر نہ آیا جس کی وجہ سے کبوتر کو بھیجا تو کبوتر ایک زیتون کے پتے کو لے کر آیا اور اس کے پاؤں کیچڑ میں لتھڑے ہوئے تھے جس کو دیکھ کر حضرت نوح نے اندازہ لگایا کہ زمین خشک ہو چکی ہے۔ [1]

① اس قول کی کوئی سند نہیں ہے تاریخ ابن کثیر مترجم اردو جلد اول صفحہ ۱۳۶ طبع دار الاشاعت کراچی۔ تاریخ الیعقوبی جلد اول صفحہ ۲۸، ۲۹ طبع نفیس اکیڈی کراچی

کشتی رجب کی پہلی تاریخ کو چلی اور عاشورہ کے دن جودی پہاڑ پر رکی

ابن جریر طبری کہتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام رجب کی پہلی تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے پس نوح اور ان کے اصحاب نے اس دن روزہ رکھا چھ مہینے تک کشتی انہیں لے کر سفر کرتی رہی یہاں تک کہ یہ سفر ماہ محرم میں عاشورہ کے دن جودی پہاڑ پر اختتام پذیر ہوا پس اس دن نوح علیہ السلام نے روزہ رکھا اور تمام اپنے متبعین اور تمام چرند و پرند کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ ①

① تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۵۴ طبع دار الاشاعت کراچی اس میں عثمان بن مطر راوی متروک ہے بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہے نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے ابو داؤد کہتے ہیں ضعیف ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے عاشورہ کا روزہ رکھا

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کشتی عاشورہ کے دن جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی عاشورہ کے دن ہی سب اس

میں سے اتر پڑے اور حضرت نوح علیہ السلام نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا۔ [1]

---

① تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورۃ ھود۔ اخرجہ الطبری رقم ۱۸۲۰۲۔ اس میں عبدالصمد راوی کو بخاری اور احمد وغیرہ نے ضعیف کہا ہے اور حبیب ابن عبداللہ الازدی راوی مجہول ہے۔ مسند احمد (۲/۳۵۹، ۳۶۰) المجمع (۵۱۰۵) نوٹ: صحیح بخاری کی روایت کے مطابق عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا ذکر صرف حضرت موسیٰ کے متعلق آیا ہے جس روایت میں نوح علیہ السلام کا عاشورہ کے دن روزہ رکھنا یا کشتی کا جودی پہاڑ پر ٹھہرنے کا ذکر آیا ہے وہ روایات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں۔ البدایہ والنہایہ میں ہے۔ نوح علیہ السلام کشتی سے عاشورہ کے دن نکلے۔ یہ قتادہ وغیرہ کا قول ہے اور بے سند ہے۔

نوح علیہ السلام نے کشتی سے اترنے کے بعد ایک بستی بسائی

طبری کی روایت ہے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے اگست یکم تیرہ تاریخ کو طوفان بھیجا اور نوح علیہ السلام اس وقت کشتی میں سوار رہے جب تک کہ تمام پانی زمین نے اپنے اندر جذب نہ کر لیا کشتی نوح جب جبل جودی پر وادی قروہ میں چھٹے مہینے کی سترہویں تاریخ کو رکی تو نوح علیہ السلام نے قردی جزیرہ کے ایک علاقہ میں اسی گھر تعمیر کرائے اور ہر شخص کے حوالے ایک مکان کیا یہ علاقہ آج تک ''سوق ثمانین'' کے نام سے مشہور ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ اسی آدمی جو کشتی میں تھے انہوں نے اپنے اپنے گھر بنائے۔ اس بستی کو ثمانین کہنے لگے بنو قابیل سب غرق ہو گئے۔ [1]

---

① تاریخ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۵۴ نوح علیہ السلام نے قردی کے مقام پر ایک بستی بسائی طبری کی یہ روایت بے سند ہے۔ دوسری روایت موقوف ہے اور اس میں ہشام بن محمد متروک اور

جھوٹا راوی ہے

نوح علیہ السلام کی اولاد کا تذکرہ

طوفان سے پہلے نوح علیہ السلام کا ایک لڑکا عابر فوت ہو چکا تھا دوسرا لڑکا کنعان غرق ہو گیا باقی اولاد طوفان کے بعد پیدا ہوئی۔ [1]

(1) طبری جلد اول صفحہ ۱۵۵ کسی مجہول آدمی کا بے سند قول ہے۔

نوح علیہ السلام نے اپنے ایک لڑکے کو بد دعا دی تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا

نوح علیہ السلام نہار ہے تھے ان کا ایک لڑکا انہیں دیکھ رہا تھا نوح علیہ السلام نے فرمایا میں نہار ہا ہوں اور تو مجھے دیکھ رہا ہے اللہ تیرا رنگ خراب کرے وہ کالا ہو گیا اور وہی حبشیوں کا باپ ہے۔ [1]

(1) مستدرک حاکم (۵۴۶/۲) کتاب تواریخ المتقدمین ذکر نوح علیہ السلام حدیث رقم (۴۰۰۸) یہ روایت موقوف بھی ہے اور ضعیف بھی ہے اس میں محمد بن ابی لبیبہ کو ذھبی نے راوی ضعیف کہا ہے۔

نوح علیہ السلام نے کشتی کو تالا لگایا اور چابی سام کے حوالے کر دی

روایت ہے کہ سوتے میں ان کا ستر کھل گیا۔ حام ان کا ستر دیکھتا رہا انہوں نے حام کو بددعا نہیں دی کنعان بن حام کو بددعا دی نوح علیہ السلام نے کشتی میں قفل لگایا اور چابی کو سام کے حوالہ کر دیا۔ [1]

[1] تاریخ یعقوبی جلد اول صفحہ ۲۹ تاریخ یعقوبی میں اس کی کوئی سند نہیں ہے یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کس کا قول ہے۔

نوح علیہ الصلوۃ والسلام کا پیشہ

مستدرک حاکم کی طویل روایت میں حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ ان کا پیشہ بڑھئی تھا۔ [1]

[1] مستدرک حاکم (۵۹۶/۲) کتاب تواریخ المتقدمین رقم الحدیث (۴۱۶۵) الدر المنثور (۵۸/۱) الموسوعہ (۲۰۴/۱) یہ روایت ابن عباس پر موقوف ہے نیز اس کی سند میں عبدالمنعم بن ادریس راوی وضاع ہے۔

حضرت نوح اور شیطان کا انگور کے درخت کے بارے میں جھگڑا

حضرت نوح علیہ السلام کا شیطان سے انگور کی لکڑی کے سلسلہ میں جھگڑا ہوا پھر دونوں اس بات پر

متفق ہو گئے کہ نوح علیہ السلا کے لئے تہائی اور شیطان کے لئے دو تہائی یعنی شیرے کا دو تہائی ابال کر اڑا دیا جائے وہ شیطان کا حصہ ہے اور باقی ایک تہائی حلال ہے۔ ①

① سنن نسائی کتاب الاشربہ حدیث رقم (۵۷۲۶) یہ مرفوع اور متصل حدیث نہیں بلکہ حضرت انس پر موقوف ہے البانی کہتے ہیں یہ موقوف حسن الاسناد ہے اور شبہ ہے کہ اسرائیلی روایت ہے۔

نوح علیہ السلام جب نیا کپڑا پہنتے اور کھانا کھاتے تو الحمد اللہ کہتے

روایت ہے کہ نوح علیہ السلام جب نیا کپڑا پہنتے تو الحمد للہ کہتے اور جب کھانا کھاتے تو الحمد للہ کہتے ①

① تفسیر ابن جریر الطبری (۱۷۔صفحہ ۳۵۴) تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۔من مکتبہ شاملہ۔ابن جریر میں اس کے متعلق کئی روایات ہیں۔ان میں کچھ موقوف اور کچھ مقطوع ہیں مرفوع روایت کوئی نہیں۔

نوح علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟

محمود غضنفر حیات انبیاء میں لکھتے ہیں ابن جریر اور علامہ ازرقی نے عبد الرحمن بن سابط اور دیگر تابعین کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کو جس جگہ دفن کیا گیا وہ جگہ مسجد حرام میں شامل ہو چکی ہے۔یعنی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نوح کی قبر مسجد حرام میں ہے ①

① یہ روایت مرسل ہے اور مرسل ضعیف ہوتی ہے۔ البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۵۰ طبع دار الاشاعت کراچی حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: کہ جو کہتے ہیں بقاع شہر جو آج کل ''کرکے نوح'' سے مشہور ہے وہاں ہے اور اسی وجہ سے وہاں ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔ یہ بات بھی غلط طور پر مشہور ہے۔ واللہ اعلم۔

واقعات حضرت ھود علیہ السلام

نوح علیہ السلام کی ساتویں پشت میں سارغ کے زمانہ میں بتوں کی پوجا شروع ہوئی اس کے بیٹے ناحور کے زمانہ میں بتوں کی پوجا کی کثرت ہونے لگی اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے ہود بن عبداللہ بن رباح بن الحجلو د بن عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ ①

① تاریخ الیعقوبی جلد اول صفحہ ۲۷ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ کوئی معلوم نہیں کہ یہ کس کا قول ہے روایت بے سند ہے۔

نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان سوائے ہود اور صالح کے کوئی نبی نہیں ہوا

روایت ہے۔ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا سوائے ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کے۔ ①

① یہ حدیث نہیں ہے۔نوف الشامی کا قول ہے۔الکامل فی التاریخ ابن اثیر جلد اول صفحہ (۳۱) من مکتبہ شاملہ۔

ہود کی قوم پر قحط مسلط

ہود علیہ السلام پر چند ہی لوگ ایمان لائے اکثر نے انکار کیا تو اللہ تعالی نے ان پر قحط مسلط کر دیا لگا تار قحط آتے رہے۔ ①

① کامل (۱/۸۰) یہ قول ابن اسحٰق کی طرف منسوب ہے سند کوئی نہیں ہے۔الکامل فی التاریخ لابن اثیر۔جلد اول صفحہ (۲۷) من مکتبہ شاملہ۔

قوم ہود کا وفد مکہ معظّمہ میں بارش کی دعا مانگنے کے لئے روانہ

قوم نے ایک وفد مکہ معظّمہ روانہ کیا تا کہ حرم میں بارش کے لئے دعا مانگے اس وفد میں مرثد بن سعد بھی تھے جو مسلم ہو گئے تھے لیکن انہوں نے ابھی تک اپنے ایمان کو ظاہر نہیں کیا تھا۔جب وہ لوگ حرم میں دعا کے لئے جانے لگے تو مرثد نے کہا: اللہ کی قسم تمہاری دعا سے بارش نہیں برسے گی ہاں اگر تم نبی کی اطاعت کرو گے تو تم پر بارش برسے گی اس موقع پر مرثد نے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔انہوں نے مرثد کو حرم جانے سے روک دیا اور خود چلے گئے انہوں نے بارش کی دعا کی تو تین ابر دکھائی دیئے سفید، سرخ، اور سیاہ۔ان ابروں میں سے آواز آئی اے قیل ان ابروں میں سے ایک کو پسند کر لے۔قیل وفد کا ایک رکن تھا۔قیل نے سیاہ کو پسند کیا سیاہ ابر میں عذاب

تھا۔ (1)

(1) الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد اول صفحہ (۲۷) اثیر نے اس کو ابن اسحٰق کی طرف منسوب کیا ہے سند نہ ابن اسحٰق سے اوپر ہے اور نہ نیچے بالکل بے سند واقعہ ہے۔ طبری نے بھی اس کو اپنی تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۷۵ اطبع دارالاشاعت میں نقل کیا ہے۔ اس واقعہ کو حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۵۹ میں محمد بن اسحٰق بن یسار کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

قوم عاد پر ہوا کو انگوٹھی کے حلقہ کے برابر کھولا گیا

حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۶۳ میں اور طبری اپنی تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۷۶ میں لکھتے ہیں: کہ عاد پر ہوا کا عذاب بھیجا گیا اور ہوا کا عذاب بھیجنے کے لئے ہوا کے خزانوں کا صرف اتنی مقدار میں منہ کھولا گیا جتنا کہ انگوٹھی کا حلقہ ہوتا ہے۔ (1)

(1) البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۴۸۔ عربی من مکتبہ شاملہ۔ یہ دو روایتیں ہیں ابن عمر کے حوالے سے تفسیر ابن ابی حاتم میں اور ابن عباس کے حوالے سے طبرانی میں موجود ہیں دونوں روایتوں کی سند میں مسلم الطلائی راوی ضعیف ہے، منکر الحدیث بلکہ متروک ہے۔

قوم ہود کا آندھی کو روکنے کے لئے گھاٹی کے دروازے پر جمع ہونا

روایت ہے جب قوم ھود نے آندھی کو آتے دیکھا تو ہود علیہ السلام سے کہا آپ ہمیں آندھی سے ڈراتے ہیں یہ کہہ کر انہوں نے اپنی اولاد اور مال و دولت اور جانوروں کو ایک گھاٹی میں جمع کیا پھر

وہ گھاٹی کے دروازے پر آندھی کو روکنے کے لئے کھڑے ہو گئے آندھی ان کے پیروں کے نیچے سے داخل ہوئی اور ان کا قلع قمع کر دیا۔ ①

① مستدرک حاکم (۲/۵۶۵) حدیث رقم (۴۰۶۳) کتاب تواریخ المتقدمین ۔ یہ روایت وھب بن منبہ کی طرف منسوب ہے نیز اس میں عبدالمنعم بن ادریس راوی وضاع ہے۔

اس واقعہ کے متعلق دوسری روایت

ہود علیہ السلام کے زمانے میں کافروں کا رئیس خلجان تھا۔ کافروں کی قوم کے سات اشخاص جن میں خلجان بھی تھا۔ کہنے لگے چلو گھاٹی کے بالائی کنارہ پر تاکہ ہم آندھی کو روکیں ۔آندھی نے سوائے خلجان کے سب کو ہلاک کر دیا ہود علیہ السلام نے اس سے کہا اے خلجان اسلام قبول کر لے اس نے اسلام قبول نہیں کیا آندھی نے اسے بھی ہلاک کر دیا۔ ①

① تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۸۱ طبع دارالاشاعت کراچی ۔ یہ قول محمد بن اسحٰق کی طرف منسوب ہے محمد بن اسحٰق کے اوپر اس کی سند نہیں ہے

آندھی نے درختوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا

آندھی بڑے بڑے درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتی تھی اور ان کے گھروں کو ان پر گرا دیتی تھی ۔ گھر والوں کو اس نے پہاڑوں پر دے پٹخا۔ اس طرح وہ سب ہلاک ہو گئے۔ ①

① تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۸۲ طبع دار الاشاعت کراچی۔ یہ وہب کا قول ہے۔

ھود علیہ السلام بڑی قوت والے آدمی تھے

مستدرک حاکم میں روایت ہے۔ کان ھود النبی علیه السلام رجلاً جلداً ۔ کہ حضرت ہود علیہ السلام بڑی قوت والے شخص تھے۔ ①

① مستدرک حاکم (۵۶۳/۲) حدیث رقم (۴۰۶۰) کتاب تواریخ المتقدمین۔ حاکم اور ذہبی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ مگر یہ موقوف روایت ہے۔ مرفوع نہیں۔

ہود علیہ السلام کی حضرت آدم علیہ السلام سے مشابہت

روایت کے الفاظ ہیں: کان نبی الله ھود اشبه الناس بآدم علیهم السلام۔ ہود علیہ السلام آدم علیہ السلام کے تمام لوگوں سے زیادہ ہم شکل تھے۔ ①

① مستدرک حاکم (۵۶۴/۲) حدیث رقم (۴۰۶۴) کتاب تواریخ المتقدمین۔ مستدرک حاکم میں یہ مرفوع حدیث نہیں بلکہ کعب کا قول ہے۔ ذہبی کہتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے۔ وھب کا ایک قول یہ بھی یوسف علیہ السلام کے علاوہ۔

ہود علیہ السلا کا پیشہ

المعارف لابن قتیبہ میں روایت ہے کہ ہود علیہ السلام تاجر تھے۔ مکہ میں ان کا انتقال ہوا۔ [1]

(1) المعارف لابن قتبہ جلد اول صفحہ (۲) من مکتبہ شاملہ۔ یہ وھب کا قول ہے۔ اور وہ بھی بے سند ہے۔

ہود علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق حضرت ہود کی قبر یمن کے علاقے میں ہے جب کہ دوسرے بعض لوگوں کا قول ہے کہ قبر دمشق میں ہے۔ اور دمشق کی جامع مسجد میں قبلے کی طرف دیوار کے احاطے میں ایک جگہ ہے۔ [1]

(1) تاریخ ابن کثیر جلد اول صفحہ ۱۶۴ طبع دارالاشاعت کراچی۔ یہ دونوں قول بے سند ہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کے واقعات

قوم ثمود کی عمریں اور ان کے مکانات

ابن جریر طبری کہتے ہیں۔ عمرو بن خارجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ثمود کو لمبی عمریں عطا کیں تھیں اس قدر ان کی لمبی عمریں تھیں کہ جب ان میں
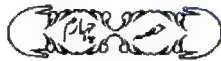
سے کوئی شخص گارے وغیرہ سے اپنا گھر تعمیر کرتا تو وہ گھر مٹ کر کھنڈرات میں تبدیل ہو جاتا لیکن وہ پھر بھی زندہ رہتے تھے چنانچہ جب انہوں نے یہ ماجرہ دیکھا تو پہاڑوں کو تراش کر اس کے اندر اپنے گھر تعمیر کرنے شروع کیے (یوں اونچے اونچے پہاڑوں کو انہوں نے اپنا مسکن بنالیا) رزق کی کوئی تنگی ان پر نہ تھی۔ ①

① تاریخ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۸۴ طبع دارالاشاعت کراچی۔ طبری کی روایت میں دو راوی قاسم اور حسین مجہول ہیں۔ مستدرک حاکم (۲/۵۶۷) مختصراً۔ کتاب تواریخ المتقدمین حدیث رقم (۴۰۶۹)۔ الدر المنثور (۳/۹۷) اس کی سند میں ابوبکر بن عبداللہ راوی ضعیف منکر الحدیث اور متروک ہے۔ یہ روایت تاریخ ابن کثیر میں بھی ہے مگر بے سند ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلہ نسب

روایت ہے کہ قوم ثمود کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام بن تالح بن صادق بن ہود کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ یعقوبی کی روایت ہے ہود بن عبداللہ بن رباح بن الخلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کو مبعوث فرمایا ①

① تاریخ یعقوبی جلد اول صفحہ ۳۷ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ یعقوبی کی روایت کی سند نہیں ہے یہ بھی نہیں معلوم کہ اس کا قائل کون ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی وافر دودھ اونٹنی کے دشمن کی پیدائش

ابن جریر طبری لکھتے ہیں: یہ اونٹنی اتنا دودھ دیتی کہ ان کے تمام چھوٹے بڑے برتن دودھ سے بھر جاتے (کچھ ہی دنوں بعد) اللہ تعالی نے صالح علیہ السلام کو وحی کے ذریعے مطلع کیا کہ آپ کی قوم اونٹنی کو ذبح کر دے گی جب صالح نے قوم کو کہا تم اونٹنی کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو قوم نے انکار کیا اور کہا کہ ہم ہرگز یہ کام نہ کریں گے لیکن صالح علیہ السلام نے کہا کہ تم میں ایک بچہ ہوگا جو اس اونٹنی کو ذبح کر دے گا تو پوری قوم نے بیک آواز ہو کر کہا کہ آپ ہم کو اس بچہ کی علامتیں بتائیں ہم اسے قتل کر دیں گے صالح علیہ السلام نے کہا اس بچے کا رنگ سرخ زردی وسفیدی مائل ہوگا اور کچھ نیلا اور کچھ لال رنگ ہوگا۔

اونٹنی کے دشمن کی پیدائش

آپ بیان کرتے ہیں کہ اس شہر میں دو بوڑھے دوست رہتے تھے ان میں سے ایک کا لڑکا تھا اور دوسرے کے لڑکی دونوں اپنی اولاد کی شادی کرنا چاہتے تھے اتفاقاً ایک دن دونوں کی ملاقات ہوگئی اور ایک دوسرے سے پوچھ لیا اب تک تو نے اپنی اولاد کی شادی کیوں نہیں کی دونوں کا جواب یہ ہی تھا کہ بہتر جوڑا نہیں مل رہا پس دونوں نے اپنی اولاد کی شادی ایک دوسرے سے کی وہ لڑکا جس کی پیشن گوئی صالح علیہ السلام نے کی تھی انہیں کے بطن سے پیدا ہوا۔

قاتل بچہ کی تلاش میں کامیابی

شہر میں آٹھ ایسے اشخاص تھے جو کہ ہر جگہ فساد مچاتے تھے۔ اور خیر ان کے قریب بھی نہ بھٹکتی تھی جب صالح علیہ السلام نے قوم کو بچے کی علامتیں بتائیں تو انہوں نے شہر کی آٹھ انتہائی قابل عورتیں چن کر انکے ساتھ چند ہی سپاہی کر دیے اب وہ ہر جگہ جاتیں اور جس عورت کی گود میں بچہ دیکھتیں لڑکا ہوتا تو بتائی ہوئی علامتیں اچھی طرح جانچتیں اور اگر لڑکی ہوتی تو آگے دوسرے گھر میں چلی جاتیں بالآخر انہوں نے اس بچے کو پا لیا اور شور مچانے لگیں کہ یہ ہی وہ بچہ ہے جس کے بارے میں

صالح علیہ السلام نے خبر دی تھی جب سپاہیوں نے چاہا کہ اس بچے کو اپنے ساتھ لے چلیں تو اس کے عزیز واقارب درمیان میں حائل ہو گئے اور بچے کو نہ جانے دیا یہ لڑکا تمام بچوں سے زیادہ شریر تھا جوانی کی منزلیں اتنی جلدی طے کر رہا تھا کہ ایک دن میں اتنا بڑا ہوتا جتنا کہ عام بچے ایک ہفتہ میں ہوتے ہیں اور وہ ایک ہفتہ میں اتنا بڑا ہوتا کہ جتنا دوسرے بچے ایک ماہ میں بڑے ہوتے تھے اور ایک ماہ میں اتنا بڑا ہوتا کہ جتنا کہ دوسرے بچے ایک سال میں بڑے ہوتے تھے۔

شر پسندوں کی منصوبہ سازی

جب یہ بچہ نوجوان ہو گیا تو زمین پر شر و فساد مچانے والے آٹھ اشخاص نے فیصلہ کیا کہ ہم اس بچے کو بھی اپنے ساتھ ملا کر کام کریں گے کیونکہ اس بچہ کا ایک مرتبہ اور ایک منزلت ہے جو اسکو اسکے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملا ہے اب یہ کل نو تھے صالح علیہ السلام اس بستی میں نہ سوتے تھے بلکہ وہ رات کے وقت بستی سے باہر مسجد صالح میں آرام فرماتے تھے صبح کے وقت بستی میں آتے تھے اور اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور رات کو دوبارہ اسی مسجد میں جا کر آرام فرماتے

بچوں کا قتل

ابن جریج سے مروی ہے کہ جب صالح علیہ السلام نے قوم کو کہا کہ تم میں سے ایک بچہ پیدا ہوگا جو اس اونٹنی کو ذبح کرے گا تو پوری قوم نے آپ سے پوچھا کہ آپ ہمیں اس لڑکے کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں قتل کا حکم دیتا ہوں اب ثمود نے تمام بچے قتل کرنا شروع کر دیے صرف ایک بچہ چھوڑ دیا اور یہی وہ بچہ تھا جس کا آپ نے حکم دیا تھا سابق میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یہ بچہ بہت جلد جوان ہوا تھا جب قوم نے اس بچے کی جوانی دیکھی تو آپس میں ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ اگر صالح تمہیں بچوں کے قتل کا حکم نہ دیتے تو تمام بچے اس طرح جوان ہو جاتے اسی نے تمہیں بچوں کے قتل پر ابھارا ہے۔ [1]

---

[1] تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۸۴، ۱۸۵۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔ مستدرک حاکم (۲/

۵٦٧) حدیث رقم (۴۰٦۹) کتاب تواریخ المتقد مین۔ الدر المنثور (۳/ ۹۷)۔اس میں ابی بکر بن عبداللہ راوی ضعیف، منکر الحدیث، اور متروک ہے۔ابن کثیر نے اسے بے سند روایت کیا ہے اور وہ کہتے ہیں اس مضمون میں نظر ہے۔البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۶۹۔ مترجم طبع دارالاشاعت کراچی۔

اونٹنی کے پتھر سے نکلنے کا قصہ

حافظ ابن کثیر اپنی تاریخ ابن کثیر میں اور طبری اپنی تاریخ طبری میں کہتے ہیں: ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا: اگر آپ سچے ہیں تو کوئی نشانی لائیے انہوں نے کہا اس پہاڑی کی طرف چلو پہاڑی اس طرح ہلی جس طرح حاملہ عورت ہلتی ہے یا اسے دردزہ ہوا جس طرح حاملہ کو ہوتا ہے پھر وہ پھٹ گئی اور اس میں سے ایک اونٹنی نکلی۔ [1]

---

[1] تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۸۳ طبری کی یہ روایت موقوف ہے حسن بن یحی متکلم فیہ ہے۔ابن کثیر نے بھی پتھر سے اونٹنی کی پیدائش کا ذکر کیا ہے لیکن سند بیان نہیں۔ تاریخ ابن کثیر حصہ اول صفحہ ۱۶۹۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔اسی طرح طبری کی روایت میں ہے کہ ایک دن قوم نے صالح علیہ السلام سے کہا کوئی نشانی دکھایئے اللہ تعالی نے ایک اونٹنی نکالی۔طبری کی اس روایت میں دو راوی قاسم اور حسین مجہول ہیں۔ایک روایت میں ہے قوم نے معجزے کا مطالبہ کیا۔ پس اللہ تعالی نے ان کے لئے زمین سے ایک اونٹنی نکالی جس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا۔ یہ روایت تاریخ یعقوبی جلد اول صفحہ ۳۸ پر ہے لیکن یہ کس کا قول ہے کوئی معلوم نہیں روایت بے سند ہے۔

قوم نے ایک پتھر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ اس پتھر سے اونٹنی نکالیں

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ ایک دن قوم ثمود اپنی کسی محفل میں اکٹھی ہوئی۔ تو ان کے پاس اللہ کے رسول حضرت صالح علیہ السلام آ گئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا اور نصیحت کی اور ڈرایا اور صحیح بات کا حکم فرمایا تو قوم ثمود کہنے لگی

اگر تو ہمارے لئے اس چٹان سے ایک اونٹنی نکال دے (اور ساتھ میں ایک قریب چٹان کی طرف اشارہ کیا) اور اس کی صفات ایسی ایسی ہوں پھر اس کے عجیب عجیب اوصاف ذکر کئے اور حد درجہ مبالغہ اور غلو کیا اور یہ بھی کہا کہ وہ نکلتے ہی دس ماہ کی گابھن ہو اور اتنی لمبی ہو اور اس کی صفت وکیفیت ایسی ایسی ہو (الغرض بڑی شرطیں لگائیں) تو پھر حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا اگر میں تمہارے سوال کو پورا کر دوں انہیں صفات کے ساتھ جو تم نے کہیں تو کیا پھر تم اس پر ایمان لے آؤ گے جو میں لیکر آیا ہوں اور جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے اس کی تصدیق کر لو گے تو قوم ثمود نے کہا ہاں پھر حضرت صالح علیہ السلام نے اس بات پر ان سے عہد و پیمان لے لئے۔

پھر جائے نماز پر کھڑے ہوئے اور جتنی مقدر میں تھی اتنی نماز پڑھی پھر اپنے پروردگار سے دعا کی کہ ان کا مطلوبہ سوال پورا ہو۔ تو اللہ مجیب الدعوات نے چٹان کو فرمایا کہ وہ پھٹ جائے اور اس سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی طویل القامت انہی صفات کے ساتھ نکلی جو انہوں نے مانگی تھیں یا اسی صفت پر نکلی جو انہوں نے بیان کیں۔

(اور اللہ کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو کن (ہو جا) کہہ دے تو فرمانے سے پہلے وہ وجود میں آ جاتی ہے تو اسی طرح اونٹنی فوراً نکل آئی) پھر جب انہوں نے اس کو اسی طرح انہیں صفات کے ساتھ موجود دیکھا تو ایک عظیم الشان معاملہ پایا ہیبت ناک منظر پایا قدرت غالبہ کا نمونہ پایا، دلیل قاطعہ، اور برہان معجزہ کو پایا۔ (تو الحمد للہ یہ نظارہ قدرت دیکھ کر) اکثر لوگ ایمان

سے مشرف ہو گئے اور لیکن افسوس اکثر لوگ اپنے کفر وضلالت پر بھی ہٹ دھرم رہے۔ ①

---

① الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد اول صفحہ (۲۸) من مکتبہ شاملہ۔کوئی سند نہیں ہے اور معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کس کا قول ہے۔اسی طرح ابن کثیر نے جو واقعہ نقل کیا ہے بے سند ہے۔تاریخ ابن کثیر حصہ اول صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰ طبع دارالاشاعت کراچی۔

نوٹ: یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے لئے بطور نشانی ایک اونٹنی معجزانہ طریقے سے نمودار فرمائی اور یہ اونٹنی قوم کے لئے آزمائش بن گئی اونٹنی کا ظہور ایک معجزہ تھا۔اس کے علاوہ قرآن نے اونٹنی کے متعلق جو واقعات بیان کیے ہیں وہ بلا شک صحیح ہیں صرف اونٹنی کا پتھر سے نکلنا اور اس کے بچے کا ساتھ ہونا نیز صالح علیہ السلام کا اپنی قوم سے کہنا کہ تمہارے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا وہ اس کی ٹانگیں کاٹے گا وغیرہ وغیرہ۔واقعات کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں۔

صالح علیہ السلام کے ایک قاصد ابو رغال کا قصہ

مستدرک حاکم کی روایت ہے: صالح علیہ السلام نے ایک شخص ابو رغال کو صدقہ لانے کے لئے بھیجا۔وہ طائف میں ایک شخص کے پاس پہنچا جس کی تقریبا ۱۰۰ بکریاں تھیں ایک کے علاوہ تمام بکریاں بہت کم دودھ دیتی تھیں۔بکریوں والے نے پوچھا تم کون ہو۔ابو رغال نے کہا میں اللہ کے رسول (صالح) علیہ السلام کا فرستادہ ہوں۔اس نے کہا خوش آمدید یہ میری بکریاں ہیں ان میں سے جو آپ پسند کر لیجئے ابو رغال نے ... دودھ والی بکری کی طرف اشارہ کیا اس نے کہا یہ میرا بچہ ہے۔اس کا گذر اسی بکری کے دودھ پر ہے ابو رغال نے کہا: اگر تمہیں دودھ پسند ہے تو مجھے بھی پسند ہے بکریوں والے نے اس کے بدلے تین بکریاں پیش کیں ابو رغال نے قبول نہیں کیں اور بچہ

قتل کر دیا بکریوں والا صالح علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں خبر دی صالح علیہ السلام نے تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ ابو رغال پر لعنت کر۔ (1)

(1) اسنادہ ضعیف۔ مستدرک حاکم (۳۹۹/۱) کتاب الزکاۃ حدیث رقم (۱۴۵۰)۔ کنز العمال (۳۳۶/۶) ذہبی کہتے ہیں کہ روایت منقطع ہے کیونکہ عاصم بن عمر بن قتادہ الانصاری نے قیس بن سعد بن عبادہ کو نہیں دیکھا۔ لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

دو بد بخت ترین انسان اونٹنی کا قاتل اور سیدنا علی کا قاتل

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ نے فرمایا حضرت علی سے پوچھتے ہوئے کیا میں تجھے لوگوں میں سب سے زیادہ بد بخت نہ بتلاؤں عرض کیا کیوں نہیں؟ فرمایا وہ شخص ہیں ایک تو ثمود کا سرخ رنگت والا جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔ اور دوسرا وہ شخص اے علی: جو تجھے یہاں (تلوار) مارے گا (یعنی سر پر) حتی کہ یہ جدا ہو جائے گا۔ (1)

(1) اسنادہ ضعیف۔ دلائل النبوۃ للبیہقی (۱۱/۳) طبع دار الحدیث القاہرہ۔ سید ابراہیم کہتے اس روایت کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اخرجه احمد في ((مسنده))(٣٦٥/٤) من طريق عيسى بن يونس قال: حدثنا محمد بن اسحق ......به، وفي(٢٦٤/٤) من طريق محمد بن سلمة عن محمد بن اسحاق ......به، والحاكم في ((المستدرك))(١٥١/٣)حديث رقم/٤٦٧٩، من طريق عيسى ابن يونس قال: حدثنا محمد بن اسحق ......به، وقال هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه بهذه الزيادة على حديث ابي حازم عن سهل بن سعد قم ابا
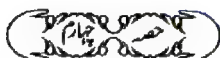
تراب ،والشیبانی فی((الاحاد والمثانی)) (۱/ ۱٤٧)حدیث رقم /١٧٥من طریق محمد بن سلمة عن محمد بن اسحق ......به ،والبخاری فی((التاریخ الکبیر))(۱/ ۷۱)حدیث رقم/١٧٥ ،من طریق عیسی بن یونس ......به، وقال : ھذا اسناد لا یعرف بسماع یزید بن محمد وبا محمد بن کعب من ابن ابی خیثم ولاابن خیثم من عمار ......وابو نعیم فی((حلیة الاولیاء))(۱/ ۱۳۱) من طریق محمد بن سلمة عن محمد بن اسحاق ......به، کلاھما (محمد بن سلمة ،عیسی ابن یونس)عن محمد بن اسحاق......به،واورده الھیثمی فی((المجمع))(۹/ ۱۳٦)وقال: رواه احمد والطبرانی والبزار باختصار ورجال الجمیع موثوقون الا ان التابعی لم یسمع من عمار.اه.ای ان الحدیث فیه انقطاع. اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ: اس کی سند تین جگہ سے منقطع ہے۔یزید نے محمد بن کعب سے نہیں سنا محمد بن کعب نے محمد بن خیثم سے نہیں سنا اور محمد بن خیثم نے حضرت عمار سے نہیں سنا۔ابن ابی حاتم میں بھی یہ روایت ہے اس میں محمد بن خیثم اور حضرت عمار کے درمیان یزید ہے ، دو جگہ سے یہ روایت بھی منقطع ہے ۔البدایہ والنہایہ حصہ اول صفحہ ۱۷۲۔حافظ ابن کثیر نے بھی اس کو ابن ابی حاتم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

قوم کے دو شخصوں نے خوبصورت عورتوں سے شادی کرنا چاہی عورتوں نے اونٹنی کے قتل کی شرط رکھی

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: اور علماء مفسرین میں سے ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ قوم ثمود کی دو عورتیں تھیں ایک کا نام صدوق بنت المحیا بن زھیر المختار تھا۔اور یہ اونچے خاندان کی مالدار عورت

تھی لیکن اس کا شوہر اسلام لا چکا تھا جس کی وجہ سے یہ اس سے جدا ہو گئی۔

تو اس نے اپنے چچا زاد بھائی مصرع بن مہرج بن المحیا سے کہا اگر تو اس اونٹنی کو ختم کر ڈالے تو میں تیرے لئے ہوں (اور یہ حسین خوبصورت تھی)۔

اور دوسری عورت کا نام عنیزہ بنت غنیم بن مجلز تھا اور کنیت ام غنمۃ تھی۔ اور یہ بھی کافرہ بڑھیا تھی اس کے شوہر ذواب عمرو سردار تھے اس کے ہاں خوبصورت لڑکیاں تھی تو اس نے بھی ایک دوسرے شخص قدار بن سالف پر اپنی لڑکیاں پیش کی کہ اگر وہ اونٹنی کو قتل کر دے تو ان لڑکیوں میں سے جس کو چاہے اپنے لئے پسند کرے۔

تو یہ دونوں جوان اس کو قتل کرنے پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی قوم میں حمایت و تائید کے لئے کوشش کرنے لگے۔ تو قوم ثمود میں سے دوسرے سات آدمیوں نے بھی انکا ساتھ دینے کی ٹھان لی۔ ①

① تاریخ ابن کثیر جلد اول صفحہ نمبر ۱۷۱ طبع دارالاشاعت کراچی۔ نہ اس کی سند ہے نہ ہی اس کے قائل کا پتہ ہے۔

ابو رغال کے ساتھ سونے کی چھڑی دفن ہو گئی تھی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب ہم طائف کی طرف روانہ ہوئے اور ایک قبر کے پاس سے گزرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ ابو رغال کی قبر ہے۔ (یہ ثقیف کا جد اعلی اور قوم ثمود میں سے تھا) اس حرم میں پناہ گزیں تھا کہ اللہ کے عذاب سے بچا رہے۔ جب وہ اس سے باہر نکلا تو اسے اسی مقام پر وہی سزا آ پہنچی جو اس کی قوم کو آئی تھی چنانچہ اسی جگہ دفن کر دیا گیا اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے

کی ایک سلاخ دفن کی گئی تھی اگر تم اسے اکھیڑ و تو اسے اس کے ساتھ پالو گے" تو لوگوں نے جلدی کی اور وہ سلاخ نکال لائے۔دیکھیں تقریب (۲۳۶) ①

① اسنادہ ضعیف ۔ابوداؤد کتاب الخراج والفیء والامارۃ حدیث رقم (۳۰۸۸)۔صحیح ابن حبان کتاب التاریخ باب ۵۸ حدیث رقم (۶۱۹۸) اس کی سند میں بجیر بن ابی بجیر راوی مجہول ہے۔

صالح علیہ السلام پہلے فلسطین پھر مکہ مکرمہ چلے آئے وہیں ان کی وفات ہوئی

روایت ہے: کہ صالح علیہ الصلوۃ والسلام فلسطین چلے گئے فلسطین سے پھر مکہ مکرمہ چلے آئے اور وہیں انہوں نے انتقال فرمایا۔ ①

① الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد اول صفحہ ۳۰ من مکتبہ شاملہ۔معلوم نہیں یہ کس کا قول ہے نہ ہی کوئی سند ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام کا پیشہ تجارت تھا

مستدرک حاکم کی روایت ہے: کہ حضرت صالح علیہ الصلوۃ والسلام تجارت کیا کرتے تھے۔ ①

① مستدرک حاکم (۲/۵۹۶) حدیث رقم (۴۱۶۵) کتاب تواریخ المتقد مین۔طبع ریاض سعودی عرب۔یہ روایت ابن عباس پر موقوف ہے۔نیز سند کا ایک راوی عبدالمنعم بن ادریس وضاع ہے۔المعارف لابن قتیبہ میں بھی یہ روایت ہے۔لیکن سند کوئی نہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام کا حلیہ

مستدرک حاکم میں روایت ہے: کہ حضرت صالح علیہ السلام حضرت عیسی علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ ①

① مستدرک حاکم (۲/۵۶۵) کتاب تواریخ المتقد مین۔ذکر صالح عن نبی علیہ السلام حدیث رقم (۴۰۶۶) طبع ریاض سعودی عرب۔یہ کعب کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں۔

صالح علیہ السلام کی درویشانہ زندگی

مستدرک حاکم کی روایت ہے: صالح علیہ السلام عیسی علیہ السلام کی طرح ننگے پاؤں چلتے پھرتے تھے۔نہ جوتیاں پہنتے نہ (سر میں) تیل ڈالتے نہ گھر بنایا اور نہ کوئی ٹھکانا۔وہ اپنے رب کی اونٹنی کے ساتھ رہا کرتے تھے جدھر وہ جاتی یہ بھی ادھر ہی اس کے ساتھ چلے جاتے۔ ①

① مستدرک حاکم (۲/۵۶۵) کتاب تواریخ المتقد مین۔ذکر صالح عن نبی علیہ السلام حدیث رقم (۴۰۶۷) طبع ریاض سعودی عرب۔یہ قول وہب بن منبہ کی طرف منسوب ہے اور جھوٹ ہے اس کا بنانے والے عبدالمنعم بن ادریس کذاب ہے۔

واقعات حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کی پیدائش

طبری کہتے ہیں: محمد بن اسحٰق کی روایت ہے آزر کوفے کی بستی کوثی میں پیدا ہوا اس زمانے میں نمرود بادشاہ تھا۔ نمرود کی حکومت مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی تھی۔ ①

① تاریخ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۸۹۔ یہ روایت ابن اسحٰق سے آگے بے سند ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نمرود کے زمانے میں پیدا ہوئے

ابن جریر طبری لکھتے ہیں: نمرود کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہی ضحاک تھا یعنی ضحاک کے نام سے جو شخص مشہور ہیں وہ ہی نمرود ہے اور ابراہیم علیہ السلام اس کے دور میں پیدا ہوئے۔ ①

① تاریخ طبری حصہ اول صفحہ ۱۹۰۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔ اس کی سند میں ہشام بن محمد جھوٹا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام دس محرم کو پیدا ہوئے

طبرانی کی روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام عاشورہ کے روز پیدا ہوئے۔ ①

① اسنادہ موضوع: المعجم الکبیر للطبرانی (٦/٦٩) حدیث رقم (٥٥٣٨) مجمع الزوائد (٣/١٨٩) حدیث رقم (٥١٣٢) یہ حدیث موضوع ہے اس کو گھڑنے والا عثمان بن مطر راوی ہے۔ابو داؤد کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔یحی کہتے ہیں اس کی روایت نہ لکھی جائے۔بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہے نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے۔میزان الاعتدال (٥/٦٨،٦٩) عثمان بن مطر کے ضعف پر ائمہ کا اتفاق ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کا نمرود پوری دنیا کا بادشاہ تھا

طبری کی روایت ہے: طبری کہتے ہیں بعض صحابہ سے مروی ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے پوری دنیا پر حکومت کی وہ نمرود بن کنعان بن کوش بن سام بن نوح ہے۔ ①

① تاریخ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ١٩٠ طبع دارالاشاعت کراچی۔یہ روایت جھوٹی ہے اس کی سند میں السدی راوی کذاب ہے۔

نمرود کا خواب، نجومیوں کی اطلاع، بچوں کا قتل اور نمرود کی منصوبہ بندی اور ولادت حضرت ابراہیم علیہ السلام

مندرجہ ذیل واقعہ کو بہت سے مولفین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔بہت سے خطباء حضرات اس کو سیرت ابراہیم بیان کرتے ہوئے اپنے اپنے خطاب میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں
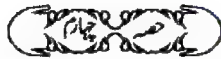
ایک مصنف نے اس کو بڑے عمدہ انداز کے ساتھ لکھا ہے ہم ان کے الفاظ سے واقعہ کو نقل کرتے ہیں کہتے ہیں:

ہوا یہ کہ ایک نئے طلوع ہونے والے سیارے نے پہلے سارا دن سورج کو ڈھانپے رکھا اور پھر ساری رات چاند کو۔ اگلے دن پھر ایسے ہی رہا۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ کچھ بجھائی نہ دیتا تھا دنیا میں شور مچ گیا۔ ہر شخص پریشان ہوگیا نمرود بہت زیادہ گھبرا گیا اس نے پورے ملک کے جادوگر کاہن اور نجومی بلوا لئے اور ان سے اس گرہن کا سبب پوچھا سب نے بالاتفاق یہ بات کہی کہ اس سال فلاں مہینہ میں ایک بچہ پیدا ہونیوالا ہے جو بڑا ہو کر تیرے ملک کو تباہ کر دے گا اور تیرے دین کو بدل کر رکھ دے گا۔

اس بدبخت نے حکم جاری کر دیا کہ تمام حمل ضائع کر دیے جائیں اور جو بچہ بھی صحیح سلامت پیدا ہوا سے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ ہر طرف پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع ہوگیا تمام حاملہ عورتوں کو بابل شہر میں جمع کیا جانے لگا۔ اور سب مردوں کو وہاں سے نکال لیا گیا۔ بادشاہ نے اپنا دارالحکومت کسی دوسری جگہ منتقل کر کے اپنی تمام کابینہ اور کارندوں کو وہاں جمع کر لیا اور پابندی لگا دی کہ کوئی شخص بابل شہر میں داخل نہ ہو۔

نمرود نے وہاں ایک لمبا عرصہ قیام کیا کچھ دنوں بعد اسے بابل میں کسی اہم چیز کی ضرورت پڑ گئی۔ اس کام کے لئے اس نے اپنے معتمد ساتھی تارخ کا انتخاب کیا مگر اسے تاکید کر دی۔ کہ وہ اپنی بیوی کے پاس ہرگز نہ جائے۔

مشیت ایزدی کے سامنے کسی کا بس نہیں چلتا۔ تارخ اپنے بتوں کے نام کی نذریں نیازیں دیتے دلاتے شہر میں داخل ہوا۔ امیلہ کو اس کے آنے کی اطلاع ملی تو ملنے کے لئے بلوا بھیجا۔ کہا جاتا ہے کہ عورت کے سامنے بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے یہی کچھ تارخ کے ساتھ بھی ہوا۔ بیوی سے آنکھیں چار ہوئیں۔ تو بادشاہ کی ساری نصیحتیں بھول گیا دن کا پچھلا پہر اس کے ساتھ گزرا اور پھر شام پڑتے ہی امیلہ کو وہاں سے نکالا۔ کوفہ اور بصرہ کے درمیان واقع اپنی جاگیر

''ار'' میں اسے ایک غار کے اندر چھوڑ آیا ساتھ میں ایک لونڈی بھی لیتا گیا اور کھانے پینے کا کچھ سامان بھی، تا کہ بیوی کو سہولت رہے پھر تیزی سے واپس نمرود کے پاس پہنچ گیا۔

لونڈی نے غار کو اچھی طرح سے صاف کیا، آرام کرنے کے لئے جگہ درست کی مالکن کو استراحت کے لئے کہا اور کھانے پینے کی چیزیں ایک طرف رکھنے لگی۔

''عبدہ! جاؤ پانی لے کر آؤ، کچھ کھا، پی لیں، بھوک بہت چمک رہی ہے''

امیلہ نے لونڈی کو حکم دیا۔

لونڈی نزدیکی چشمے سے پانی کا مشکیزہ بھر لائی۔ دونوں نے کھانا کھایا اور سو رہیں۔ امیلہ اور عبدہ نے نو ماہ کا عرصہ وہیں گزارا حتی کے ولادت کے دن قریب آ گئے۔ اسی دوران انہیں کھانے پینے کا سامان مسلسل پہنچتا رہا۔

دو تہائی رات گزر چکی تھی کہ امیلہ کو درد ہونے لگا۔ لونڈی کو جگایا اور ایک محلول تیار کرنے کے لئے کہا۔ گرم گرم مشروب پئے ابھی کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ ادھر سے صبح کا ستارہ طلوع ہوا اور ادھر سے ایک عظیم انسان نے دنیا میں پہلا قدم رکھا۔

یہ واقعہ ۲۱۰۰ سال قبل مسیح کا ہے۔ سر لیونارڈ وولی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اس عہد کی جو تحریریں آثار قدیمہ کے کھنڈرات سے دستیاب ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کے لوگوں کا نقطہ نظر خالص مادہ پرستانہ تھا۔ دولت کمانا اور زیادہ سے زیادہ آسائش فراہم کرنا ان کا سب سے بڑا مقصد حیات تھا۔ سود خوری کثرت سے پھیلی ہوئی تھی سخت کاروباری قسم کے لوگ تھے۔ ہر ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور آپس میں بہت مقدمہ بازیاں ہوتی تھیں ''ار'' کے کتبات میں تقریباً پانچ ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں۔ ملک کے مختلف شہروں کے الگ الگ خدا تھے۔ ہر شہر کا ایک خاص محافظ ہوتا تھا جو ''مہادیو'' سمجھا جاتا تھا اور اس کا احترام دوسرے معبودوں سے زیادہ ہوتا تھا جو کہ سب سے اونچی پہاڑی پر ایک عالی شان عمارت میں نصب تھا۔

طلوع آفتاب کے بعد لونڈی نے ننھے مالک کو دیکھا تو ششدہ رہ گئی اتنا خوبصورت اور

صحت مند بچہ اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا مالکن سے کہنے لگی:

املیہ رانی! مبارک ہو! تمہارے ہاں تو ننار دیوتا نے جنم لیا ہے مگر املیہ کو یہ بات انتہائی ناگوار گزری اسے تو ان منصوعی خداؤں اور ان کے پجاریوں سے سخت نفرت تھی۔

دیکھو عبدہ! یہ بناوٹی خدا ہمیں کچھ نہیں دے سکتے کیونکہ یہ اپنے آپ کو نہ ہی تو پیدا کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی کو نفع یا نقصان دے سکتے ہیں املیہ نے لونڈی کو پیار سے سمجھایا تو یہ سیدھی سی بات اس کے دل میں اترتی چلی گئی۔ خادمہ آنکھوں میں آنسو لا کر کہنے لگی رانی جی ان بڑے بڑے پروہتوں اور پجاریوں نے ہمیں اپنے رب سے دور کیوں رکھا ہے اس سے ہمیں ملنے کیوں نہیں دیتے ہم اس کی پوجا کر کے اس سے مانگ کیوں نہیں سکتے؟ لونڈی تو گویا ایسے جذبات سے بھری بیٹھی تھی اور اپنے دل کا غبار جیسے آج ہی نکالنا چاہتی تھی۔

عبدہ بات یہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا کو ایسے محسن کی ضرورت ہے جو اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کرے اور ہمیں ان ظالم پروہتوں اور حاکموں سے نجات دلا سکے اور نہ جانے وہ وقت کب آئے گا جب ہم ظلم واستبداد کی یہ رات ختم ہوتے دیکھ سکیں گے؟ املیہ نے عبدہ کو دلاسہ دینے کے انداز میں ٹھنڈی آہ بھر کر دل کی بھڑاس نکال لی۔

رانی جی منے کا منہ چوم لوں مجھے اس پر بہت پیار آ رہا ہے عبدہ نے حسرت سے التجاء کی املیہ نے بچہ عبدہ کی گود میں دے دیا اور خود غار سے باہر نکل آئی لونڈی منے کو پیار بھی کیے جا رہی تھی اور اس سے باتیں بھی۔ جیسے وہ اس کی ساری گفتگو سمجھ رہا ہو۔ ”ہمارے پیارے سے ننھے منے مالک! کیا تم بڑے ہو کر ہمارے نجات دہندہ بن سکو گے؟“

بچے کے کانوں میں آواز پڑی تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔

اچھا جی! تو پھر جلدی سے بڑے ہو جاؤ نا! ہمیں انسانوں کی غلامی قطعاً پسند نہیں ہے ہمارا رب نہ جانے کہاں ہے اس کا پتہ ہمیں کون بتائے؟ لیکن تم تو ابھی چنے منے سے ہو باتیں بھی نہیں کر سکتے لو! تم سو جاؤ، ہم تمہاری ماما کو دیکھ کر آئیں کہ کہاں گئی ہیں؟“

عبدہ کافی دیر سر کھپانے کے بعد بچے کو نرم نرم جگہ پر لٹا کر باہر نکل آئی اور امیلہ کو تلاش کرنے لگی کافی دور کھلی جگہ پر اسے کھڑا پایا تو دوڑ کر قریب چلی گئی۔ سرگوشی کے انداز میں کہنے لگی:

امیلہ رانی جھاڑیوں میں چھپ جائیں کسی نے دیکھ لیا ناں تو شامت آجائے گی لوگ تو لالچ میں اندھے ہو گئے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری مخبری ہو جائے اور بادشاہ کے ہرکارے منے کو پکڑ کر لے جائیں

امیلہ کو لونڈی کی رائے پسند آئی اور وہ اسے ساتھ لئے ہوئے غار میں واپس آگئی چند ہفتے مزید گزارنے کے بعد ایک دن امیلہ نے عبدہ سے کہا کہ آج غروب آفتاب سے پہلے ہم واپس بابل چلی جائیں گی۔

مگر رانی جی ہم منے کو وہاں کیسے چھپائیں گے؟ نمرود تو ایک ظالم بادشاہ ہے اسے جیسے ہی معلوم ہوگا وہ اسے ختم کرا دے گا۔

لونڈی نے امیلہ سے التجاء کی کہ اسے منے سمیت یہیں چھوڑ جائے اور وہ خود بے شک واپس چلی جائے چنانچہ اس کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے امیلہ نے ایسا ہی کیا اور خود بابل کو روانہ ہو گئی

تب تک نمرود اس کی کابینہ اور باقی کارندے واپس بابل پہنچ چکے تھے۔

امیلہ گھر میں داخل ہوئی تو آزر کو بے چین پایا اس نے علیحدگی میں پوچھا "ہاں کیا ہوا کہنے لگی میں نے ایک بچے کو جنم دیا تھا مگر وہ......!"

کیا ہوا اسے؟ تارخ نے بے چینی سے پوچھا۔

وہ مر گیا ہے۔

امیلہ نے روہانسہ منہ بنا کر جواب دیا اور تصدیق کے لئے چار آنسو بھی بہا دیے تارخ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور امیلہ کو تسلی دیتے ہوئے کہنے لگا اچھا ہوا جو مر گیا مجھے تو ہر وقت خدشہ ہی لاحق رہتا تھا کہیں راز فاش نہ ہو جائے تب ہم سب کی شامت آجاتی

اس کے بعد اس کا چہرہ ایسا ہشاش بشاش ہو گیا گویا اس کے سارے غم دور ہو گئے ہوں دوڑتا ہوا اپنے بت خانے میں گیا اور وہاں اپنے ہی ہاتھوں سے بنائے ہوئے اصنام کے سامنے ذلیل ہونے لگا کبھی گھٹنوں کے بل جھک جاتا اور کبھی سجدہ کرنے لگتا۔ (شیطان مشرکوں کی عقل اسی طرح سلب کر لیتا ہے) وقت گزرتا رہا اور امیلہ چوری چھپے ''ار'' جا کر بچے کی نگہبانی کرتی رہی ایک سال اسی طرح بیت گیا اس عرصہ میں امیلہ اور عبدہ نے بچے میں بعض خرق عادات باتوں کا مشاہدہ کیا تو ان کی محبت بچے کے ساتھ اور بھی بڑھ گئی امیلہ کے بار بار غائب رہنے سے آزر کو شک ہوا کہ دال میں کالا ضرور ہے۔ ایک دن اس نے علیحدگی میں پوچھا: ''شانی! بات کیا ہے تم کبھی کبھی اچانک کہاں چلی جاتی ہو؟'' وہ امیلہ کو پیار سے شانی بھی کہا کرتا تھا۔

امیلہ نے بات کو ٹالنے کی کوشش تو بہت کی مگر جب اس نے دیکھا کہ آزر کمینگی پر اتر آیا ہے اور یہ کہ آخر اس بات کو کب تک چھپائے گی تو اس نے سارا واقعہ صاف صاف بیان کر دیا اور التجا کرنے لگی کہ اس راز کو ابھی فاش نہ کیا جائے۔

تارخ سوچ میں پڑ گیا اور کافی دن اسی پریشانی میں گزار دیے کہ انجام کیا ہوگا؟ بالآخر ایک دن دل تگڑا کر کے اپنے خالص مصاحبین پر یہ راز فاش کر ہی دیا اور ان سے مشاورت کی کیا اسے شہر میں لے آؤں بادشاہ سلامت سے کچھ خطرہ تو نہ ہوگا؟ سب نے بالاتفاق کہا خطرہ ٹل چکا ہے اور بادشاہ سلامت اس بات کو بھول چکے ہیں بلکہ بابل واپسی پر نجومیوں کو بہت برا بھلا بھی کہا تھا

اسی کشمکش میں تین ماہ گزر گئے بالآخر تارخ نے بچے کو شہر لانے کا فیصلہ کر ہی لیا ایک دن امیلہ سے کہنے لگا چلو بچے کو لے کر آئیں اور دونوں میاں بیوی عصر کے قریب وہاں پہنچ گئے۔

تارخ نے بچے کو دیکھا تو منہ کھلے کا کھلا رہ گیا پندرہ ماہ کا بچہ پورے پندرہ سال کا لگ رہا تھا ۔اسے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اس بچے کو امیلہ نے پندرہ ماہ قبل جنم دیا ہوگا۔ جب شانی نے اسے بچے کے متعلق بعض خرق عادات باتیں بتائیں تو وہ مزید حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

ماں کے ساتھ ایک مرد کو دیکھا تو بچے نے پوچھا۔ ''ماما یہ کون ہے؟''

یہ تمہارے پاپا ہیں بیٹے !! امیلہ نے پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے اسے پیار سے بتایا تو وہ بھاگ کر باپ کے پاس چلا گیا۔ تارخ نے اس کو خوب پیار کیا۔

عبدہ سامان اٹھاؤ، واپس چلیں، اب کوئی خطرہ نہیں رہا۔

تارخ نے لونڈی کو تسلی دی تو وہ واپس جانے کے لئے تیار ہو گئی غروب ہونے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا کہ وہ لوگ بابل کی طرف روانہ ہو گئے بچے نے کھلی فضا دیکھی تو اس کی باچھیں کھل گئیں ہر چیز کو پر تجسس نظر سے دیکھتا اور باپ سے پوچھتا بھی جاتا کہ یہ کیا ہے اسے کیا کہتے ہیں وہ کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ باپ اسے تمام چیزوں کے متعلق بتاتا جاتا کہ ان کے یہ یہ نام ہیں اور یہ یہ کام ہیں۔

چلتے چلتے یہ بچہ اچھی سمجھدار باتیں کرنے لگا کہ یہ سب حیران بھی ہوتے اور خوش بھی کہنے لگا یہ درخت یہ پہاڑ یہ ستارے اور پھر چاند ان کا کوئی نہ کوئی خدا تو ضرور ہوگا باپ نے بیٹے کے منہ سے یہ بڑی بڑی باتیں سنیں تو ششدہ رہ گیا کہنے لگا بیٹے لگتا ہے بڑے ہو کر ایک عظیم انسان بنو گے بتاؤ تمہارا نام کیا رکھیں؟

ہاں تارخ ہم نے اس کا نام تو ابھی تک رکھا ہی نہیں امیلہ فوراً بول پڑی تم ہی بتاؤ اس کا نام کیا رکھیں تارخ نے امیلہ سے پوچھا

مالک میں نے کچھ دنوں سے مناجی کے لئے ایک پیارا سا نام سوچ رکھا ہے اجازت ہو تو بتاؤں امیلہ کے جواب دینے سے پہلے عبدہ نے اجازت چاہی اس سے قبل کہ آزر لونڈی کو ڈانٹ پلاتا امیلہ نے اس کا دل رکھنے کی خاطر کہا: ٹھہر و عبدہ ذرا اپنے مالک کی رائے سن لو تک کچھ کہنا خیر کچھ حرج نہیں عبدہ کا انتخاب بھی سن لیتے ہیں تارخ نے اسے بات کرنے کی اجازت دے دی۔

پہلے امیلہ رانی سے پوچھیں انہوں نے بھی ایک نام سوچ رکھا ہے عبدہ نے امیلہ کے دل کی ترجمانی کر دی۔

ہاں تو بتایئے رانی جی ہمارے بیٹے کا کیا نام ہونا چاہیے تارخ نے امیلہ کو شرارت کے لہجے میں مخاطب کیا۔

جس طرح سے ہمارے بیٹے کی عادات ہیں اسے تو قوموں کا باپ ہونا چاہیے امیلہ نے اپنا بیان جاری کیا میری مراد یہ ہے کہ اس کا نام...... بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ آسمان پر سے ایک تیز دم روشنی پھیل گئی جس سے چاروں طرف اجالا ہو گیا روز روشن کی طرح سب کچھ نظر آنے لگا ڈر کے مارے سب نیچے بیٹھ گئے اور سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے سروں کے اوپر شاں شاں کی آوازیں بھی آ رہی تھی کہ جیسے بہت سارے پرندے تیزی سے گزر رہے ہوں کچھ دیر بعد سب غائب ہو گیا اور دنیا پر سکون سا طاری ہو گیا کچھ دیر تو سب لوگ یونہی ڈرے سہمے سے بیٹھے رہے پھر نارمل حالت میں آنے کے بعد چل پڑے سفر بالکل خاموشی سے ہو رہا تھا کہ تارخ نے سکوت توڑا اور امیلہ کو اپنی بات مکمل کرنے کے لئے کہا امیلہ گویا ہوئی ہمارے بیٹے کا نام ''ابرام'' ہونا چاہیے عبدہ سو یہ بات سن کر اچھل پڑی رانی جی آپ تو لگتا ہے دلوں کے بھید جانتی ہیں شماس کی قسم میں نے بھی یہی نام سوچ رکھا تھا آزر راجہ یہ نام بہت اچھا ہے بس یہی رہنے دیں جب بابل پہنچیں تو لوگوں کو یہی نام بتائیں اس نام پر لونڈی تو گویا بچھی جا رہی تھی اور التجائیں بھی کر رہی تھی چنانچہ تارخ نے دونوں کی تجویز پر اتفاق کیا اور لڑکے کا نام ابرام یعنی قوموں کا باپ رکھ دیا۔ ①

---

① اسنادہ موضوع: اس سارے مزکورہ بالا واقعہ کی سند من گھڑت ہے ۔تفسیر خازن (۱۲۴/۲) معالم التنزیل (۱۲۳/۲)۔تاریخ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۴۳ عربی من مکتبہ شاملہ ۔مفسر خازن نے اس کو بلا سند بیان کیا ہے اسی طرح بغوی نے بھی بلا سند نقل کیا ہے۔قرطبی نے اس کو قال ابن عباس کہہ کر اختصار سے واقعہ بیان کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے بغیر سند کے محمد بن اسحٰق سے واقعہ نقل کیا ہے صرف طبری نے اس واقعہ کو باسند بیان کیا ہے۔لیکن اس سند میں اسباط بن نصر ضعیف اور السدی راوی کذاب ہے۔ہم نے اس واقعہ کو بابل سے بطحا نامی کتاب سے نقل کیا ہے۔واقعہ میں جو امیلہ نام آیا ہے یہ حضرت ابراہیم

کی والدہ کا نام بتایا جاتا ہے۔ محمد بن اسحٰق کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم کی والدہ ولادت کے وقت ایک غار میں چلی گئیں وہاں ابراہیم کو جنم دیا اور غار کے منہ کو ایک پتھر سے بند کر دیا اور موقع پا کر بچے کے پاس آتی جاتی اور بچے کو دودھ پلاتیں اور دیکھتیں کے بچہ اپنی انگلیوں کو چوستا ہے ابراہیم کی والدہ کہتی ہیں کہ ایک دن میں نے انگلیوں کو دیکھا ایک انگلی سے پانی دوسری سے دودھ تیسری سے گھی چوتھی سے شہد پانچویں سے کھجور آتی ہے۔ یہ محمد بن اسحٰق کا قول ہے اس کے آگے سند نہیں ہے۔ یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم کی نشونما کی رفتار بہت تیز تھی ایک دن میں ایک مہینے کی طرح بڑھتے اور پھولتے اور مہینے میں سال کی طرح۔

قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بت فروخت کرنے کا

مولانا محمد اشرف سلیم مرحوم نے اپنی کتاب عرفان المقررین میں بڑے دلچسپ انداز میں اس واقعہ کو خطیبانہ انداز میں نقل کیا ہے۔ مولانا کا انداز بڑا دلکش ہے مگر افسوس کہ یہ واقعہ صحیح نہیں۔ مولانا لکھتے ہیں: حضرت ابراہیم کچھ عرصہ تک اپنے مواحدانہ خیالات کی خاموشی اور سنجیدگی سے لطیف انداز میں تبلیغ کرتے رہے آپ کا والد آزر جو بت تراش اور بت فروش تھا ساری قوم اور سارے شہر میں مشہور و معروف تھا اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو شروع ہی سے حق کی بصیرت اور رشد و ہدایت عطا فرمائی تھی اور یہ یقین رکھتے تھے کہ یہ بت نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ مصیبت زدہ کی پکار کا جواب دے سکتے ہیں اور نہ نفع ونقصان کے مالک ہیں وہ صبح و شام آنکھوں سے دیکھتے تھے کہ ان بے جان مورتیوں کو میرا باپ اپنے ہاتھوں سے بناتا اور گھڑتا رہتا ہے ناک کان ہاتھ آنکھیں اور باقی جسم کا حصہ تراش خراش کر کے پھر پوجاریوں کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے تو کیا یہ خدا ہو سکتے ہیں یا خدا کے مثیل وہمسر کہے جا سکتے ہیں گھر کا سربراہ آپ کا والد جو بت فروش تھا بت پرست تھا اپنے بیٹے ابراہیم کو بازار میں بت فروخت کرنے کے لئے بھیج دیتا تھا

آپ حضرت ابراہیم ان بتوں کو جو لکڑی اور پتھروں کے ہوتے تھے بازار میں ہر چوک پر ہر بازار اور ہر گلی میں آوازیں لگا لگا کر بیچا کرتے تھے کہ ہے کوئی ان بے جان بتوں کو خریدنے والا جو نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصانات پہنچا سکتے ہیں ایک دن بحکم والد چند بتوں کو لیکر ایک بازار کے کونے پر یہ آوازیں لگا رہے تھے۔ یا ایها الناس من یشتری ما لا یضر کم و لا ینفعکم

پنجابی زبان میں ایک شاعر نے اس کا بڑا پیارا ترجمہ کیا ہے وہ سنیئے اور ایمان کو تازہ کیجئے

گلیاں دے وچ ہو کے دیوے ابرہیم ربانا
لے لو ٹھاکر لے لو ٹھاکر جس نار جہنم جانا
اے لوگو معبود تساڈے وکدے کول اساڈے
خرید لوؤ متے خفگی پاروں کرن چلان تساڈے

اس انوکھی اور عجیب منادی پر سارا بازار اکٹھا ہو گیا کیونکہ جو دکاندار اپنی دکان کے سودے کو عیب دار کہے گا اس کا سودا کون خریدے گا لوگ حیران ہو جاتے کیونکہ اتنی بھاری گدی اور آستانہ عالیہ اور دربار عالیہ کا صاجزادہ خود ہی ان معبودوں اور بتوں کی توہین اور تذلیل کر رہا ہے شام تک ایک بھی آدمی ان سے کوئی بت نہ خریدنے آتا اور یہ شام تک منادی کر کے تھک کر واپس آجاتے اور کہتے ابا جی میں تو صبح سے شام تک آواز لگا لگا کر تھک جاتا ہوں مگر ان کا ایک بھی گاہک نہیں خریدتا۔ شام کے وقت ان بتوں کو کسی ندی میں پھینک دیتے اور کہتے کہ تم کو پیاس لگی ہو گی۔ لہذا اب ندی میں پیاس بجھا لو اب سیر ہو کر پانی پیو ایک دن ایک چوک میں آواز دی دوسرے دن دوسرے چوک میں آواز دی تیسرے دن بدل کر تیسرے چوک میں آواز لگاتے رہے آخر باپ نے کہا بیٹا ابراہیم میں حیران ہوں مجھ سے لوگ یہاں گھر آ کر دربار شریف سے لے جاتے ہیں اور تجھ سے وہاں بازار سے کوئی نہیں خریدتا آخر وجہ کیا ہے اصل راز کیا ہے میرے پاس گھر آ کر مجھ سے سینکڑوں کے حساب سے تھوک لے جاتے ہیں اور تجھ سے پرچون گلی گلی میں سے کوئی نہیں خریدتا ادھر ادھر سے لوگ اکٹھے ہو کر گھبرائے ہوئے آگئے اور کہنے لگے بابا آزر جی یہ کیا

مصیبت ہے تمہاری بڑی پرانی گدی ہے قدیمی آستانہ عالیہ ہے جہاں سے (شرک و بدعات) فیوض و برکات کے چشمے ابھرتے ہیں اور تیرا لڑکا تیری اور تیرے دربار کی بدنامی کا باعث ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہابی ہے بتوں بزرگوں ولیوں کا سخت منکر ہے اس کا ہوکا ہی دنیا سے نرالا ہے یہ تو آواز ہی بتوں کو کندھوں پر اٹھا کر لگاتا ہے۔

گلیاں دے وچ ہو کے دیوے ابرہیم ربانا
لے لو ٹھاکر لے لو ٹھاکر جس نار جہنم جانا

مشرکوں نے کافروں نے پجاریوں نے دربار کے مریدوں نے بہت زیادہ شور مچایا اور ہنگامہ کر دیا کہ بابا جی اس کا ضرور کوئی تدارک کرو۔ ورنہ سارا کام خراب ہو جائے گا سارا شہر اس لڑکے کے خلاف ہے آزر نے ابراہیم سے پوچھا کیوں بھئی اب بتلاؤ تین دن ہو گئے ہیں مال کی بکری کیا ہو سکتی ہے جب تو آواز ہی صحیح نہیں لگاتا بلکہ اپنے مال کو نقص دار عیب دار کہتا ہے پھر لوگ کس طرح تجھ سے بتوں کو خریدیں خلیل اللہ نے جواب دیا ابا جی اصل حقیقت یہ ہے کہ جیسا مال ویسی آواز اسکی لگاتا ہوں۔ منادی کرتا ہوں باقی ابا جی مارکیٹ بہت ڈاؤن (مدہم) ہے اس مال کا کوئی گاہک نہیں بنتا کچھ ڈیزائن تبدیل کرو۔ مارکہ بدل دو کچھ ڈیکوریشن تبدیل کرو کیونکہ یہ ماڈل بہت پرانا ہو چکا ہے لوگ اس سے اکتا چکے ہیں اب لوگ نئے نئے ڈیزائن تلاش کر رہے ہیں اب زمانہ ترقی پر جا رہا ہے آزر نے کہا ابراہیم مجھ سے لوگو یہاں ایجنسی سے سینکڑوں کی تعداد میں لے جاتے ہیں اور رش بہت زیادہ رہتا ہے سیدنا ابراہیم جوش و جذبہ میں آ کر فرمانے لگے ابا جی سن لو ابا جی اچھی طرح سن لو رب کائنات کی قسم آج سے پہلے یہ دنیا آزر کے بتوں کی پجاری تھی آئندہ جو سورج چڑھے گا دنیا ابراہیم کے رب عرش والے کی پجاری بن کر اٹھے گی آج کے بعد کفر و شرک کا اندھیرا ختم ہوگا اور توحید باری تعالی کا سویرا طلوع ہو کر رہے گا۔ [1]

---

(1) اس واقعہ کا ماخذ تاریخ طبری ہے دیکھیں طبری حصہ اول صفحہ ۱۹۳ طبع دارالاشاعت کراچی تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۴۴ من مکتبہ شاملہ۔ ابن اسحاق کا قول ہے محمد بن حمید راوی ضعیف ہے۔

کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا

تاریخ یعقوبی کی روایت ہے: تارخ بن ناحور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے باپ ہیں۔ ①

① تاریخ یعقوبی جلد اول صفحہ ۳۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ مروج الذهب المسعودی جلد ۱ صفحہ ۱۲ من مکتبہ شاملہ۔ اس روایت کی سند کوئی نہیں نہ ہی اس کے قائل کا کوئی پتہ ہے۔

نوٹ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا۔ قرآن پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہی بتایا ہے دیکھیں سورۃ الانعام آیت ۷۴ جو لوگ ابراہیم کے والد کا نام تارخ بتاتے ہیں ان کی بات بلا دلیل ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں کے اندر تک اور زمین کے نیچے تک اللہ کی بادشاہیت دیکھی

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی بادشاہیت دیکھی یہاں تک کہ جنت کا ایک مقام بھی دیکھا اسی طرح اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے زمینیں کھول دیں تو آپ نے نیچے تک اللہ تعالیٰ کی بادشاہیت دیکھی۔ ابن جریر طبری نے کمزور سند کے ساتھ ابن عباس کا قول نقل کیا ہے۔ کہ نظارہ ملکوت سے مراد سورج، چاند، ستاروں پر اللہ کی ملکیت کی پہچان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنی قدرت سے آسمان و زمین کی چھپی ہوئی اور علانیہ ساری چیزیں دکھلا دیں۔ ان میں کچھ بھی چھپا نہ رہا۔ ابن جریر مزید کہتے ہیں۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کی نگاہوں کے سامنے آسمان پھٹ گئے تھے اور ابراہیم علیہ السلام آسمان کی سب چیزوں کو دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی نظر عرش تک پہنچیں اور ساتوں زمینیں ان کے لئے کھل گئیں۔ اور وہ زمین کے

اندر کی چیزیں دیکھنے لگے۔ ①

① تفسیر ابن جریر طبری (۴۷۲/۱۱) حدیث رقم (۱۳۴۴۹) من مکتبہ شاملہ۔ یہ سدی کذاب راوی کا قول ہے۔ بغوی معالم التنزیل (۱۵۸/۳) من مکتبہ شاملہ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ملکوت کا نظارہ کیا تو آدمیوں کو برائی کرتے دیکھا تو بددعا دی

طبری کی روایت ہے: کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے اونچی جگہ کھڑا کیا۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں اور زمینوں کی ملکوت دیکھی۔ تو ایک آدمی کو بے حیائی کرتے دیکھا۔ تو بددعا کی تو وہ ہلاک ہو گیا پھر دوسرے اور تیسرے کو بھی اسی طرح دیکھا کہ وہ برائی کر رہے ہیں تو بددعا کی وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا۔ انـزلـو عبـدی لا یھلك عبادی۔ میرے بندے کو نیچے اتار دو کہیں یہ میرے بندوں کو ہلاک نہ کروا دے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: مجاہد وغیرہ سے منقول ہے کہ آسمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے کھول دیے گئے عرش تک آپ کی نظریں پہنچیں۔ حجاب اٹھا دیے گئے اور آپ نے سب کچھ دیکھا بندوں کو گناہوں میں دیکھ کر ان کے لئے بددعا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھ سے زیادہ میں ان پر رحیم ہوں بہت ممکن ہے کہ یہ بداعمالیوں سے ہٹ جائیں۔ ①

① تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر سورۃ الانعام آیت نمبر ۷۵۔ سلمان فارسی کی روایت اسرائیلی ہے اور سلمان فارسی پر موقوف ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے یہ نظارہ بطور کشف کے ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کو دل کی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی

نگاہوں سے پردہ ہٹ گیا ہو اور نہاں ان کے لئے عیاں ہو گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

ابراہیم علیہ السلام کے الہ کی تلاش میں نمرود ایک تابوت پر بیٹھا جس کے آگے چار باز جوئے گئے

طبری کی روایت ہے: ابراہیم علیہ السلام کے الہ کی تلاش میں نمرود ایک تابوت پر بیٹھا جس کے آگے چار باز جوئے گئے وہ آسمان پر پہنچا اس نے دیکھا کہ پہاڑ چیونٹی کی طرح چل رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ (1)

---

(1) تاریخ طبری عربی جلد اول صفحہ ۱۷۳ من مکتبہ شاملہ۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ اس کا ایک راوی السدی کذاب ہے اسی قسم کی ایک روایت حضرت علی سے بھی مروی ہے دیکھیں تاریخ طبری۔ اس کی سند کا ایک راوی عبدالرحمٰن بن دانیال ہے جس کا نام صرف کتاب الجرح والتعدیل میں ہے لیکن نہ اس پر جرح ہے نہ اس کی تعدیل۔ دوسرا راوی محمد بن ابی عدی ہے جس کے حالات نہیں ملتے۔ مزید یہ کہ یہ روایت موقوف ہے۔

نمرود نے دو قیدی منگوائے رہائی پانے والے کو قتل کر دیا سزائے موت پانے والے کو رہا کر دیا

حافظ ابن کثیر تفسیر ابن کثیر میں سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۸ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: جب ابراہیم

علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے تو نمرود نے جوابا کہا: کہ یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں یہ کہہ کر دو قیدیوں کو بلوایا جن میں سے ایک کو موت کی سزا ہو چکی تھی اور دوسرا چند دنوں بعد رہائی پانے والا تھا۔ جلاد کو حکم دیا کہ رہا ہونے والے کو قتل کر دو لمحوں بعد اس بے گناہ کا لاشا تڑپنے لگا جبکہ سزائے موت والے کو اس نے رہا کر دیا اور کہنے لگا یوں تیرا رب مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔ ①

---

① تاریخ طبری (۵/۴۴۴ تا ۴۴۷) البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۹۰ طبع دار الاشاعت کراچی۔ یہ محض بے سند اقوال ہیں۔

چیخہ (الاؤ) کی لمبائی چوڑائی کے متعلق روایات

روایت ہے: ۸۰ ہاتھ لمبی اور چالیس ہاتھ چوڑی ایک کھائی کھود کر اس کے گرد فصیل تعمیر کی گئی اور اعلان کروا دیا گیا کہ الاؤ روشن کرنے کے لئے ہر قسم کی لکڑیاں جمع کی جائیں اور اس کام میں تمام لوگ حصہ لیں۔ ادھر ابراہیم علیہ السلام کے خلاف قوم میں نفرت اس قدر پھیلا دی گئی کہ آپ کی بیوی سارہ اور بھتیجے لوط کے سوا ہر شخص آپ کو لعن طعن کرتا نظر آتا پوری قوم نے مکمل چالیس دن تک آرام کیے بغیر لکڑیاں جمع کرنے میں اپنی تمام طاقت صرف کر دی۔ ایک روایت کے مطابق شہر بھر میں لوگ ایک مہینہ لکڑیاں جمع کرتے رہے پھر سات دن اسے جلاتے رہے۔ ①

---

① چیخہ کی لمبائی چوڑائی کے متعلق مختلف روایات ہیں بارہ بارہ کوس بعض نے تین تین کوس لکھی ہے لیکن یہ سب روایات من گھڑت ہیں۔ دیکھیں البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۸۶۔ یہ سدی کذاب راوی کا قول ہے۔

اگر کوئی عورت بیمار پڑ جاتی تو نذر مانتی کہ میں تندرستی کے بعد

ابراہیم کو جلانے کے لئے لکڑیوں کا گٹھا دوں گی

روایت ہے: حتی کہ اگر کوئی بوڑھی عورت بیمار ہو جاتی تو وہ نذر مانتی کہ صحت یاب ہونے کے بعد وہ اس الاؤ کے لئے اتنے گھٹے لکڑیوں کے اپنے ہاتھوں سے چن کر لائے گی اور ڈھیر پر پھینکے گی۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی عورت بیمار پڑ جاتی تو وہ نذر ومنت مانتی کہ اگر اس کو شفاء ہوگئی تو ابراہیم کو جلانے کے لئے اتنے من لکڑیاں ڈالوں گی۔ ابن اسحٰق کی روایت ہے کہتے ہیں کہ چناچہ نمرود نے لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا لوگوں نے مختلف اقسام کی لکڑیاں جمع کیں یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی بستی کی ایک عورت نے یہ نذر مانی کہ اگر اس کا فلاں کام ہو جائے تو وہ ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لئے جمع کی جانے والے لکڑیوں میں خود بھی شریک ہوگی اس طرح لوگوں نے جوش وخروش سے لکڑیاں جمع کیں۔ [1]

---

[1] اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ ابن جریر طبری جلد اول صفحہ ۱۹۶ یہ ابن اسحٰق کا قول ہے اس میں السدی راوی کذاب ہے۔

چینخہ (الاؤ) کے شعلے اتنے بلند تھے کہ فضاء میں اڑنے والا پرندہ جل جاتا

روایت ہے کہ الاؤ مکمل طور پر روشن ہو چکا تھا۔ اس کے شعلے اتنی بلندی تک پہنچ رہے تھے کہ

سب سے اونچی پرواز کرنے والا پرندہ بھی اگر اس الاؤ کے اوپر سے گزرنا چاہے تو نہ گزر سکے جل کر راکھ ہو جائے۔اتنی بڑی آگ دنیا میں کبھی نہیں جلائی گئی۔ حافظ عبدالستار حامد اپنی کتاب خطبات سورۃ مریم میں لکھتے ہیں: کئی دن آگ دہکائی جاتی رہی حتی کہ اس کے شعلوں سے قرب وجوار کی اشیاء

جھلسنے لگیں۔اور دھکتے ہوئے انگاروں کی تمازت سے پرندے بھی دور بھاگنے لگے۔ ①

---

① تاریخ ابن جریر طبری حصہ اول صفحہ نمبر ۱۹۷۔ یہ السدی کا بیان ہے اور وہ کذاب ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کو رسیوں سے باندھ کر منجنیق کے ذریعے آگ میں پھینکا گیا

روایت ہے ایک مصنف لکھتے ہیں: لیجئے! تیاری مکمل ہو چکی ہے اور آج اللہ کے خلیل علیہ السلام کو اس الاؤ میں زندہ پھینکے جانے کا دن ہے۔انہی گزشتہ چالیس دنوں میں ھیزن ملعون نے ایک منجنیق (چرخی) بھی تیار کروالی ہے کہ جس کے ذریعے سے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا جانا ہے۔

لوگ صبح سے ہی میدان میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے اب تو میدان کھچا کھچ بھر چکا ہے دنیا کی اس مصنوعی جہنم سے کچھ فاصلے پر منجنیق (چرخی) کو لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے۔اسے چلانے کے لئے بیسیوں ہٹے کٹے نوجوان غلام متعین ہیں کیونکہ اسے چلانا چند افراد کے بس کی بات نہیں یہ منجنیقی دستہ بالکل تیار کھڑا ہے۔

ذرا ادھر لکڑیوں کے ڈھیر کی طرف بھی نظر دوڑایئے ایک شخص نے جلتی ہوئی مشعل اپنے ہاتھ میں تھام رکھی ہے اور بھاگ کر لکڑیوں کو آگ دے رہا ہے۔ یہ اس مقدمہ کا مدعی خاص تارخ بن ناحور (آزر) بابلی ہے۔ یہ کیسا کٹھن دل آدمی ہے جو اپنے ملک کے جابر حاکم ظالم قانون اور اندھی تہذیب کی خاطر اپنے عظیم لخت جگر کو زندہ آگ میں جھونکنے پر کمر بستہ ہے یہ اس کی بدبختی نہیں تو اور کیا ہے؟

وہ دیکھیے! دور سے ایک شخص کو پابند سلاسل گھسیٹتے ہوئے لایا جا رہا ہے کون ہے یہ؟...... وہ اپنے دور کا وہ عظیم انسان ہے کہ جسے کچھ ہی لمحوں بعد اس کے رب کی طرف سے خلیل اللہ کا لقب ملنے والا ہے اور جسے اس دور کے لاکھوں مشرکین اور اللہ کے دشمن اپنی منحوس آنکھوں سے آگ میں جلتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں مگر ان ملعونین کو کیا معلوم ہے کہ ہر چیز پر حکم تو ابراہیم کے رب کا چلتا ہے

ابراہیم کو منجنیق کے گوفے پر بٹھایا جا چکا ہے اور منجنیق (چرخی) دستہ حکم کا منتظر تیار کھڑا ہے

...... لیجیے نمرود لعین کا ہاتھ بلند ہوا اور متعین دستہ منجنیق کی طرف لپکا۔ ادھر منجنیق چلی...... دنیا پر (انس وجن کو چھوڑ کر) تمام مخلوقات اور آسمانوں پر تمام فرشتے چیخ اٹھے ہیں ...... اپنے رب ذوالجلال سے مودبانہ التجا کرتے ہیں: ربنا ابراھیم یحرق فیك؟ اے رب کریم! کیا ابراہیم کو تیری خاطر جلا دیا جائے گا؟...... تو اللہ احکم الحاکمین ارشاد فرماتے ہیں "انا اعلم به فان دعاکم فاغیثو وان لم یدع غیری فانا له ...... میں اسے خوب جانتا ہوں۔ اگر وہ تمہیں بلائے تو اس کی مدد کر دینا اور اگر وہ میرے علاوہ کسی اور کو نہ پکارے تو میں اس کے لئے کافی ہوں۔"

حافظ عبدالستار حامد لکھتے ہیں اب حضرت ابراہیم کو منجنیق میں بیٹھا کر میلوں میں پھیلی ہوئی آگ میں پھینکا جانے لگا وہ آگ کیا تھی ایک دھکتا ہوا سمندر تھا، ایک آتش کدہ تھا جس کے قریب کوئی جا نہیں سکتا تھا۔ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا اشرف سلیم نے بھی خطیبانہ انداز میں نقل کیا ہے۔ اور بابا عبدالستار کے مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہیں۔

اک طرف اگ کفاراں والی بھانبڑ بھڑک مچاوے

دوجی طرف عشق الٰہی دونی اگ مچاوے
دو طرفاں دل آتش مچی جلوہ ٹھاٹ مریندا
پچھے ہٹ جاجبرائیلا ویکھ تماشہ کیونکر رب کریندا
حکم کرو تاں طبق زمین دا پنجہ مار اٹھاواں
آتش سنے کفار تمامی وچ سمندر پاواں
میرا مولا حاضر ناظر رکھن مارن والا
فیر میں کس کارن غیراں اگے کراں بیان حوالہ

ذرا آگے چل کر مولانا لکھتے ہیں:

واحد واحد واحد مولا بولے نبی حقانی
وحدت ذکر محبت اندر ہو جانا قربانی
اگ بلی تاں ترے ترے کوہ تک بلیا گرد چوفیرا
رتی ناں خوف خیال نبی نوں دہن رسولاں جیرا[1]

[1] اس قسم کی روایات تفسیر خازن وتفسیر معالم التنزیل للبغوی میں بغیر سند کے ہیں تفسیر مظہری میں بغیر سند کے سدی کذاب کا قول ہے

نوٹ: یہ مبالغہ ارائی ہے۔ ایک آدمی کو جلانے کے لئے اتنے وسیع وعریض پیمانے پر اہتمام کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

جبریل علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد کے لئے آنا

روایت ہے اللہ کے مقرب فرشتے اور ابراہیم علیہ السلام کے خاص دوست جبریل علیہ السلام بھاگ کر
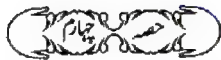
آتے ہیں اور کہتے ہیں اے ابراہیم علیہ السلام الك حاجه؟۔ ابراہیم کوئی ضرورت ہو تو بتایئے حضرت ابراہیم جواب دیتے ہیں اما الیك فلا ؟ تم سے کوئی ضرورت نہیں۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوا میں تھے تو حضرت جبریل علیہ السلام ان سے ملے اور عرض کیا کیا آپ کو کوئی ضرورت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ آپ کی طرف کوئی ضرورت نہیں ہے۔ طبری کی روایت ہے جبریل علیہ السلام نے پوچھا اے ابراہیم کسی چیز کی ضرورت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم سے نہیں مانگتا یہ معتمر کے کسی ساتھی کا قول ہے۔ [1]

---

(1) البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۸۷ حافظ ابن کثیر نے نہ کوئی سند لکھی ہے نہ ہی بتایا ہے کہ یہ کس کا قول ہے۔ اس لئے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

آسمان وزمین جن وانس پہاڑوں فرشتوں نے کہا: اے اللہ کیا تیرا خلیل جل جائے گا

حافظ عبدالستار حامد لکھتے ہیں: ابراہیم علیہ السلام کو جلانے، مٹانے اور ان کی زندگی کا چراغ بجھانے کے ان وسیع وعریض اور سخت ترین انتظامات دیکھ کر آسمانوں، پہاڑوں، زمین اور فرشتوں نے رب کے حضور عرض کی۔ خلیلك ابراهیم یحرق۔ اے اللہ! کیا تیرے خلیل ابراہیم کو جلا دیا جائے گا؟ جواب ملا انا اعلم به۔ میں اسکی حالت تم سے بہتر جانتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے دعا کرے گا تو میں ضرور اس کی مدد کروں گا۔ اب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی۔

اللهم انت الواحد فی السماء وانا الواحد فی الارض لیس احد فی الارض بعبدك غیری حسبی الله ونعم الوکیل (فتح الباری صفحہ ۳۹۹ جلد ۲)

ترجمہ: اے میرے اللہ! تو آسمان میں اکیلا معبود اور میں زمین میں اکیلا عبادت گزار ہوں۔

میرے سوا زمین پر کوئی تیرا پرستار نہیں ہے مجھے میرا اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے

حضرت عبداللہ بن عباس کا فرمان ہے کہ بارش کا فرشتہ کان لگائے تیار کھڑا تھا کہ کب خدا کا حکم ہو اور میں اس آگ پر بارش برسا کے اسے ٹھنڈا کر دوں۔ [1]

---

[1] اسنادہ ضعیف۔ تفسیر ابن کثیر تفسیر سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۶۸، ۶۹، ۷۰۔ اخرجہ البزار رقم ۲۳۴۹ والدارمی فی الرد علی الجھیمۃ ۷۵۔ وابو نعیم: (۱/۱۹) ابو ہشام محمد بن یزید ضعیف ہے۔ جمہور نے اسے ضعیف کہا ہے اور ابو جعفر عیسی بن عبداللہ کو بھی جمہور نے ضعیف کہا ہے۔ تفصیل دیکھیں۔ مجمع الزوائد: (۸/۲۰۲ رقم ۱۳۷۶۶)۔ سلسلہ احادیث الضعیفہ (۳/ ۳۶۷) حدیث رقم (۱۲۱۶) البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے بعض کہتے ہیں حضرت ابراہیم کی مندرجہ ذیل دعا کی سند حسن درجے کی ہے۔ اللھم انت الواحد فی السماء وانا الواحد فی الارض لیس احد فی الارض یعبدک غیری حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ واللہ اعلم۔

پانی اور ہوا کے فرشتے کی آمد

روایت ہے بارش کا فرشتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا: اے ابراہیم اگر تم کہو تو میں آگ بجھا دوں؟ اور پھر اس کے بعد ہوا کا فرشتہ آیا عرض کیا: اے ابراہیم کہو تو ہوا کے ساتھ آگ کو بجھا دوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا مجھے میرا رب کافی ہے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ [1]

---

[1] اس قسم کی روایات تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر مظہری وغیرہ میں بغیر سند کے آئی ہیں

جب اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم دیا تو روئے زمین کی آگ ٹھنڈی ہو گئی

روایت ہے: جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا تو ساری زمین پر آگ بجھ گئی۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کعب احبار فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا اس روز کوئی شخص آگ سے نفع نہ اٹھا سکا۔ یعنی آگ سے تپش و گرمائش ختم کر دی گئی۔ جس کی بنا پر لوگ چولہے بھی گرم نہ کر سکے۔ مسعودی کہتے ہیں اس وقت دنیا میں جہاں جہاں آگ جل رہی تھی وہ بھی بجھ گئی۔ ①

① تاریخ المسعودی جلد اول صفحہ ۶۲ طبع نفیس اکیڈمی کراچی نہ قائل کا پتہ ہے نہ اس کی کوئی سند ہے

آگ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابراہیم علیہ السلام کو پروٹوکول

روایت ہے: پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو ایک فرشتہ نے بازو پکڑ کر زمین پر بٹھا دیا، آپ کے پاس میٹھے پانی کا چشمہ سرخ پھول ابراہیم سات دن وہاں رہے..... پھر اللہ تعالیٰ نے سائے کا فرشتہ ابراہیم علیہ السلام کی شکل میں بھیجا وہ آپ سے پیار کرتا رہا تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل لگا رہے..... پھر جبریل جنت کی قمیص لائے ابراہیم علیہ السلام کو پہنائی اور جنتی چٹائی پر بٹھایا اور باتیں کرتے رہے نمرود نے ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھا تو ابراہیم علیہ السلام کو اپنے پاس بلا کر کہا، اے ابراہیم علیہ السلام میں تیرے الہ کی قدرت دیکھ کر اس کے نام چار ہزار گائے قربان کرنا چاہتا ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تک تو شرک چھوڑ کر میرے دین میں نہیں آئے گا اللہ تیری قربانی قبول نہیں کرے گا نمرود نے دین نہ مانا البتہ ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ ①

① اس قسم کی روایات تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر مظہری وغیرہ میں بغیر سند کے آئی ہیں

آگ میں داخل ہوتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وظیفہ

روایت ہے: کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا حسبنا الله ونعم الوکیل ۔ مجھے میرا اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ ①

① صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ آل عمران باب (۱۳) الذین قال لهم الناس ان الناس .... حدیث رقم (۴۵۶۳) یہ روایت ابن عباس پر موقوف ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ آگ کو سلامتی والی نہ کہتے تو ابراہیم علیہ السلام کو آگ کی ٹھنڈک سے تکلیف پہنچتی

حافظ ابن کثیر روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس اور ابو العالیہ فرماتے ہیں اگر اللہ تبارک وتعالی یہ نہ فرماتے کہ اے آگ ابراہیم پر سلامتی والی ہو جا تو ابراہیم علیہ السلام کو اس کی ٹھنڈک سے تکلیف پہنچتی۔ طبری کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ اگر آگ کو ٹھنڈے ہونے کے ساتھ موجب سلامتی کا حکم نہ دیا جاتا تو ابراہیم علیہ السلام ٹھنڈک کی وجہ سے مر جاتے۔ ①

① البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۸۷۔ تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۹۸۔ یہ روایت موقوف ہے اور بے سند ہے۔

آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سر ایک فرشتے کی گود میں

روایت ہے: جب آگ بجھ گئی تو لوگوں نے دیکھا، یا بادشاہ نمرود نے دیکھا کہ آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایک دوسرا آدمی موجود ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا سر اس کی گود میں ہے اور وہ آپ کا پسینہ پونچھ رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بادلوں کا فرشتہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کون ہے ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا یہ سائے کا فرشتہ ہے۔ [1]

[1] تفسیر ابن جریر طبری سورۃ الانبیاء آیت ۶۹۔ یہ روایت جھوٹی ہے کیونکہ اس میں اسباط بن نصر ضعیف ہے۔ نیز یہ قول السدی کذاب کا ہے۔ تاریخ طبری (۱/ ۱۴۷) عربی من مکتبہ شاملہ۔

نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کے رب کی عظمت کا اعتراف کر لیا

روایت ہے: کافی دنوں بعد کہ جب آگ کافی سرد پڑ چکی تھی اور تمام لکڑیاں جل چکی تھیں نمرود نے الاؤ کے گرد ایک چکر لگایا تا کہ خلیل اللہ کی راکھ دیکھ کر اس کے سینے کی آگ ٹھنڈی ہو۔ مگر غور سے دیکھنے پر یوں لگا کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام زندہ ہوں۔ اور صحیح سلامت وہاں بیٹھے ہوئے ہوں۔ ساتھ میں ایک اور آدمی بھی نظر آیا۔ فوراً آرڈر دیا کہ الاؤ سے کچھ فاصلے پر ایک مینار تعمیر کیا جائے تا کہ وہ اس پر چڑھ کر تصدیق کر لے۔ چنانچہ چند دنوں میں ہی اسی ہاتھ اونچا ایک مینار کھڑا کر دیا گیا اور او پر چڑھ کر دیکھا تو شک یقین میں بدل گیا زور سے آواز دی: ابراہیم کیا میری آواز سن رہے ہو؟ آپ نے جواب دیا: ''ہاں میں سن رہا ہوں۔''

''کیا تم باہر آ سکتے ہو؟'' نمرود نے حیرانی سے چیختے ہوئے پوچھا۔

''ہاں میں آ سکتا ہوں''

خلیل اللہ نے نہایت تسلی سے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔

”کیا خدشہ نہیں کہ تم اٹھو تو آگ تمہیں تکلیف پہنچائے“

فرمایا: ”ہرگز نہیں“ تو کہنے لگا: ”اٹھیں اور باہر آئیں“

ابراہیم علیہ السلام اٹھے اور آرام سے چلتے ہوئے باہر نکل آئے۔ نمرود آپ کو صحیح سلامت دیکھ کر بہت حیران ہوا اور اللہ ذوالجلال کی عظمت کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکا کہنے لگا: نعم الرب ربك يا ابراهيم...... ابراہیم! تمہارا بہترین آلہ ہے وہ بڑی قدرت اور عزت والا ہے۔ جو میں نے کرنا چاہا اس کے اور تمہارے درمیان حائل ہو گیا۔ میں تمہارے رب کی عظمت کے لئے قربانی کرنا چاہتا ہوں کیا وہ قبول کر لے گا؟ ایک روایت میں ہے اس نے کہا کہ میں تیرا لہ کے نام پر چار ہزار گائے قربان کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا: ہاں بشرطیکہ تم ایمان لے آؤ اور اپنا دین چھوڑ کر میرا دین اپنا لو

”یہ ناممکن ہے۔ اس سے میری حکومت جاتی رہے گی“ وہ پھر ہٹ دھری پر اتر آیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ دیا اور تکلیف پہنچانے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ ○

(1) تاریخ طبری جلد اول حصہ اول صفحہ ۱۹۸ (۱/ ۱۴۷) عربی من مکتبہ شاملہ۔ یہ روایت موقوف ہے

نمرود نے کہا جو شخص اِلٰہ بنائے تو ابراہیم کے اِلٰہ جیسا الٰہ بنائے

تاریخ یعقوبی کی روایت ہے کہ نمرود نے کہا جو شخص الہ بنانا چاہے معبود بنانا چاہے اسے چاہیے کہ وہ اسے حضرت ابراہیم کے الہ کی طرح بنائے۔ (1)

(1) تاریخ یعقوبی جلد اول صفحہ ۴۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ یہ روایت بے سند ہے۔

آگ نے سوائے رسیوں کے کسی چیز کو نہیں جلایا

کعب احبار کی روایت ہے: ولم یحرق منه سوی وثاقه کہ آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کسی اعضاء کو نہیں جلایا۔ سوائے ان رسیوں کے جن سے حضرت ابراہیم باندھے گئے تھے [1]

[1] قصص الانبیاء لابن کثیر جلد اول صفحہ ۱۵۷ نعمانی یہ کعب احبار کا قول ہے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں البدایہ والنہایہ (۱/ ۱۶۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان معجزانہ طور پر سریانی سے عبرانی ہوگئی

جب ابراہیم علیہ السلام آگ سے زندہ سلامت بچ کر نکل آئے تو دریائے فرات کو پار کرنے کے بعد ان کی زبان سریانی سے عبرانی ہوگئی۔ نمرود نے ان کو گرفتار کرنے کے لئے آدمی بھیجے وہ عبرانی میں بات کرتے تھے لہذا گرفتار کرنے والے انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ [1]

[1] تاریخ طبری عربی من مکتبہ شاملہ (۱/ ۱۸۵)۔ یہ روایت موقوف ہے۔ اس کو روایت کرنے والا ہشام بن محمد کذاب ہے لہذا یہ روایت من گھڑت ہے۔

بسلسلہ افسانہ سقیفہ کی جھوٹی روایات

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے انصار نے کہا رسول اللہ کے بعد ہمیں سعد بن عبادہ کو امیر بنا لینا چاہیے حضرت سعد بن عبادہ بیمار تھے انصار ان کو باہر لے کر آئے حضرت سعد نے حمد وثناء کے بعد فرمایا اے جماعت انصار دین میں تم کو وہ ... اور اسلام میں وہ فضیلت حاصل ہے جو عرب کے کسی قبیلہ کو حاصل نہیں جب اللہ نے چاہا کہ ... کو فضیلت عطاء کرے اور تم کو نعمت سے مخصوص کرے تو اس نے اپنے رسول پر ایمان ... نعمت سے تم کو بہرہ ور کیا تم ان کے دشمن کے مقابلہ میں نہایت سخت ثابت ہوئے یہاں تک کہ عربوں نے خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ کے حکم کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں اللہ نے رسول کو اس حال میں وفات دی کہ وہ تم سے راضی تھے لہذا دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں ... حکومت اپنے قبضہ میں کر لینی چاہیے حضرت سعد کی اس تقریر پر سب نے اتفاق کیا اور کہا آپ کی رائے بالکل درست ہے ہم آپ کو امیر بناتے ہیں پھر انصار نے آپس میں کہا اگر مہاجرین اس بات پر راضی نہ ہوں اور کہیں کہ ہم مہاجر ہیں ہم ابتدائی صحابہ ہیں ہم رسول اللہ کے قبیلہ والے ہیں تو ہم کہیں گے کہ اچھا تو ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے اس سے کم پر راضی نہ ہوں گے حضرت سعد نے کہا یہ تجویز تمہاری پہلی کمزوری ہے (جب حضرت عمر کو اس اجتماع کی خبر ہوئی تو) حضرت عمر رسول اللہ کے گھر آئے اور اندر سے حضرت ابو بکر کو بلوایا انہوں نے حضرت ابو بکر سے کہا آپ کو معلوم نہیں انصار بنو ساعدہ میں جمع ہیں اور سعد کو امیر بنانا چاہتے ہیں اور سب سے بہتر بات جو انہوں نے کہی ہے وہ یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر دونوں فوراً انصار کے پاس پہنچے راستہ میں حضرت ابو عبیدہ بھی ساتھ ہو گئے۔ [1]
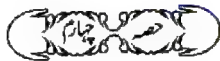
① تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲ من مکتبہ شاملہ۔ اس روایت کی سند میں ہشام بن محمد اور ابو مخنف دو راوی کذاب ہیں لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد دوم حصہ دوم طبع دار الاشاعت کراچی۔ واقعہ سقیفہ

حباب بن منذر نے کہا اگر مہاجرین ہماری تجویز نہیں مانتے تو ہم ان کو اپنے شہر سے نکال دیں گے

حضرت عمر کہتے ہیں میں تقریر کرنا چاہتا تھا لیکن ابوبکر نے کہا ذرا صبر کرو پہلے میں کہہ لوں پھر جو تمہارا جی چاہے گا کر لینا الغرض حضرت ابوبکر نے ویسی ہی تقری کی جیسی حضرت عمر کرنا چاہتے تھے بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی کہا حضرت ابوبکر نے حمد وثنا کے بعد فرمایا بے شک اللہ نے محمد ﷺ کو اپنی مخلوق کے پاس رسول بنا کر بھیجا عرب کے لوگوں کو یہ پیغام ناگوار گزرا وہ اپنے آبائی دین چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے تو اللہ نے آپ کی تصدیق کے لئے مہاجرین اولین کو خاص کیا ..... انہوں نے باوجود اپنی قوم کی ایذاء رسانی کے آپ کا ساتھ دیا اس طرح وہ پہلے لوگ جنہوں نے زمین پر اللہ کی عبادت کی اور اللہ کے رسول پر ایمان لائے اور وہ آپ کے ولی خاندان والے ہیں اور آپ کے بعد وہی اس منصب امارت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس حق میں سوائے ظالم کے اور کوئی اختلاف نہیں کرے گا اور اے انصار تمہارے دین کے معاملہ میں فضیلت اور اسلام میں تمہاری ابتدائی شرکت کا کوئی انکار نہیں کرے گا اللہ نے اپنے دین اور اپنے رسول کی حمایت کے لئے تم کو منتخب کیا اسی لئے اللہ کے رسول تمہارے پاس ہجرت کر کے آئے لہذا مناسب ہے کہ امیر ہم ہوں اور وزیر تم ہو ہر معاملہ میں تم سے مشورہ لیا جائے گا اور بغیر تمہاری اتفاق رائے کے ہم کوئی کام نہیں کریں گے یہ تقریر سن کا حباب بن منذر جموع

کھڑے ہوئے انہوں نے کہا اے جماعت انصار تم حکومت پر قبضہ کرلو تمام لوگ تمہاری جماعت میں ہیں اور تمہارے زیر سایہ ہیں کسی کو تمہاری مخالفت کی جراءت نہیں ہوگی تم نے سنا ہم نے جو تجویز پیش کی تھی کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے اس کو انہوں نے نہیں مانا حضرت عمر نے کہا یہ ناممکن ہے ایک نیام میں دو تلواریں نہیں آسکتیں واللہ رب اس بات کو پسند نہیں کریں گے کہ امیر تم میں سے ہو اور ان کا نبی ان کے علاوہ دوسرے قبیلہ سے ہو البتہ انہیں اس بات کے ماننے سے انکار نہیں ہوگا کہ امیر اسی قبیلہ سے ہو جس قبیلہ میں نبوت ہو...... اس کی مخالفت وہی کرے گا جو گنہگار ہوگا یا ہلاکت میں گرفتار ہوگا حباب بن منذر پھر کھڑے ہوئے انہوں نے کہا اے گروہ انصار تم اس معاملہ میں خود فیصلہ کرلو اور ان کی اور ان کے اصحاب کی بات کو نہ مانو یہ تمہارا حصہ بھی ہضم کرنا چاہتے ہیں اگر یہ تمہاری تجویز نہ مانیں تو ان سب کو اپنے شہروں سے خارج کردو اس کا حل صرف میرے پاس ہے تم چاہو تو میں ابھی کاٹ چھانٹ کر اس کا فیصلہ کیے دیتا ہوں حضرت عمر نے کہا اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تمہیں ہلاک کردے گا حباب نے کہا ایسا نہیں ہوگا بلکہ اللہ تمہیں ہلاک کریگا۔ (1)

---

(1) طبری جلد ۲ صفحہ ۴۵۶ تا ۴۵۷ مترجم طبع دار الاشاعت کراچی۔ ابو مخنف اور ہشام دونوں جھوٹے ہیں لہذا یہ روایت جعلی ہے۔

حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا ہماری تجویز مان لو اے مہاجرین ورنہ ہم تم میں لڑائی ہوگی

انصار کے خطیب نے کہا اے جماعت قریش تم ہمارے بھائی ہو اور ہم اسلام کا لشکر ہیں تم ہمیں اس کام سے دور رکھنا چاہتے ہو اور اس معاملہ میں ہم سے جھگڑتے ہو حباب بن منذر نے کہا

اس کا حل میرے پاس ہے بس ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے ورنہ ہم میں اور تم لوگوں میں لڑائی ہوگی حضرت عمر نے کہا ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں امیر ہم سے اور وزیر تم میں سے پھر مہاجرین اور انصار سب نے بیعت کر لی۔ ①

① مسند البزار عن عمر جلد اول صفحہ ۲۹۹۔ حدیث رقم (۱۹۴) من مکتبہ شاملہ۔ راوی ابو بکر بن خلاد کا حال نہیں ملتا یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے لیکن لڑائی کا ذکر اس میں نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کی لڑائی کا منظر

حباب نے تلوار نکال لی اور کہا میں ابھی فیصلہ کیے دیتا ہوں میں شیر ہوں اور شیر کا بیٹا ہوں حضرت عمر نے ان پر وار کیا ان کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی حضرت عمر نے تلوار اٹھا لی اور حضرت سعد پر جھپٹے حضرت عمر کی تلوار کے سامنے ایک پتھر آ گیا وہ ان کی ضرب سے ٹوٹ گیا اس وقت عہد جاہلیت کا منظر نظر آ رہا ہے بالآخر سب نے بیعت کر لی اور حضرت سعد نے بھی بیعت کر لی۔ ①

① طبری جلد ۲ صفحہ ۴۵۹ سیف بن عمر کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۴۵۸ اردو طبع دار الاشاعت کراچی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص بھی ہماری مخالفت کرے گا ہم اسے قتل کر دیں گے

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم مہاجرین سب لوگوں سے پہلے اسلام لائے ہم رسول اللہ

ﷺ کے رشتہ دار ہیں عرب کے لئے بہتری اسی میں ہے کہ امام قریش میں سے ہو کیونکہ تمام لوگ قریش کے تابع ہیں (اے انصار) تم اللہ کی کتاب میں ہمارے بھائی ہو اور اللہ کے دین میں ہمارے شریک ہو تم ہمارے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو اور تم اللہ کی قضاء پر راضی اپنے بھائیوں کی فضیلت تسلیم کرنے پر اور اپنے بھائیوں کی بھلائی پر حسد نہ کرنے کی وجہ سے سب سے زیادہ حقدار ہو انصار نے کہا باری باری سے ایک امیر تم میں سے اور ایک امیر ہم میں سے ہوتا کہ ایک دوسرے سے ڈرتا رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص بھی ہماری مخالفت کرے گا ہم اسے قتل کر دیں گے حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو لڑ لو پھر شور ہونے لگا قریب تھا کہ ان میں لڑائی ہو جاتی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً بیعت کر لی [1]

---

(1) فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۲۹۰ بحوالہ مغازی موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب سے آگے سند نہیں ہے۔

سعد بن عبادہ کے حکومت حاصل کرنے کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے جماعت انصار تم ہی وہ ہو جنہوں نے سب سے پہلے دین کی حمایت کی تو اب یہ نہیں ہونا چاہیے کہ تم ہی اس میں تبدل و تغیر کرو پھر بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا اے جماعت انصار دین اسلام کی جو خدمت ہم نے کی اس سے ہمارا مقصد صرف اپنے رب کی رضاء اور اپنے نبی کی اطاعت تھی ہم اس سے دنیوی فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تھے بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں سے تھے لہذا ان کی قوم ہی امارت کی زیادہ مستحق ہے اللہ سے ڈرو اور اس معاملہ میں ان سے اختلاف نہ کرو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں یہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہیں ان میں سے جس سے چاہو بیعت کر لو ان دونوں نے کہا اے ابو بکر آپ کی موجودگی

میں ہم اس منصب کو قبول نہیں کریں گے کیونکہ مہاجرین میں سب سے زیادہ بزرگ آپ ہیں آپ رفیق غار ہیں نماز کی امامت کے لئے آپ رسول اللہ کے جانشین بن چکے ہیں حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی حباب رضی اللہ عنہ نے کہا اے بشیر تم نے اپنی جماعت کی مخالفت میں یہ حرکت کیوں کی تم کو سعد کی امارت پر حسد ہوا حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں میں نے اس بات کو گوارہ نہیں کیا کہ ان لوگوں سے اس معاملہ میں تنازعہ کروں جس کا اللہ نے ہر طرح سے انہیں مستحق بنایا ہے قبیلہ اوس کے لوگوں نے کہا اگر ایک مرتبہ بھی خزرج کو حکومت مل گئی تو وہ ہم سے ہمیشہ کے لئے مرتبہ میں بڑھ جائیں گے پھر وہ کبھی بھی تم کو حکومت میں حصہ نہیں دیں گے لہذا ابوبکر کی بیعت کر لو قبیلہ اوس کے سب لوگوں نے بیعت کر لی ان کے بیعت کرنے سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ [1]

---

[1] طبری جلد ۲ صفحہ ۴۵۸ ابو مخنف اور ہشام بن محمد دونوں کذاب ہیں لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۴۵۷ طبع دارالاشاعت کراچی۔

سقیفہ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شدید تلخی، سعد نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنا چھوڑ دی

ہر طرف سے لوگ آ کر حضرت ابوبکر کی بیعت کر رہے تھے قریب تھا کہ وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو روند ڈالتے اصحاب سعد میں سے بعض لوگوں نے کہا سعد رضی اللہ عنہ کو بچاؤ ان کو نہ روندو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا انہیں قتل کر دو اللہ انہیں ہلاک کرے پھر حضرت عمر حضرت سعد کے سرہانے آ کر کھڑے ہو گئے انہوں نے حضرت سعد سے کہا میں چاہتا ہوں کہ تمہیں روند ڈالوں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی حضرت عمر نے کہا داڑھی چھوڑ دو اگر اس کا ایک بال

بھی ٹوٹ گیا تو تمہارے منہ میں ایک بھی دانت نہیں رہے گا حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے کہا خاموش رہو اس موقع پر نرمی بہتر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف سے منہ پھیر لیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اگر مجھ میں اٹھنے کی قوت ہوتی تو میں گلی کوچوں کو اپنے حامیوں سے بھر دیتا پھر لوگ حضرت سعد کو اٹھا کر گھر میں لے گئے چند دن بعد حضرت سعد سے کہا گیا اب تو بیعت کر لو تمہاری قوم نے بھی بیعت کر لی ہے حضرت سعد نے کہا یہ نہیں ہو سکتا جب تک میں تمہارے مقابلہ میں اپنا ترکش نہ خالی کر لوں اپنے نیزے کو تمہارے خون سے رنگین نہ کر لوں اپنی تلوار سے تم پر وار نہ کر لوں اور تم سے لڑ نہ لوں میں ہرگز بیعت نہیں کروں گا پھر حضرت سعد حضرت ابو بکر کے پیچھے نہ نماز پڑھتے تھے نہ جماعت میں شریک ہوتے تھے اور نہ حج کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر کا انتقال ہوا۔[1]

(1) طبری جلد ۲ صفحہ ۴۵۹ ابو مخنف اور ہشام بن محمد کذاب ہیں لہذا یہ روایت جھوٹی ہے ابن خلدون بقیہ جلد ثانی کے صفحہ ۶۴ پر بھی یہی مضمون ہے لیکن بے سند ہے۔ تاریخ طبری جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۴۵۸۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جن دو قدموں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے کیا ہے تم ان کو پیچھے کرنا چاہتے ہو

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے ہیں تا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ وہاں گئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ہو رہا ہے انصار میں سے کسی نے کہا ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے ہونا چاہیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر

حضرت ابوبکر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جن دو قدموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے کیا ان کو پیچھے کر دے یہ کہہ کر حضرت عمر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی پھر اور لوگوں نے بھی بیعت کی بعض انصاریوں نے کہا ہم علی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کریں گے۔ ①

① تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۴۳ طبری مترجم جلد دوم حصہ اول صفحہ ۴۴۰۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔ ابراہیم کے آگے سند نہیں ہے۔

حباب رضی اللہ عنہ نے کہا اے مہاجرین ہم آپ پر حسد نہیں کرتے ہمیں تو صرف یہ ڈر ہے کہ ایسی قوم والی نہ بن جائے جن کے باپوں اور بھائیوں کو ہم نے قتل کیا

قاسم بن محمد کہتے ہیں حباب نے کہا ہم اس معاملہ میں آپ پر حسد نہیں کرتے ہمیں تو یہ ڈر ہے کہ ایسی قوم والی نہ بن جائے جن کے باپوں اور بھائیوں کو ہم نے قتل کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ایسا ہو تو تم سے ہو سکے تو مر جانا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم امیر اور تم وزیر تمام لوگوں نے بیعت کر لی سب سے پہلے بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیعت کی ①

① فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۲۹ بحوالہ طبقات ابن سعد جلد دوم حصہ سوم صفحہ ۲۷۔ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ قاسم سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خلیفہ بننے کے سب سے زیادہ مستحق غار کے ساتھی ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے جماعت المسلمین نبی اللہ کے کام کے سب سے زیادہ حقدار غار کے ساتھی ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جو اسلام میں بھی سبقت کرنے والے ہیں سب سے زیادہ عمر والے ہیں یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن ان سے پہلے ایک انصاری نے سبقت کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی پھر لوگوں نے بیعت کی[1]

[1] اسنادہ ضعیف ۔ البدایہ والنہایہ حصہ پنجم صفحہ ۲۴۵ طبع دارالاشاعت کراچی۔ اس روایت میں عبداللہ بن ابی بکر ضعیف ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے سعد تم بھی موجود تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا حکومت کے والی قریش ہوں گے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے سعد تمہیں علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور تم بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ قریش حکومت کے والی ہوں گے نیک لوگ اپنے نیک شخص کے تابع ہوں گے اور فاجر لوگ اپنے فاجر کے تابع ہوں گے حضرت سعد نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہم وزراء ہوں گے اور آپ امراء۔[1]

[1] مسند احمد (۱/۵) حدیث رقم ۱۸ مسند ابی بکر صدیق۔ طبع بیت الافکار الدولیہ اردن مجمع ۵/۱۹۱

اس کی سند منقطع ہے اوپر کی دونوں روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن گھڑی ہوئی روایتوں سے تو یقیناً بہتر ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ نہ یہ روایتیں مشہور ہوئیں اور نہ صحیح روایتیں مشہور ہوئیں مشہور ہوئی تو وہ روایتیں مشہور ہوئیں جو جھوٹی تھیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے سعد رضی اللہ عنہ اگر تم اطاعت نہ کرو اور جماعت سے علیحدگی اختیار کرو تو ہم تمہیں قتل کردیں گے

ایک دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے مہاجرین تم نے میری امارت پر حسد کیا اور تم نے اور تمہاری قوم نے مجھے بیعت پر مجبور کیا مہاجرین نے جواب دیا اگر ہم نے تم کو جماعت سے علیحدہ ہونے پر مجبور کیا ہوتا اور تم خود جماعت میں شامل رہتے تو اس وقت اس شکایت کا موقع تھا مگر اب تو ہم نے تم کو جماعت میں شامل رہنے پر مجبور کیا ایسی صورت میں تم کو کیا شکایت ہوسکتی ہے اگر تم اطاعت نہ کرتے اور جماعت سے علیحدہ ہوجاتے تو ہم ضرور تم کو قتل کردیتے۔ (1)

---

(1) طبری جلد ۲ صفحہ ۴۶۰ اس روایت کی سند میں سیف بن عمر کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۴۵۸، ۴۵۹۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔

تمام مہاجرین نے بن بلائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی

جس دن رسول اللہ کی وفات ہوئی اسی دن حضرت ابوبکر کی بیعت ہوئی کیونکہ لوگوں نے اس

بات کو برا سمجھا کہ دن کا کچھ حصہ بھی بغیر جماعت کے گزر جائے کسی نے بھی مخالفت نہیں کی سوائے مرتد کے یا جو مرتد ہونے کے قریب تھا اگر اللہ عزوجل نے انصار کو سلامت نہ رکھا ہوتا تو گڑبڑ ہونے کا اندیشہ تھا رہے مہاجرین تو انہوں نے بغیر بلائے بیعت کی۔ [1]

[1] تاریخ طبری جلد دوم حصہ اول صفحہ ۴۴۴ طبع دار الاشاعت کراچی۔ اس روایت کی سند میں سیف بن عمر کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تھے کہ ان سے کہا گیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیعت لینے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً صرف قمیص پہنے ہوئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تھے کہ ان سے کہا گیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیعت لینے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً صرف قمیص پہنے ہوئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر ان کے پاس بیٹھے رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گھر سے اپنے کپڑے منگوائے ان کو پہنا اور پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ہی بیٹھے رہے۔ [1]

[1] تاریخ طبری جلد دوم حصہ اول صفحہ ۴۴۴ طبع دار الاشاعت کراچی۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگ کا آلاؤ لے کر نکلے تا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر بیعت نہ کرنے والوں کے گھروں کو جلا دیں

سب لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی سوائے بنی ہاشم کی ایک جماعت کے یعنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عتبہ بن ابی لہب حضرت خالد بن سعید بن العاص حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی ان کا رجحان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا بنو امیہ میں سے حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی طرف بھیجا تا کہ ان کو گھر سے لے کر آئیں اگر وہ آنے سے انکار کریں تو ان سے لڑیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگ لے کر روانہ ہوئے تا کہ اگر وہ گھر سے نہ نکلیں تو گھر کو آگ لگا دیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم ہمارے گھر کو آگ لگاؤ گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یا وہ سب بیعت کر لیں حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے اور بیعت کر لی۔ [1]

---

[1] المختصر فی اخبار البشر عرف تاریخ ابی الفداء جلد اول صفحہ ۲۳۹ من مکتبہ شاملہ۔ بحوالہ قاضی جمال الدین بن واصل واسندہ قاضی الی ابی ابن عبد ربہ المغربی ابن عبد ربہ معلوم نہیں کون ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

بنو ہاشم میں سے اکثر لوگوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک بیعت نہیں کی

بنو ہاشم میں سے ایک جماعت نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی

بیعت نہیں کی۔ [1]

[1] مروج الذہب عرف تاریخ مسعودی جلد ۲ صفحہ ۳۰۱ یہ روایت بے سند ہے۔ تاریخ مسعودی حصہ دوم صفحہ ۲۲۵۔ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور بیعت نہ کرنے والوں کے گھروں کو جلا دینے کی دھمکی دی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر گئے وہاں حضرت طلحہ حضرت زبیر اور کچھ مہاجرین جمع تھے حضرت عمر نے کہا بیعت کے لئے چلو ورنہ اللہ کی قسم میں آگ لگا کر تم سب کو جلا دوں گا حضرت زبیر نے تلوار لے کر حضرت عمر پر حملہ کیا لیکن حضرت زبیر پھسل گئے تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی لوگ فوراً ان پر جھپٹے اور انہیں پکڑ لیا۔ [1]

[1] طبری جلد ۲ صفحہ ۴۴۰ زیاد بن کلیب سے آگے سند غائب ہے۔ دیکھیں طبری۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے تلوار نیام سے نکالی اور کہا میں تلوار نیام میں نہیں رکھوں گا جب تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی جائے گی

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا اے سعد تمہاری موجودگی میں رسول اللہ نے

فرمایا تھا قریش امیر ہوں گے نیک لوگ نیکوں کی پیروی کریں گے اور برے لوگ برے لوگوں کی پیروی کریں گے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا آپ سچ کہتے ہیں ہم وزیر ہوں گے اور آپ لوگ امیر ہوں گے اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہاتھ بڑھایئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم ہاتھ بڑھاؤ ہر ایک دوسرے کا ہاتھ کھول رہا تھا آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کھول لیا اور بیعت کی پھر سب لوگوں نے بیعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیعت کرنے نہیں آئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے تلوار نیام سے نکالی اور کہا میں تلوار نیام میں نہیں رکھوں گا جب تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی جائے گی اس بات کی اطلاع حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا زبیر رضی اللہ عنہ سے تلوار چھین کر پتھر پر دے مارو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور ان کو زبردستی لے کر آئے اور ان سے کہا خوشی سے بیعت کرو یا ناخوشی سے بیعت تو کرنی پڑے گی پھر ان دونوں نے بیعت کی [1]

---

[1] طبری جلد ۲ صفحہ ۴۴۱ طبع دار الاشاعت کراچی۔ یہ روایت ساقط الاعتبار ہے حمید بن عبد الرحمٰن الحمیری سے آگے سند نہیں ہے۔ دیکھیں طبری حوالہ مزکورہ صفحہ (۴۴۰)۔

واقعہ صفین کے متعلق ضعیف اور من گھڑت روایات

جس کی موجودگی میں عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے وہ ضرور ذلیل ہو گا، عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ

جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ چھوڑ کر شام کی طرف چل دیئے انہوں نے فرمایا اے اہل مدینہ جو شخص یہاں مقیم رہے گا اگر اس کی موجودگی میں حضرت عثمان شہید کر دیے گئے تو اللہ ضرور اس پر ذلت مسلط کرے گا جس شخص میں اتنی استطاعت نہ ہو کہ وہ ان کی مدد کر سکے تو اسے مدینہ چھوڑ کر چلے جانا چاہیے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بیٹے عبداللہ اور محمد اور بہت سے صحابہ نے مدینہ چھوڑ دیا۔[1]

---

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۵۵۸ سیف بن عمر کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۶۵۔ طبع دارالاشاعت کراچی

جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے دیکھا معاویہ رضی اللہ عنہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کو بہت اہمیت دے رہے ہیں تو شام چلے آئے

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کچھ عرصہ وادی السباع میں مقیم رہے اور حالات کا جائزہ لیتے رہے جب انہیں خبر ملی کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بلوہ جمل میں شہید ہو گئے تو انہیں

صدمہ ہوا ایک شخص نے ان سے کہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا نہیں چاہتے اگر آپ ان کے پاس چلے جائیں تو بہتر ہے اس لئے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کو بہت اہمیت دے رہے ہیں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں ①

① طبری جلد ۳ صفحہ ۵۵۹ راوی محمد بن عمر واقدی کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۷۵۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی صلح اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف مشترکہ محاذ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ کے مشورہ سے شام چلے گئے اہل شام امیر معاویہ کو قصاص کے لئے آمادہ کر رہے تھے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اہل شام سے کہا تم واقعی حق پر ہو لہذا تم قصاص کا مطالبہ کرو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تنہائی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہا مجھے تعجب ہے میں آپ کی حمایت پر آمادہ ہوں اور آپ مجھ سے منہ پھیر رہے ہیں اگر ہم آپ کے ساتھ قصاص کا مطالبہ کریں تو ہمیں اس شخص سے جنگ کرنی ہوگی جس کی سبقت اسلام فضیلت اور قرابت رسول اللہ سے آپ واقف ہیں لیکن ہم نے دنیا کو اختیار کیا ہے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح کر لی۔ ①

① طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۰ محمد بن عمر کذاب ہے یہ کذاب وہاں تنہائی کی ملاقات میں کیسے پہنچ گیا یہ روایت جھوٹی ہے۔ طبری مترجم جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۲۸ طبع دار الاشاعت کراچی۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ علی رضی اللہ عنہ پر خون عثمان رضی اللہ عنہ کا الزام لگا کر جنگ شروع کر دیجیے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت جریر کو ایک خط دے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا اس خط میں انہوں نے حضرت معاویہ کو لکھا کہ مہاجرین اور انصار نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے تم بھی بیعت کر لو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کو مشورہ دیا کہ شام کے رؤسا کو مدد کے لئے لکھیے اور حضرت عثمان کے خون کا الزام حضرت علی پر لگا کر ان سے جنگ شروع کر دیجیے حضرت معاویہ نے اس رائے پر عمل کیا۔ (1)

(1) طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۱ راوی ابو الحسین پہچانا نہیں جاتا راوی عوانہ کا حال نہیں ملتا۔ طبری جلد سوم حصہ دوم اردو صفحہ ۵۶۸۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔ (ان مجہول راویوں نے دونوں صحابیوں پر دنیا پرستی کا کیسا الزام لگایا ہے) یہ روایت باطل ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی خون آلود قمیض منبر پر رکھ دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں لٹکا دیں

حضرت جریر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے انہی ایام میں حضرت نعمان بشیر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وہ قمیص جس قمیص کو پہنے ہوئے وہ شہید ہوئے تھے لے کر شام پہنچے حضرت نعمان کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں بھی تھیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کی تلوار کو روکنے کی وجہ سے کٹ گئی تھیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ قمیص منبر پر رکھ دی اور انگلیاں لٹکا دیں لوگ قمیص کو دیکھ کر زار و قطار روتے تھے لوگوں نے

قسمیں کھائیں کہ ہم اپنی بیویوں کے پاس نہیں جائیں گے اور نہ بستروں پر سوئیں گے جب تک حضرت عثمان کے قاتلوں کو قتل نہ کردیں اور جو شخص درمیان میں حائل ہوگا اسے بھی قتل کردیں گے یا خود ختم ہوجائیں گے وہ قمیص روزانہ منبر پر رکھی جاتی تھی کبھی کبھی حضرت معاویہ اس قمیص کو پہن بھی لیا کرتے تھے اور اپنے گلے میں نائلہ کی انگلیاں ڈال لیا کرتے تھے ایک سال تک ایسا ہی ہوتا رہا حضرت جریر نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا [1]

---

(1) طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۱ سیف بن عمر کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۶۹۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

جریر کا علی بن عبداللہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجنا

حضرت جریر نے واپس جا کر سارا حال حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کردیا اشتر نے حضرت جریر کے ساتھ گستاخی کی حضرت جریر قرقیسا چلے گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا فوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کردو۔ [1]

---

(1) طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۱ ابوالحسن پہچانا نہیں جاتا عوانہ کا حال نہیں ملتا یہ روایت باطل ہے۔ تاریخ طبری حوالہ سابقہ صفحہ ۵۶۹۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ کی تیاری شروع

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین جانے کا ارادہ کیا اور جنگ کی تیاری شروع کردی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ معلوم ہوا تو انہوں نے بھی جنگ کی تیاری شروع کر دی [1]

---

(1) طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۲ راوی ابوبکر الھذلی کذاب ہے کامل ابن عدی جلد ۳ صفحہ ۱۱۲۸ معاویہ بن عبدالرحمٰن مجہول ہے میزان الاعتدال (۶/ ۴۵۷) المغنی (۲/ ۶۶۶) الضعفاء والمتر کین (۳/ ۱۲۷) الجرح والتعدیل (۸/ ۳۸۷) دونوں ڈیڑھ لاکھ سپاہیوں کے ساتھ آئے۔ البدایہ والنھایہ جلد ۷ صفحہ ۲۶۰ ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

کیا صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ستر بدری صحابہ شریک تھے؟

ابوشیبہ کہتا ہے صفین میں ستر بدری صحابہ شریک تھے امام شعبہ کہتے ہیں ابوشیبہ نے غلط کہا صفین میں صرف حضرت خزیمہ بن ثابت شریک تھے کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوایوب اور سہل بن حنیف شریک تھے امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ ابن بطہ نے روایت کیا ہے کہ بکیر نے کہا اہل بدر گھروں میں بیٹھے رہے کوئی بدری صحابی بھی شریک نہیں ہوا۔ [1]

---

(1) البدایہ والنھایہ جلد ۷ صفحہ ۲۵۳ بکیر سے آگے سند نہیں ہے۔ دیکھیں تاریخ ابن کثیر اردو مترجم حصہ ہفتم صفحہ ۲۵۳۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔

اہل رقہ نے دریائے فرات پر پل بنادیا حضرت علی رضی اللہ عنہ دریا پار کر کے سرزمین شام میں داخل ہو گئے

جب حضرت علی رقہ پہنچے تو انہوں نے اہل رقہ سے فرمایا میرے لئے یہاں دریائے فرات پر پل بنادو تاکہ میں دریا عبور کر کے شام کی سرزمین میں داخل ہو جاؤں اہل رقہ نے پل بنانے سے انکار کر دیا حضرت علی منبج کے پل کی طرف چلے گئے اور اشتر کو وہیں چھوڑ گئے اشتر نے اہل رقہ کو دھمکی دی تو انہوں نے پل بنادیا اس کے بعد حضرت علی بھی رقہ لوٹ آئے اور دریا کو پار کر لیا [1]

---

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۲ اس روایت کی سند میں دو راوی ابو مخنف اور ہشام بن محمد کذاب ہیں لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۷۳ اردو۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

ایک راہب کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق عجیب پیشن گوئی

جب حضرت علی رقہ میں تھے تو ان کی ملاقات ایک راہب سے ہوئی اس نے عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک صحابی کی لکھی ہوئی ایک کتاب حضرت علی کو سنائی اس کتاب میں رسول اللہ کی بعثت کے متعلق پیشن گوئی تھی اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ اس رسول کی امت میں سے ایک شخص فرات کے کنارے سے گزرے گا جو شخص اس کو پائے اس کی مدد کرے۔ [1]

---

[1] دیکھیں البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۵۴۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔ اس روایت کی سند میں حبہ

سخت ضعیف اور غالی شیعہ ہے اور مسلم اعور متروک ہے یعنی اس پر جھوٹ کی تہمت ہے تہذیب التہذیب الغرض یہ روایت جعلی ہے۔

دریائے فرات کا پل عبور کرنے کے بعد

دریائے فرات کو پار کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی کو حکم دیا کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھیں حکم کی تعمیل میں وہ دریائے فرات کے کنارے چلتے ہوئے عانات پہنچے عانات میں انہیں خبر ملی کہ حضرت امیر معاویہ بھی مقابلہ کے لیے بڑھ رہے ہیں زیاد اور شریح نے سوچا کہ ہمارے اور حضرت علی کے درمیان دریا نہیں ہونا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ دونوں ایک دوسرے سے کٹ جائیں اور امیر معاویہ سے مقابلہ میں شکست کھا جائیں لہذا انہوں نے عانات سے کہلوایا کہ ہمارے لیے پل بنادو انہوں نے پل بنانے سے انکار کر دیا زیاد اور شریح وہاں سے واپس ہو گئے ہیت پہنچ کر انہوں نے دریاء کو پار کیا اور قرقیسا پہنچ کر حضرت علی کے لشکر کے ساتھ مل گئے۔ (1)

(1) طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۴ راوی ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۷۴۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

پانی کے گھاٹ پر قبضہ کے لئے خوب لڑائی ہوئی

حضرت علی نے ان دونوں کو پھر آگے روانہ کیا جب یہ دونوں روم کی سرحد پر پہنچے تو سامنے سے عمرو بن سفیان شامی لشکر کا مقدمۃ الجیش لے کر آتے ہوئے نظر آئے انہوں نے حضرت علی کو

اطلاع دی حضرت علی نے اشتر کو ان دونوں کی مدد کے لئے روانہ کیا اور اس کو مقدمۃ الجیش کا امیر بنا دیا اشتر کو روانہ کرتے وقت حضرت علی نے اس کو ہدایت کی کہ جنگ میں پہل نہ کرنا بار بار اطاعت کی دعوت دینا الغرض اشتر زیاد اور شریح سے جا ملا دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے تھے عمرو بن سفیان نے حملہ کیا کچھ دیر جنگ ہوئی پھر عمرو واپس لوٹ گیا دوسرے روز پھر بڑی زبر دست جنگ ہوئی شام کو دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ لوٹ گئے اشتر نے اچانک شامی لشکر پر حملہ کر دیا اس حملہ میں شامی لشکر کا ایک سوار عبداللہ بن منذر مارا گیا عمرو بن سفیان پیچھے ہٹ گیا اور اشتر آگے بڑھ گیا اشتر نے عمرو کو اپنے مقابلے کی دعوت دی عمرو نے انکار کر دیا بہرحال لڑائی رات تک جاری رہی جب رات ہوگئی تو لڑائی بند ہوگئی رات کو کسی وقت شامی لشکر وہاں سے چلا گیا اشتر اپنے مقدمہ کو لے کر آگے بڑھ گیا اور امیر معاویہ کے لشکر کے قریب جا پہنچا حضرت علی بھی پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گئے اور ایک مناسب مقام پر پڑاؤ کیا کچھ دیر بعد چند نوجوان پانی لینے گئے تو شامیوں نے انہیں پانی لینے نہیں دیا پانی پر جنگ ہوئی اور خوب ہوئی حضرت عمرو بن العاص نے اپنے لشکر کو حملہ کا حکم دیا تو اشتر نے بھی اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا بڑی سخت جنگ ہوئی۔ (1)

---

(1) تاریخ طبری جلد ۳ حصہ دوم صفحہ (۵۷۶ تا ۵۷۷) راوی ابو مخنف کذاب ہے دیکھیں طبری مترجم۔ تقریباً یہی مضمون البدایہ والنہایہ جلد ۷ کے صفحہ ۲۵۵ پر ہے لیکن بے سند ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ پیاسے مر جائیں گے جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پیاسے شہید ہوئے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں ان کو پانی لینے نہیں دوں گا وہ پیاسے مر جائیں گے

جس طرح حضرت عثمان پیاسے مر گئے۔ ①

① مروج الذهب ومعادن الجواہر یعنی تاریخ مسعودی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۱۵۔طبع نفیس اکیڈمی کراچی بے سند ہے

شامیوں نے عراقیوں کے لئے گھاٹ خالی کر دیا

کافی جنگ کے بعد شامیوں نے عراقیوں کے لئے گھاٹ خالی کر دیا دونوں طرف سے سقے پانی بھرتے رہے۔ ①

① طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۱۵۷۸ ابو مخنف کذاب ہے۔تقریبا یہی مضمون البدایہ جلد ہفتم صفحہ ۲۵۶ طبع دارالاشاعت کراچی پر ہے لیکن بے سند ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف قاصد بھیجا اور کہا: کہ تم نے ہم کو پانی سے روک دیا ہم پانی حاصل کر کے رہیں گے

حضرت علی نے صعصہ بن صوحان کو قاصد بنا کر حضرت امیر معاویہ کے پاس بھیجا حضرت علی نے صعصہ کے توسط سے حضرت معاویہ سے کہلوایا کہ تم نے جنگ کی ابتداء کر کے غلطی کی ہم تو بغیر حجت پوری کیے جنگ نہیں کرنا چاہتے تھے دوسری غلطی تم نے یہ کی ہے کہ ہم کو پانی لینے سے روک دیا حالانکہ لوگ پانی سے رکنے والے نہیں پانی تو وہ حاصل کر کے رہیں گے تم اپنے لشکر سے کہہ دو

کہ پانی کا راستہ چھوڑ دے ورنہ پھر جنگ ہوگی اور پانی وہی حاصل کر سکے گا جو غالب ہوگا۔ [1]

(1) طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۸ و ۵۶۹ ابو مخنف کذاب ہے۔ البدایہ جلد حصہ ہفتم صفحہ ۲۵۶ طبع دار الاشاعت کراچی پر بھی تقریبا یہی مضمون ہے لیکن بے سند ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۷۹۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کیا اور گھاٹ پر قبضہ کرلیا

صعصہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے ساتھ تلخ کلامی ہوئی انہوں نے صعصہ کو قتل کرنے کی دھمکی دی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا صعصہ سے کچھ نہ کہو یہ قاصد ہے صعصہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کا کیا جواب ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرا جواب تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کچھ دیر بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے متعدد سوار گھاٹ پر پہنچنا شروع ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کیا اور گھاٹ پر قبضہ کرلیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سواروں سے فرمایا پانی لے کر لوٹ آؤ اور پانی سے کسی کو نہ روکو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوار پانی لے کر لوٹ گئے پھر دو دن تک دونوں لشکر خاموش پڑے رہے۔ [1]

(1) تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۹ اس میں ابو مخنف راوی کذاب ہے البدایہ کے حصہ ہفتم صفحہ ۲۵۶ طبع دار الاشاعت کراچی۔ پر بھی یہی مضمون ہے لیکن بے سند ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۸۰۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

سبائیوں کی کوشش رہی کہ دونوں لشکروں میں ایک دوسرے کی محبت پیدا نہ ہو جائے

سکون اور خاموشی کے ایام میں سبائی جماعت جو حضرت علی کے ساتھ شریک تھی اور جس کا کوئی علیحدہ وجود نہیں تھا بڑی سرگرمی سے مصروف کار رہی اس نے اپنی انتہائی کوشش اس بات میں صرف کر دی کہ لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت و رعایت مطلق نہ پیدا ہو سکے اور عداوت ونفرت ترقی کرے۔ (1)

(1) تاریخ اسلام اردو مولفہ اکبر شاہ نجیب آبادی جلد اول صفحہ ۵۶۳۔طبع دارالاندلس۔ بے سند اور بے حوالہ ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین سفیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کو رائگاں جانے دوں

دو روز بعد حضرت علی نے بشیر بن عمرو سعید بن قیس اور شبث بن ربعی کو امیر معاویہ کے پاس بھیجا امیر معاویہ نے ان سے پوچھا علی کیا چاہتے ہیں انہوں نے جواب دیا وہ تمہیں تقوے اور اطاعت کا حکم دیتے ہیں حضرت معاویہ نے کہا کیا میں حضرت عثمان کے خون کو رائگاں جانے دوں اللہ کی قسم میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا تلخ و تند گفتگو ہوئی اور بالآخر یہ سفارت بھی ناکام واپس ہوگئی۔ (1)

(1) طبری جلد ۳ صفحہ ۵۶۹ و ۵۷۰ اس میں ابومخنف کذاب ہے تقریباً یہی بات ابن کثیر نے لکھی

ہے البدایہ والنہایہ جلد چہارم حصہ ہفتم صفحہ ۲۵۶ طبع دارالاشاعت کراچی۔ البدایہ کی روایت بے سند ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ سوم صفحہ ۵۸۱۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

فریقین ایک سال بھر آمنے سامنے بیٹھے رہے جنگ نہ ہوئی

دراصل فریقین میں سے کوئی بھی جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا یہی وجہ ہے کہ برابر سال بھر آمنے سامنے بیٹھے رہے لیکن یہ صورت حال سبائیوں کے لئے غیر مفید تھی اسی لیے ان کی ہر ممکن کوشش یہ تھی کہ لڑائی لگی رہے [1]

---

[1] سیرۃ الاخوین اردو مولفہ خالد گھرجاکھی ذیلی حاشیہ صفحہ ۳۱۱ بے حوالہ اور بے سند ہے۔

سال بھر تک حضرت عثمان کی خون آلودہ قمیص دکھائی جاتی رہی

سال بھر تک حضرت عثمان کی خون آلودہ قمیص دکھائی جاتی رہی سال بھر دونوں لشکر آمنے سامنے بیٹھے رہے جنگ نہیں ہوئی حضرت عثمان کی شہادت اور جنگ صفین کے درمیان اتنا وقفہ نہیں تھا حضرت عثمان کی شہادت ذوالحجہ ۳۵ھ میں ہوئی [1]

---

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۴۴۱ اور جنگ صفین صفر ۳۷ھ میں ہوئی طبری جلد ۴ صفحہ ۲۰ بہر حال یہ ایک افسانہ ہے اس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔

اشتر نخعی کی شجاعت اشتر نے شامی فوجی کا مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا

حضرت علی اور حضرت معاویہ کی طرف سے روزانہ فوجی دستے نکلتے اور معمولی سی جھڑپ کے بعد لوٹ جاتے دونوں پوری فوج کے ساتھ جنگ کو پسند نہیں کرتے تھے اس لئے کہ انہیں اس میں بڑی تباہی کا اندیشہ تھا کبھی کبھی ایک دن میں دو مرتبہ جھڑپیں ہوتیں ایک دن اشتر جنگ کے لئے نکلا جنگ شدت کے ساتھ جاری ہوگئی امیر معاویہ کی طرف سے ایک بہت لمبا اور بہت موٹا آدمی میدان میں آیا اس نے اپنے مقابلے کی دعوت دی اشتر نے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا اسی طرح پورا ایک مہینہ لڑائی جاری رہی اسی اثناء میں محرم کا مہینہ شروع ہوا تو دونوں لشکروں نے جنگ روکنے کی خواہش کی اور جنگ بند ہوگئی۔ (1)

---

(1) طبری جلد ۳ صفحہ ۷۰ ۵ و ۵۷۱ اس میں ابومخنف کذاب ہے۔ ابن کثیر نے بھی بغیر سند کے تقریبا یہی بات لکھی ہے البدایہ والنہایہ جلد ۴ حصہ ہفتم صفحہ ۲۵۶ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۸۲ طبع دار الاشاعت کراچی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاصدوں سے کہا کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ تمہارے امیر کے ساتھ ہیں وہ ان کو ہمارے حوالے کر دیں

جنگ روکنے کا مقصد صلح کی خواہش تھی حضرت علی نے حضرت عدی بن حاتم یزید بن قیس شبث بن ربعی اور زیاد بن خصفہ کو امیر معاویہ کے پاس بھیجا حضرت عدی نے ناصحانہ انداز میں

تقریر کی حضرت معاویہ نے کہا تم مبلغ اور ہادی بن کے آئے ہو صلح کی غرض سے نہیں آئے حضرت معاویہ نے ان کو دھمکی دی شبث اور زیاد نے کہا ہم تو آپ کے پاس صلح کی غرض سے آئے ہیں اور آپ اس قسم کی گفتگو فرما رہے ہیں ایسی بات کیجئے جس سے ہمیں بھی فائدہ ہو اور آپ کو بھی فائدہ ہو امیر معاویہ نے کہا کیا تم نہیں جانتے کے قاتلین عثمان تمہارے امیر کے ساتھ ہیں وہ ان قاتلین کو ہمارے حوالے کردیں اس کے بعد ہم تمہارے امیر کی اطاعت کرنے اور اتحاد جماعت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں اس کے بعد شبث نے کچھ سخت گفتگو کی امیر معاویہ نے دھمکی دی اور یہ وفد بھی ناکامی کی حالت میں واپس ہو گیا [1]

---

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۲ و ۱۳ اس میں بھی ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری مترجم اردو جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۸۳ طبع دارالاشاعت کراچی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم امیر کی اطاعت اور اتحاد جماعت کو اس شرط پر قبول کرنے کے لئے تیار ہیں کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو ہمارے حوالے کیا جائے

ایک موقع پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اطاعت قبول کرنے اور جماعت میں آنے کو تیار ہیں بشرطیکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو ہمارے حوالے کردیں [1]

---

[1] تاریخ ابن خلدون جلد ۲ حصہ اول ۱۷۱ بے سند ہے۔ یہی مضمون البدایہ والنہایہ جلد ۴ حصہ ہفتم کے صفحہ ۲۵۳ پر بے سند مروی ہے اسی کتاب میں یہی مضمون صفحہ ۲۵۸ پر دوہرایا گیا ہے لیکن

سند میں وہی ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ قاتلین عثمان کو ہمارے حوالے کردیں میں اہل شام میں سب سے پہلے بیعت کروں گا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو ہمارے حوالے کردیں میں اہل شام میں سب سے پہلے بیعت کروں گا۔ (1)

(1) البدایہ جلد ۴ حصہ ہفتم صفحہ ۲۵۹ ـ طبع دارالاشاعت کراچی۔ حسین بن دیزیل کا حال نہیں ملتا پوری سند نقل نہیں کی گئی لہذا یہ روایت نا قابل اعتبار ہے۔

خلافت ہمارا حق تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ زبردستی خلیفہ بن گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک وفد روانہ کیا اس وفد میں حبیب بن مسلمہ شرحبیل بن سمط اور معن بن یزید شامل تھے حبیب نے کہا اے علی اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا تو قاتلین عثمان کو ہمارے حوالے کردو اور خلافت کو لوگوں کی رائے پر چھوڑ دو حضرت علی کو غصہ آ گیا انہوں نے فرمایا تمہاری ماں مرے تمہارا خلافت اور اس کی دست برادری سے کیا تعلق کچھ تلخ گفتگو ہوتی رہی پھر شرحبیل نے کہا آپ نے جو جواب دیا ہے کیا

اس کے علاوہ بھی آپ کے پاس کوئی اور جواب ہے حضرت علی نے حمد وثناء کے بعد فرمایا اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا انہوں نے اللہ کے احکام لوگوں کو پہنچائے پھر اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا لوگوں نے حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنایا حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنا دیا یہ دونوں حضرات نیک سیرت تھے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ دونوں ہم پر زبردستی خلیفہ بن گئے اس لئے کہ رسول اللہ کی آل ہونے کی وجہ سے ہم اس کے مستحق تھے پھر حضرت عثمان خلیفہ ہوئے لوگوں نے ان پر نکتہ چینی کی اور بغاوت کر کے انہیں شہید کر دیا پھر لوگ میرے پاس آئے اور بیعت لینے پر اصرار کیا تو میں نے بیعت لے لی رہا معاویہ کا اختلاف تو اللہ نہ انہیں دین میں سبقت عطا فرمائی انہوں نے مجبوراً اسلام قبول کیا تم ایسے لوگوں کو نبی کی اہل بیت کے مقابلہ پر لائے ہو حالانکہ اہل بیت سے اختلاف کسی صورت میں مناسب نہیں قاصدوں نے سوال کیا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس حالت میں شہید کیے گئے کہ وہ مظلوم تھے حضرت علی نے فرمایا اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اس حال میں شہید کیے گئے کہ وہ ظالم تھے غرض یہ کہ یہ سفارت بھی ناکام ہوگئی (1)

---

(1) طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۸۶ طبع دارالاشاعت کراچی۔ ابو مخنف راوی کذاب ہے ابن کثیر نے اس تقریر کا انکار کیا ہے البدایہ والنہایہ جلد ۴ حصہ ہفتم صفحہ ۲۵۸ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اس تقریر کی نسبت حضرت علی کی طرف درست نہیں الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔ مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی اصل جواب کو ٹال گئے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ قاتلین عثمان کو حضرت معاویہ کے حوالہ کرنے کے لئے تیار ہیں اصل جواب کو ٹالنا سمجھ میں نہیں آتا ایسا کسی سچے واقعہ میں تو نہیں ہوسکتا ہاں افسانے میں ہوسکتا ہے اور یہ افسانہ ہی تو ہے

دس ہزار آدمیوں نے کہا ہم سب حضرت عثمان کے قاتل ہیں

روایت ہے: دس ہزار آدمیوں نے کہا ہم سب حضرت عثمان کے قاتل ہیں [1]

(1) سیرۃ الاخوین خالد گھر جاکھی صفحہ ۳۰۹ طبع ادارہ احیاء السنۃ گر جاکھ بے حوالہ اور بے سند ہے۔

بیس ہزار آدمیوں نے کہا کہ ہم حضرت عثمان کے قاتل ہیں

روایت ہے کہ بیس ہزار آدمیوں نے کہا کہ ہم حضرت عثمان کے قاتل ہیں۔ [1]

(1) سیرۃ الاخوین خالد گھر جاکھی ۳۱۱ طبع ادارا حیاث السنۃ گر جاکھ بے سند اور بے حوالہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے ایک بڑا گروہ کثیر نکل کر کہنے لگا ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے جس کا جی چاہے ہمیں تیر مارے

تاریخ ابن کثیر میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت علی کے لشکر سے ایک خلق کثیر نکل کر کہنے لگی ہم نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے جس کا جی چاہے ہمیں تیر مارے۔ [1]

(1) البدایہ والنہایہ جلد ۴ حصہ ہفتم صفحہ ۲۵۹ طبع دار الاشاعت کراچی۔ ابن دیزیل کا حال نہیں ملتا

لہذا یہ روایت نا قابل اعتبار ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ نہ کہو کہ اہل شام کافر ہو گئے یہ کہو کہ انہوں نے گناہ کیا اور ظلم کیا

روایت ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ نہ کہو کہ اہل شام کافر ہو گئے یہ کہوں کہ انہوں نے گناہ کیا اور ظلم کیا۔ (1)

(1) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۲ من مکتبہ شاملہ۔ راوی رباح پہچانا نہیں جاتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے ایک شخص نے کہا کہ اہل شام کافر ہو گئے ہیں حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہ کہو

ایک شخص نے کہا اہل شام کافر ہو گئے حضرت عمار نے کہا یہ نہ کہو ہمارے اور ان کے نبی ایک ہیں ہمارا اور ان کا قبلہ ایک ہے وہ آزمائش میں مبتلا ہو گئے انہوں نے حق سے روگردانی کی ہے لہذا ہم حق پر ہیں کہ ہم ان سے لڑیں جب تک وہ حق کی طرف نہ لوٹیں (1)

(1) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۲ راوی حسن بن حکم بہت خطا کرتا ہے اور شدت سے وہم کرتا ہے اس کی خبر سے احتجاج ٹھیک نہیں تہذیب الغرض یہ روایت جھوٹی ہے

دونوں طرف کے علماء فضلاء اور حفاظ قرآن کی ایک جماعت خونریزی کو ناپسند کرتی تھی

مولانا خالد گھر جاکھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جنگ رکی ہوئی تھی دونوں اطراف کے علماء فضلاء اور حفاظ قرآن کی ایک جماعت تھی جو دل سے خونریزی کو ناپسند کرتی تھی۔ (1)

(1) سیرۃ الاخوین صفحہ ۳۱۰ طبع ادارہ احیاء السنۃ گرجاکھ بے حوالہ اور بے سند ہے۔

ماہ محرم گزرنے کے بعد مسلسل سات دن تک لڑائی کا قصہ

ماہ محرم ۳۷ھ گزر جانے کے بعد پھر جنگ شروع ہوگئی پہلے روز اشتر اور حبیب بن مسلمہ کا مقابلہ ہوا دونوں فوجوں کے درمیان بہت سخت مقابلہ ہوا دوپہر کے وقت دونوں لشکر اپنی اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ گئے

دوسرے روز ہاشم بن عتبہ اور حضرت عمرو بن سفیان ابوالاعور کا مقابلہ ہوا۔ گھسان کی جنگ کے بعد دونوں لشکر لوٹ گئے۔ تیسرے دن حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص میدان میں آئے سخت ترین جنگ ہوئی۔

چوتھے دن عبید اللہ بن عمر اور محمد بن علی کا مقابلہ ہوا۔ حضرت علی نے اپنے بیٹے محمد کو آواز دی اور ان کو ٹھہر جانے کا حکم دیا حضرت علی خود عبید اللہ کے مقابلے پر پہنچے عبید اللہ نے مقابلہ سے انکار کر دیا جنگ کے بعد پھر دونوں لشکر واپس ہوگئے

پانچویں روز حضرت ابن عباس اور ولید بن عقبہ کا مقابلہ ہوا

چھٹے روز قیس انصاری اور ابن ذوالکلاع الحمیری لشکر لے کر میدان میں آئے اور سخت مقابلہ

کے بعد دونوں لشکر واپس لوٹ گئے

ساتویں روز اشتر اور حبیب بن مسلمہ کا پھر مقابلہ ہوا۔ شدید جنگ ہوئی لیکن کوئی غالب نہیں آیا۔ (1)

(1) طبری جلد ۴ صفحہ ۷ تا ۹ ابو مخنف کذاب ہے تقریباً یہ حال ابن کثیر نے بھی بیان کیا ہے البدایہ والنہایہ جلد ۴ حصہ ہفتم صفحہ ۲۶۱ طبع دار الاشاعت کراچی۔ جابر جعفی اور ابن الکلبی کذاب ہیں الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۹۰، ۵۹۱۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی میدان جنگ میں پر جوش تقریر

حضرت علی نے میدان جنگ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا ان پر ضرب کاری لگاؤ ان کے سروں پر شیطان سوار ہے اور اپنی دونوں کلائیاں بچھائے ہوئے ہے (1)

(1) تاریخ مسعودی بے سند ہے۔ مروج الذهب ومعادن الجواہر حصہ دوم جلد اول صفحہ ۳۱۹۔ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

حضرت حذیفہ نے اپنے بیٹوں سے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں اور ان کے مخالف باطل پر ہیں

روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں اور ان

کے مخالف باطل پر ہیں [1]

---

① تاریخ مسعودی بے سند ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ مروج الذھب ومعادن الجواہر حصہ دوم جلد اول صفحہ ۳۲۳۔ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

آٹھویں دن شدید ترین جنگ مگر کوئی دوسرے پر غالب نہ آ سکا

آٹھویں دن بھی سخت ترین جنگ ہوئی لیکن کوئی غالب نہیں آیا نماز کے اوقات میں لڑائی رک جاتی تھی اس دن کثرت سے لوگ قتل ہوئے لیکن فتح کسی کو حاصل نہ ہو سکی [1]

---

① طبری جلد ۴ صفحہ ۱۰ ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۹۴۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔

عبداللہ بن بدیل نے حبیب بن مسلمہ پر شدید حملہ کیا اور شامی فوج پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئی

پھر دونوں لشکر مد مقابل ہوئے امیر معاویہ نے ایک بڑا قبہ لگوایا جس پر پردے لٹکے ہوئے تھے اس روز اہل شام کی ایک بڑی جماعت نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر موت پر بیعت کی معاویہ نے دمشق کے سواروں کو حکم دیا کہ تمام لشکروں کے چاروں طرف پھیل جائیں۔

اس روز عبداللہ بن بدیل اپنا میمنہ لیکر نکلے اور حبیب بن مسلمہ پر حملہ کر دیا جو شامی میسرہ کے سالار اعظم تھے اور یہ حملہ اتنا سخت تھا کہ عبداللہ بن بدیل شامی میسرہ کو دباتے ہوئے چلے گئے شامی

سوار جو بھی ان کے سامنے آتا انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے وہ شامی میسرہ کو پیچھے دھکیلتے رہے حتی کہ ظہر کے وقت شامی میسرہ پیچھے ہٹتے ہٹتے حضرت معاویہ کے قبہ تک پہنچ گئے [1]

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۱۰ اس میں ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۹۴۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے میمنہ اور میسرہ لشکر کی پسپائی

عبداللہ بن بدیل نے سخت جنگ کی شامی لشکر پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا حبیب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے میمنہ پر سخت حملہ کیا عراقی فوج بھاگنے لگی عبداللہ بن بدیل کے ہمراہ صرف دو تین سو افراد رہ گئے اہل مدینہ بھی بھاگنے پر مجبور ہو گئے شکست حضرت علی تک پہنچ گئی مجبوراً حضرت علی کو قلب چھوڑنا پڑا وہ میسرہ کی طرف چلے لیکن میسرہ قبیلہ مضر پر مشتمل تھا بھاگ کھڑا ہوا صرف قبیلہ ربیعہ ثابت قدم رہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام کیسان کو ایک اموی غلام نے قتل کر دیا حضرت علی اموی غلام کے پاس پہنچے اور اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا وہ اموی غلام مر گیا [1]

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۱۲ و ۱۳ ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری حصہ سوم جلد دوم صفحہ ۵۹۷۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر سے فرمایا ان بھگوڑوں سے کہو کیا تم موت سے بھاگ رہے ہو

حضرت علی رضی اللہ عنہ میسرہ کی جانب بڑھے تو سامنے سے اشتر کا گزر ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر

سے فرمایا ان بھگوڑوں سے کہو کیا تم موت سے بھاگ رہے ہو جسے تم ہٹا نہیں سکتے الغرض بھگوڑوں کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہوگئی اشتر نے حملہ کیا ہمدانی جوان آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہے تھے یہاں تک کہ ان کے ایک سو اسی آدمی قتل ہوگئے جن میں گیارہ علمبردار رئیس تھے۔[1]

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۱۳ و ۱۴ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۹۸۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔

اشتر نے حمایت علی رضی اللہ عنہ کا حق ادا کر دیا

لوگ اشتر کے پاس آ کر جمع ہوگئے وہ مخالف لشکر کو پیچھے ہٹاتے رہے اشتر حملہ کرتا کرتا ابن زیاد النضر کے پاس سے گذر ہوا جو مخالف لشکر پر حملہ کر رہا تھا جب عبداللہ بن بدیل اور ان کے ساتھیوں کو میمنہ میں شکست ہوئی تو زیاد نے آگے بڑھ کر اہل مدینہ کا جھنڈا سنبھالا زیاد لڑتا رہا یہاں تک کہ قتل ہوگیا جب وہ قتل ہوگیا تو چند کے علاوہ کوئی میدان میں نہ ٹھہرا کچھ دیر بعد یزید بن قیس دشمن پر حملہ کرتے ہوئے نظر آئے انہوں نے اہل مدینہ کا جھنڈا اٹھالیا یزید برابر جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ بھی قتل ہوگیا اشتر نے کہا صبر جمیل صبر جمیل کے سوا اور ہم کیا کر سکتے ہیں۔[1]

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۱۴ و ۱۵ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۵۹۹۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔

اشتر کی جنگ کے موقعہ پر ہمت افزا تقریر

اشتر کے پاس جب میمنہ کے شکست خوردہ لوگ پہنچے تو اشتر انہیں جنگ پر ابھارتا ایک موقع پر اس نے بڑی ہمت افزا تقریر کی اس کے بعد مخالفین پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹا دیا وہ دشمن کو پیچھے ہٹاتے ہٹاتے امیر معاویہ کے لشکروں تک پہنچ گیا پھر اس نے عبداللہ بن بدیل کا رخ کیا اور ان کو دشمن کے نرغے سے نکالا پھر عبداللہ بن بدیل اپنے ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھتے بڑھتے وہ امیر معاویہ کے قریب پہنچ گئے دشمن نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا صرف چند ہی لوگ زخمی ہو کر لوٹے شامی سپاہی انہیں گھیرنا چاہتے تھے اشتر نے ابن جمہان کو ان لوگوں کو بچانے کے لئے بھیجا ابن جمہان نے شامیوں کو پیچھے ہٹا دیا اور وہ لوگ ان کے نرغے سے نکل کر اشتر کے پاس پہنچے [1]

---

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۱۵ و ۱۶ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ دیکھیں طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۰۰ طبع دار الاشاعت کراچی۔

سخت اور خونریز جنگ اشتر نے شامیوں کو پیچھے ہٹا دیا

اشتر حضرت معاویہ کی طرف بڑھا اور حضرت معاویہ بھی مقابلے کے لئے آئے بڑی سخت جنگ ہوئی پھر اشتر نے ہمدانیوں کے ساتھ شامیوں پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ ان کو دھکیلتے دھکیلتے اس مقام پر پہنچ گیا جہاں پانچ صفیں حضرت معاویہ کے گرد اپنے آپ کو عماموں سے باندھے کھڑی تھیں اشتر نے اتنا سخت حملہ کیا کہ چار صفین تتر بتر ہو گئیں پھر پانچویں صف پر حملہ کیا جب اشتر اور اس کے ساتھ حضرت معاویہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے گھوڑا طلب کیا اور مقابلہ کے لئے ڈٹ گئے [1]

① طبری جلد ۴ صفحہ ۱۶ و ۱۷ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۲۰۲ طبع دار الاشاعت کراچی۔

ابوشداد کی بہادری اور قتل

قبیلہ بحیلہ نے ابوشداد سے علم اٹھانے کے لئے کہا ابوشداد نے کہا اگر تم مجھے یہ جھنڈا دو گے تو میں اس وقت تک دم نہیں لوں گا جب تک اس سونے کی چھتری والے کے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ اہل قبیلہ نے کہا آپ کا جو جی چاہے کیجئے غرض کے وہ صفوں کو چیرتے پھاڑتے اس چھتری والے (یعنی بقول لوگوں کے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید مخزومی) کے پاس پہنچ گئے بڑی سخت جنگ ہوئی اور ابوشداد قتل ہو گئے۔ ①

① طبری جلد ۴ صفحہ ۱۸ ابو مخنف راوی کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۲۰۳۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

علوی فوج کے جندب بن زہیر اور اس کے ساتھیوں کا قتل

پھر جندب بن زہیر مقابلہ کے لئے نکلے ان کو شامی سردار نے قتل کر دیا پھر جندب کی جماعت سے عجل اور سعد بھی قتل ہو گئے پھر عقبہ بن حدید اور ان کے تین بھائی آگے بڑھے اور وہ بھی قتل ہو گئے ①

① طبری جلد ۴ صفحہ ۱۹ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم

صفحہ ۶۰۵۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔

شمر ابن ذی الجوشن کی جنگ

شامی فوج میں سے ادھم بن محرز نے شمر ابن ذی الجوشن الضابی کو مقابلہ کی دعوت دی جب شمر مقابلہ کے لئے پہنچا تو ادھم نے اس کے چہرہ پر تلوار کا وار کیا اور اسے پچھاڑ دیا۔ کہا تیرے وار کا بدلہ ہے[1]

---

(1) طبری جلد ۴ صفحہ ۲۰ ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۰۶۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔ (1)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی عبدالرحمٰن ابن محرز الکندی کی شجاعت

پھر ایک شامی نے مقابلہ کی دعوت دی عبدالرحمٰن ابن محرز کندی مقابلہ کے لئے نکلے کچھ دیر مقابلہ ہوتا رہا آخر عبدالرحمٰن نے اس شامی کو قتل کر دیا۔

---

(1) طبری جلد ۴ صفحہ ۲۱ ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۰۸۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔ (1)

عکی قبیلہ عک کے ایک شخص کا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی قیس سے مقابلہ

پھر شامیوں کی طرف سے قبیلہ عک کا ایک شخص مقابلہ کی دعوت دیتا ہوا نکلا۔ قیس بن فہدان

اس سے مقابلہ کے لئے نکلے۔ علی نے قیس کو خوب مارا قیس کے ساتھی قیس کو اٹھا کر لے آئے۔

(1) طبری جلد ۴ صفحہ ۱۲۱ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۲۰۸ طبع دار الاشاعت کراچی۔[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی قیس بن یزید امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے

قیس بن یزید عراقی لشکر سے نکل کر شامی لشکر میں جا ملا۔ شامی لشکر سے وہ دعوت مقابلہ دیتے ہوئے نکلا اس کے مقابلہ کے لئے ابو العمرطہ بن یزید نکلا وہ دونوں بھائی تھے دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور بلا مقابلہ واپس ہو گئے

(1) طبری جلد ۴ صفحہ ۱۲۱ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۲۰۹ طبع دار الاشاعت کراچی۔[1]

ایک دن قبیلہ طے نے بڑی سخت جنگ کی

طبری کہتے ہیں ابو مخنف نے جعفر بن حذیفہ الطائی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ ایک دن قبیلہ طے نے بڑی سخت جنگ لڑی۔ ان کی جنگ دیکھ کر بہت سی جماعتوں نے انہیں گھیر لیا حمزہ بن مالک نے آگے بڑھ کر ان سے سوال کیا کہ تم لوگ کون ہو؟...... ......)[1]

(1) تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۰۹ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ اردو مترجم۔ طبع دار

الاشاعت کراچی۔

خنثر بن عبادہ کا جنگ سے بھاگنے والوں کو خطاب

طبری کہتے ہیں ابومخنف نے بواسطہ التیمی، بنومحارب کے بعض بزرگوں کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ بنومحارب قبیلہ کا ایک شخص جس کا نام خنثر تھا بہت بہادر تھا اس کے ساتھی بھاگنے لگے تو اس نے للکارا ان کو جنگ پر ابھارا اس کے بعد اس نے سخت جنگ کی یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گیا پھر وہ ان پانچ سو اشخاص سے جا ملا جو جنگ سے علیحدہ ہو کر دسکرہ اور بندنیجین میں مقیم ہو گئے تھے [1]

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۱۲۲ ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۱۱۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔

قبیلہ نخع کی جانثاری و بہادری کا قصہ

ابن جریر طبری کہتے ہیں قبیلہ نخع نے بھی بڑی سخت جنگ کی ان کے کئی آدمی قتل ہو گئے [1]

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۱۲۳ ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۱۱۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اللہ کے جھنڈے ہیں اللہ ان کے اٹھانے والوں کو محفوظ رکھے

زیاد بن خصفہ کہتے ہیں جب علوی میمنہ نے شکست کھائی تو حضرت علی ہمارے پاس آئے اور کہا یہ کس کے جھنڈے ہیں ہم نے کہا یہ ربیعہ کے جھنڈے ہیں حضرت علی نے فرمایا یہ اللہ کے جھنڈے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اٹھانے والوں کو محفوظ رکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا میں وہاں جم کر کھڑا ہو گیا میرے ساتھی بھی میرے پاس پہنچ گئے۔ [1]

(1) طبری جلد ۴ صفحہ ۲۳ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

عبید اللہ بن عمر کی بہادری، شجاعت اور شہادت کا قصہ

ابن جریر طبری کہتے ہیں ابو مخنف نے بواسطہ التیمی روایت کیا ہے ... شامی فوج سے ذوالکلاع نے قبیلہ ربیعہ پر جو عراقی فوج کا میسرہ تھا حملہ کیا ذوالکلاع کے ساتھ عبید اللہ بن عمر بھی تھے انہوں نے پیدل اور سوار فوج کے ساتھ بڑا سخت حملہ کیا عراقی فوج کا میسرہ پیچھے ہٹ گیا اس حملہ کے بعد شامی لوٹے لیکن کچھ دور جانے کے بعد انہوں نے پلٹ کر پھر حملہ کیا عراقی میسرہ کے کچھ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے کچھ لوگ ڈٹے رہے الغرض ربیعہ کا حمیرا اور حضرت عبید اللہ بن عمر سے سخت مقابلہ ہوا ذوالکلاع اور حضرت عبید اللہ بن عمر شہید ہو گئے۔ [1]

(1) طبری جلد ۴ صفحہ ۲۴ و ۲۵ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۱۵ ۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

ربیعہ بن لقیط کہتا ہے ہم صفین میں تھے آسمان نے ہم پر خون برسایا

ربیعہ بن لقیط کہتا ہے ہم صفین میں حضرت علی و معاویہ کے ساتھ حاضر تھے تو آسمان نے ہم پر تازہ خون برسایا۔[1]

[1] البدایہ والنہایہ جلد ۴ حصہ ہفتم صفحہ ۱۰۲ طبع دار الاشاعت کراچی۔ ربیعہ کا حال نہیں ملتا لہذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ افسوس تم نے اپنے دین کو مصر کی حکومت کے بدلہ میں بیچ ڈالا

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو ہمارے ساتھ ان لوگوں کے مقابلہ میں چلو جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے بدلے کا مطالبہ کر رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ وہ مظلوم قتل کیے گئے یہ لوگ اپنے متبعین کو یہ کہہ کر دھوکا دیتے ہیں کہ ان کے امام مظلوم قتل ہوئے پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ آگے بڑھے ایک جماعت بھی ان کے ساتھ تھی حضرت عمار رضی اللہ عنہما بڑھتے بڑھتے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور ان سے فرمایا اے عمرو تم نے اپنے دین کو مصر کی حکومت کے بدلہ میں بیچ ڈالا تم پر افسوس تو اسلام میں بھی ہمیشہ ٹیڑھی چال چلتا رہا۔[1]

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۲۷ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۱۸۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نہ نیک ہے اور نہ متقی

ابن جریر طبری کہتے ہیں کہ موسیٰ بن عبدالرحمٰن المسروقی نے بحوالہ عبید بن الصباح، ابو عبدالرحمٰن سلمی سے یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت عمار نے حضرت عمرو بن العاص کے متعلق فرمایا میں نے ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین مرتبہ جنگ کی اور یہ چوتھی مرتبہ ہے یہ شخص نہ نیک ہے اور نہ متقی۔ (1)

(1) طبری جلد ۳ صفحہ ۱۲۸ اس روایت کی سند میں دو راوی ضعیف ہیں عبید بن الصباح کو ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے میزان الاعتدال (۴۲/۵) المغنی (۴۱۹/۲) الجرح والتعدیل (۴۰۸/۵) الضعفاء والمتروکین (۱۵۹/۲) الضعفاء الکبیر (۱۱۷/۳) امام عقیلی نے بھی ضعیف کہا ہے لسان المیزان دوسرا راوی عطاء بن مسلم ہے اس کے متعلق امام یحیٰی بن معین کہتے ہیں اسکی احادیث منکر ہوتی ہیں امام ابو حاتم نے کہا قوی نہیں امام ابوداؤد نے کہا ضعیف ہے امام احمد نے کہا مضطرب الحدیث ہے تہذیب التہذیب ابن عدی کہتے ہیں اس کی بعض احادیث منکر ہیں کامل ابن عدی جلد ۵ صفحہ ۲۰۰۵ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۱۹۔ طبع دارالاشاعت کراچی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور دلیری دشمن سے لڑتے لڑتے تلوار ٹیڑھی ہوگئی

حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں کہتے ہیں کہ ابن جریر نے متعدد طرق سے ابوعبدالرحمٰن سلمی کا قول نقل کیا ہے کہ صفین میں دو شخص حضرت علی کی حفاظت کرتے تھے کہ دونوں حضرت علی کے گھوڑے کے ادھر ادھر رہتے تھے اور انہیں حملہ کرنے سے روکتے تھے لیکن جب وہ دونوں غفلت

میں ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ حملہ کرلیا کرتے تھے۔ اور اس وقت تک واپس نہیں لوٹتے تھے جب تک کہ ان کی تلوار خون سے سرخ نہ ہو جاتی اسی طرح انہوں نے ایک دن حملہ کیا تو اس وقت تک نہ لوٹے جب تک کہ ان کی تلوار مڑ نہ گئی۔ انہوں نے اپنی یہ تلوار اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک دی اور فرمایا اگر میری تلوار نہ مڑتی تو میں ہرگز نہ لوٹتا۔ ①

① طبری جلد ۴ صفحہ ۱۲۸ اس روایت کی سند میں بھی عطاء بن مسلم ضعیف ہے جس پر جرح اوپر گزر چکی ہے یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۱۹۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔ تاریخ ابن کثیر حصہ ہفتم جلد چہارم صفحہ ۲۶۸۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علم بردار ہاشم بن عتبہ کے شامیوں پر حملے

حضرت علی کے علم بردار ہاشم بن عتبہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ متعدد بار شامیوں پر حملہ کیا شامیوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا ہاشم نے پھر بہت سخت حملہ کیا اور کسی حد تک خوش کن بات دیکھی۔ ①

① طبری جلد ۴ صفحہ ۳۰ ا ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۲۲۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فریقین کی الزام تراشیاں

شامیوں میں سے ایک نوجوان مقابلہ کے لئے نکلا وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

میں غسان کے بادشاہ کا بیٹا ہو

عثمان کا دین میرا دین ہے
مجھے ایک درد ناک خبر ملی ہے
کہ علی نے ابن عفان کو قتل کیا ہے

وہ سختی سے بار بار حملہ کرتا اور اس وقت تک پیچھے نہ ہٹتا جب تک کسی کو تلوار نہ مار لیتا پھر گالیاں دیتا ہاشم نے کہا اللہ سے ڈر نوجوان نے کہا میں تم سے اس لئے جنگ کر رہا ہوں کہ تمہارا امیر نماز نہیں پڑھتا اور تم بھی نماز نہیں پڑھتے تمہارے امیر نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا ہے اور تم نے بھی ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا ہاشم نے کہا تیرا عثمان کے ساتھ کیا تعلق ان کو تو اصحاب محمد ﷺ نے ان کے بیٹوں نے اور قراء نے قتل کیا ہے اور اس وقت کیا ہے جب انہوں نے بدعتیں نکالیں اور کتاب اللہ کے حکم کی مخالفت کی قاتلین عثمان تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے زیادہ دیندار اور لوگوں کے امور میں تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے زیادہ گہری نظر رکھنے والے ہیں ذرا ایک لمحہ کے لئے رک جاو وہ رک گیا ہاشم نے کہا تو اس معاملہ کو ان لوگوں کے لئے چھوڑ دے گا جو اس سے تیرے مقابلہ میں زیادہ واقف ہیں اس نوجوان نے کہا میرا گمان ہے کہ آپ نے مجھے اچھی نصیحت کی اس نوجوان نے توبہ کی اور میدان جنگ سے چلا گیا۔ [1]

---

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۳۰ و ۳۱ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۲۲، ۶۲۳۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے کہا جنت کی طرف چلو حوروں نے تمہارے لئے زینت کی ہے

ابن جریر طبری کہتے ہیں حضرت عمار رضی اللہ عنہ دونوں صفوں کے درمیان سے نکلتے اور بلند آواز

سے فرماتے تھے جنت کی طرف چلو حوروں نے تمہارے لئے بناؤ سنگھار کیا ہے۔[1]

---

(1) دیکھیں مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۲ من مکتبہ شاملہ۔ محمد بن راشد پہچانا نہیں جاتا مسلم ابن اجدع کا حال نہیں ملتا یہ روایت باطل ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۲۰ طبع دار الاشاعت کراچی۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا اپنے علوی ساتھیوں کو جنگ پر ابھارنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جھنڈا سیاہ تھا جھنڈے کو ہاشم بن عتبہ اٹھائے ہوئے تھے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے برابر تالیف کرتے وہ کہتے جاتے تھے اے اللہ کے بندو صبر کرو جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔[1]

---

(1) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۱ من مکتبہ شاملہ۔ راوی زید بن عبد العزیز کا حال نہیں ملتا لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۲۰ طبع دار الاشاعت کراچی۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر حملہ اور ان کی شہادت

حضرت عمار حضرت علی کے علمبردار ہاشم کے پاس پہنچے اور کہا اے ہاشم تو بھینگا بھی ہے اور بزدل بھی ہے بھینگے میں کوئی بھلائی نہیں وہ جنگ میں بچا نہیں سکتا حضرت عمار یہ باتیں کہہ رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک آدمی دونوں صفوں کے درمیان سے ظاہر ہوا حضرت عمار نے اسے دیکھ کر فرمایا اللہ کی قسم یہ ضرور اپنے امام کی مخالفت کرے گا اور اس کے لشکر کو ذلیل کرے گا پھر انہوں نے

ہاشم سے کہا ہاشم بڑھو اور حضرت عمار آگے بڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے اے ہاشم آگے بڑھ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے پھر وہ دونوں واپس نہیں آئے حضرت عمار اور ہاشم دونوں قتل ہو گئے[1]

(1) طبری جلد ۴ صفحہ ۱۲۸ البدایہ جلد ۷ صفحہ ۲۶۹ اس روایت کی سند میں عطاء بن مسلم ہے جس پر جرح پیچھے گزر چکی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۲۱۹ طبع دار الاشاعت کراچی۔ ابن جوی سکسکی اور ابوالغادیہ فزاری نے حضرت عمار پر حملہ کیا ابوالغادیہ نے ان کو نیزہ مارا اور ابن جوی نے ان کا سر کاٹ دیا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۶۷ جابر کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے تاریخ ابن کثیر حصہ ہفتم جلد چہارم صفحہ ۲۶۷ طبع دار الاشاعت کراچی)۔

کیا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی برائی کرتے تھے

ابوالغادیہ کہتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی برائی کرتے سنا تو میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا پکا ارادہ کر لیا اور انہیں صفین میں قتل کر دیا[1]

(1) طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۱۷ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ یہ روایت معلول ہے کیونکہ یہ متواتر حدیث کے خلاف ہے جس میں ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت قتل کرے گی ابوالغادیہ باغی جماعت میں شامل نہیں تھے بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والے تھے الغرض یہ روایت باطل ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قاتل کون؟

ابو الغادیہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک شخص فلاں شخص کو برا کہہ رہا ہے میں نے کہا اللہ کی قسم اگر کسی لڑائی میں اللہ نے مجھے تجھ پر قابو دیا تو میں تجھے ضرور قتل کروں گا جب صفین کا بلوہ ہوا تو میں نے اسے دیکھا وہ لوہے کی قمیص پہنے ہوئے تھا میں نے اسے قتل کر دیا وہ عمار رضی اللہ عنہ تھے۔ [1]

---

① مسند احمد عن ابی الغادیہ جلد ۴ صفحہ ۷۶ حدیث رقم (۱۶۸۱۸) طبع بیت الافکار الدولیہ الاردن۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی ابن عون ہے جو پہچانا نہیں جاتا مزید برآں یہ روایت معلول بھی ہے جیسا کہ اوپر کی روایت کے سلسلہ میں لکھا گیا ہے الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے تین قاتل؟

عقبہ بن عامر الجہنی عمر بن الحارث الخولانی اور شریک بن مسلمہ المرادی نے حضرت عمار پر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا۔ [1]

---

① طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ (۳۱۵، ۳۱۶) طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ محمد بن عمر واقدی کذاب ہے یہی مضمون اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۴۷ پر بھی ہے لیکن بے سند ہے الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا عمار رضی اللہ عنہ کے قاتل کو سرزنش

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ابن جوی سے کہا بے شک تو نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے تیرے ہاتھ کامیاب نہ ہوں تو نے اپنے رب کو ناراض کیا ہے [1]

[1] دیکھیں البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۲۶۷ طبع دار الاشاعت کراچی۔ اس میں جابر جعفی کذاب ہے تقریباً یہی مضمون البدایہ جلد چہارم صفحہ ۲۶۸ پر دوبارہ آیا ہے اس کا راوی عمرو بن شمر رافضی کذاب اور وضاع ہے میزان الاعتدال (۵/۳۲۴) المغنی (۲/۴۷۵) الضعفاء الکبیر (۳/۵۰۴) الجرح والتعدیل (۲/۲۳۹) المجروحین (۲/۷۵) یہ روایت جھوٹی ہے

حضرت عمار رضی اللہ عنہ ذوالکلاع کے ساتھ شدید مقابلے میں شہید

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ذوالکلاع کا مقابلہ ہوا دونوں اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ برسر پیکار تھے خوب جنگ ہوئی دونوں قتل ہو گئے [1]

[1] طبقات ابن سعد جلد ۳ حوالہ سابقہ محمد بن عمر واقدی کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا تبصرہ

ذوالکلاع کے بعد حضرت عمار رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں نہیں جانتا کہ مجھے عمار رضی اللہ عنہ یا ذوالکلاع میں سے کس کے قتل کی زیادہ خوشی

جوش ہے اگر ذوالکلاع زندہ رہتا تو وہ ہم (اہل شام) پر غالب آجاتے۔ [1]

(1) البدایہ جلد چہارم صفحہ ۲۶۷ طبع دارالاشاعت کراچی جابر جعفی کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس دو شخص آئے دونوں کہہ رہے تھے میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے

حنظلہ بن خویلد کہتے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس دو شخص آئے ہر ایک یہ کہہ رہا تھا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو میں نے قتل کیا ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا تم میں سے ہر ایک خوشی کے ساتھ ان کے قتل کو اپنے ساتھی سے لئے تسلیم کرلے اس کے لئے رسول اللہ نے فرمایا ان کو باغی قتل کرے گا حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا اے عمرو اپنے مجنون بیٹے سے ہمیں نجات نہیں دیتے پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ سے کہا میں تمہارے ساتھ تو ضرور ہوں لیکن میں لڑتا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اپنے والد کی اطاعت کرنا میں اپنے والد کی اطاعت کی وجہ سے آپ کے ساتھ ہوں۔ [1]

(1) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۳ مکتبہ شاملہ۔ راوی اسود بن مسعود معلوم نہیں کون شخص ہے میزان الاعتدال (۱/ ۴۱۹۰) تھذیب التھذیب (۱/ ۳۴۴) الجرح والتعدیل (۲/ ۲۹۳) تاریخ البخاری الکبیر (۱/ ۴۴۸) ۔ مسند احمد جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۴۔ حدیث (۶۶۹۵) الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو انہوں نے قتل کیا ہے جوان کو لے کر آئے تھے

ابوعبدالرحمن سلمی کہتے ہیں جب رات ہوئی تو میں نے یہ سوچا کہ میں دشمن کے لشکر میں جاؤں اور یہ معلوم کروں کہ ان کو ہماری طرح حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کا علم ہوا یا نہیں جب جنگ بند ہو جایا کرتی تھی تو دونوں لشکر آپس میں ملتے تھے اور باتیں کرتے تھے میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور شامیوں کی طرف چلا میں نے دیکھا کے چار شخص میدان جنگ میں گھوم رہے ہیں یہ چار شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوالاعور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص تھے حضرت عبداللہ ان چاروں میں سب سے بہتر تھے حضرت عبداللہ نے ایک لاش کو دیکھ کر کہا اے میرے والد آج آپ نے اس شخص کو بھی قتل کر دیا جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا حضرت عمرو بن العاص نے پوچھا کیا فرمایا تھا حضرت عبداللہ نے کہا کیا آپ ہمارے ساتھ نہیں تھے جب ہم مسجد نبوی کی تعمیر کر رہے تھے لوگ ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے چہرے سے مٹی صاف کرنے لگے آپ نے فرمایا اے سمیہ کے بیٹے افسوس لوگ تو ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے ہیں اور تم دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے ہو اور یہ کام تم ثواب کی زیادتی کے لئے کر رہے ہو افسوس تمہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی یہ سن کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو موڑ لیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی طرف کھینچا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اے معاویہ کیا آپ نے نہیں سنا یہ عبداللہ کیا کہہ رہے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث سنائی حضرت معاویہ نے کہا تم بوڑھے بے وقوف ہو ہمیشہ حدیث بیان کرتے رہتے ہو حالانکہ بڑھاپے کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہوگئی ہے کہ تم اپنے

پیشاب میں پھسل جاتے ہو کیا تم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے ان کو تو انہوں نے قتل کیا ہے جو انہیں لے کر آئے تھے۔ (1)

(1) تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۲۰ البدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۹ طبع دار الاشاعت کراچی۔ اس روایت کی سند میں بھی وہی عطاء بن مسلم ہے جس پر جرح پہلے گزر چکی ہے الغرض یہ روایت عطاء بن مسلم کی منکرات میں سے ہے مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت حضرت عمرو بن العاص کہاں تھے؟ وہ تو ایمان ہی نہیں لائے تھے تو وہ مسجد نبوی کی تعمیر میں کیسے شریک ہو سکتے تھے الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو اجازت دو دوزخ کی بشارت دو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی اور کہا ان کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو ان کو لے کر آئے تھے (1)

(1) البدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۸ شعبی سے آگے سند نہیں ہے۔ دیکھیں تاریخ ابن کثیر جلد چہارم حصہ ہفتم طبع دار الاشاعت کراچی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عمار رضی اللہ عنہ کے قاتل وہی ہیں جو انہیں میدان جنگ میں لے کر آئے

جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو حضرت عمرو گھبرائے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے

پاس گئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے کہا عمار رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر کیا ہوا حضرت عمرو نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے ان کو باغی جماعت قتل کرے گی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنے پیشاب میں پھسل گئے ان کو تو علی رضی اللہ عنہ نے اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے وہ ان کو لے کر آئے اور ان کو ہمارے نیزوں کے درمیان ڈال دیا۔[1]

---

(1) مسند احمد عن عمرو بن العاص جلد ۴ صفحہ ۱۹۹ حدیث رقم (۱۷۹۳۱) راوی محمد بن عمرو کا صفین میں ہونا ثابت نہیں الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔ مستدرک حاکم (۲/۱۵۶) حدیث رقم ۲۶۲۳ حاکم ذہبی اور شعیب نے اس کو صحیح کہا ہے۔ واللہ اعلم

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: سچ ہے ہم نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حال میں انتقال ہوا کہ آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے لوگوں نے پوچھا آپ نے صفین میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اس لئے قتل کیا ہے (کہ وہ رسول اللہ کے محبوب تھے) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو اللہ کی قسم ان کو ہم نے قتل کیا ہے[1]

---

(1) طبقات ابن سعد حصہ سوم صفحہ ۳۱۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ سند میں ایک راوی حسن ہے جو پہچانا نہیں جاتا حسن نام کے کئی راوی ہیں مزید برآں اس نے ایک حکایت بیان کی ہے اس کا حضرت عمرو بن العاص سے سننا ثابت نہیں ہے کتنی لغو روایت ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ قیدی کو اس شرط پر چھوڑ دیتے کہ وہ آئندہ مقابلے پر نہیں آئے گا

ابو جعفر کہتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی قیدی لایا جاتا تو آپ اس سے اس کی سواری اور ہتھیار لے لیتے اور اس سے عہد لیتے کہ وہ آئندہ مقابلہ پر نہیں آئے گا پھر اسے چھوڑ دیتے۔ (1)

(1) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۲۶۷ من مکتبہ شاملہ۔ ابو جعفر پہچانا نہیں جاتا مزید برآں اس کا صفین میں شریک ہونا ثابت نہیں یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ قیدی سے کہتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں تمہیں باندھ کر قتل نہیں کروں گا

ابو فاختہ کہتا ہے میرے پڑوسی نے مجھے خبر دی کہ میں صفین کے دن ایک قیدی کو لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا انہوں نے اسے فرمایا میں تمہیں باندھ کر ہرگز قتل نہیں کروں گا میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں (1)

(1) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۲۶۷ من مکتبہ شاملہ۔ ایک راوی مجہول ہے اس کا نام نہیں لیا گیا یہ روایت جھوٹی ہے۔
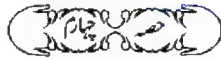
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو للکارا کہ آؤ میرا مقابلہ کرو جو بھی اپنے مخالف کو قتل کر دے وہ تمام امور کا مالک ہوگا

ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربیعہ اور ہمدان قبیلوں کو پکارا اور فرمایا تم میری زرہ اور میرا نیزہ ہو یہ سنتے ہی تقریباً بارہ ہزار آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر نے یک بارگی سخت حملہ کیا اور شامی لشکر کی تمام صفوں کو درہم برہم کر دیا یہ لوگ جس شخص کے پاس بھی پہنچتے اسے قتل کر دیتے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے یہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پکارا اور کہا اے معاویہ تم کیوں لوگوں کو بلا وجہ قتل کرا رہے ہو یہاں آؤ میں تمہارے لئے اللہ سے فیصلہ کرا لوں ہم میں سے جو شخص بھی اپنے مخالف کو قتل کر دے وہی تمام امور کا مالک ہوگا حضرت عمرو بن العاص نے کہا یہ انصاف کی بات کہہ رہے ہیں مقابلہ پر جایئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے انصاف کی بات نہیں کہی تم جانتے ہو کہ جو شخص بھی ان کے مقابلہ پر جائے گا وہ اسے قتل کر دیں گے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اب آپ کے لئے مقابلہ کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم میرے بعد کسی لالچ میں مبتلا ہو۔[1]

---

(1) طبری جلد ۴ صفحہ ۳۹ ابو جعفر سے آگے کوئی سند نہیں مزید برآں یہ حکایت مجہول کے صیغہ سے بیان کی گئی لہذا بالکل لغو اور جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۲۱۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہادری پانچ سو آدمیوں کو قتل کیا

حضرت علی نے پانچ سو سے زیادہ آدمیوں کو قتل کیا انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی کوئی تلوار نہیں سوائے ذوالفقار کے اور کوئی جوان نہیں سوائے علی کے۔ (1)

(1) البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۳ طبع دارالاشاعت کراچی۔ جابر جعفی کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں انہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور وہ مجھے بت پوجنے کی دعوت دیتے ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شامی فوج کے ایک دستہ کے پاس سے گزر ہوا جس میں ولید بن عقبہ بھی تھا ولید حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب یہ بات بیان کی گئی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا ان پر حملہ کرو سکون اور وقار کو مضبوطی سے پکڑے رہو اللہ کی قسم ان کے قائد ایام جاہلیت کے زیادہ قریب ہیں یعنی معاویہ، ابن نابغہ۔ ابوالاعور السلمی اور ابن ابی معیط میں انہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور وہ مجھے بت پوجنے کی دعوت دے رہے ہیں اے اللہ ان کی جماعت کے ٹکرے ٹکرے کردے ان کی خطاؤں کے بدلہ ان کو ہلاک کردے۔ (1)

(1) طبری جلد ۴ صفحہ ۱۳۱ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۲۴ طبع دارالاشاعت کراچی۔

حضرت علی نے اپنے بیٹے محمد کی سرکردگی میں شامی فوج پر حملہ کیا سخت جنگ ہوئی کئی شامی فوجی مارے گئے

حضرت علی کا کچھ شامی علمبرداروں کے پاس سے گزر ہوا جو ذرا بھی پیچھے نہیں ہٹتے تھے حضرت علی نے اپنے ساتھیوں کو ابھارا اور اپنے بیٹے محمد کی سرکردگی میں ان پر حملہ کر دیا سخت جنگ ہوئی شامی فوج کے کئی آدمی مارے گئے۔ [1]

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۳۲ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ یہ بھی ابو مخنف کی روایت ہے دیکھیں تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۲۲۵ ۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

عبید اللہ بن عمر کو کس نے قتل کیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبید اللہ بن عمر بھی شریک جنگ تھے ان کو حریث بن عامر نے قتل کیا بعض کہتے ہیں انہیں اشتر نخعی نے قتل کیا کسی نے کہا انہیں حضرت علی نے قتل کیا (کیا کہا جائے سب کچھ غیر یقینی ہے قیاس آرائی کے سوا اور کیا ہے)۔

[1] تاریخ مسعودی جلد ۲ صفحہ ۳۸۵ بے سند ہے یہ روایت جھوٹی ہے۔ مروج الذھب ومعادن الجواہر حصہ دوم صفحہ ۳۲۵ ۔ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ [1]

حضرت علی کا عمرو بن العاص پر حملہ قابو پانے کے بعد معاف کر دیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص پر حملہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں نیزہ مار کر لٹا

دیا ان کی شرمگاہ کھل گئی انہوں نے حضرت علی کو اپنی قرابت یاد دلائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں چھوڑ دیا (1)

(1) البدایہ والنہایہ جلد۴ صفحہ ۲۶۳ بے سند ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ مورخین نے ذکر کیا ہے یہ روایت جھوٹی ہے۔ دیکھیں تاریخ ابن کثیر طبع دارالاشاعت کراچی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حملہ کے موقع پر حضرت عمرو بن العاص نے اپنا ستر کھول دیا

تاریخ مسعودی کی روایت ہے کہ جب عمرو بن العاص نے دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ اب اس کے قریب پہنچنے ہی والے ہیں تو وہ گھوڑے سے کود انیزہ اور تلوار پھینک کر کپڑے تک اتار ڈالے اور مادر زاد برہنہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ حضرت علی جب اسے قتل کرنے کے ارادے سے اس کی طرف بڑھے اور تلوار بلند کی تو اس سے اس حالت میں دیکھ کر استغفر اللہ کہا اور منہ پھیر لیا عمرو بن العاص نے یہ موقع غنیمت جانا اور بھاگتا ہوا امیر معاویہ کے خیمے میں جا پہنچا ...... (1)

(1) مروج الذھب تاریخ مسعودی جلد۲ صفحہ ۳۲۶ بے سند ہے یہ روایت جھوٹی ہے۔ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ کوکب شادانی نے تاریخ مسعودی متعلقہ عربی الفاظ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔ وہ گھوڑے سے کود انیزہ اور تلوار پھینک کر کپڑے تک اتار دیے اور مادر زاد برہنہ ہو کر کھڑا ہو گیا (ترجمہ اردو تاریخ مسعودی حصہ دوم صفحہ ۳۲۶ یہ بالکل لغو اور جھوٹ ہے۔ عربی میں یہ مضمون نہیں ہے مورخین نے کیا کسر چھوڑی تھی کہ مترجم نے ترجمہ میں الفاظ بڑھا کر واقعہ کی شکل مزید بگاڑ دی ایسی صورت میں قارئین غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں تو آخر کیا کریں

نوٹ: البدایہ والنہایہ میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کا ستر کھل گیا مروج الذھب تاریخ مسعودی میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے ستر کھول دیا معلوم نہیں کونسی بات درست ہے دونوں بے سند ہیں

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جب وردان کو قتل کرنے لگے تو وہ پاؤں میں گر پڑا

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وردان سے کہا اگر تو پیچھے ہٹے گا تو ذبح کر دیا جائے گا اب اگر تو پیچھے ہٹا تو میں تیری گردن کاٹ دوں گا جا اور اشتر کو قید کر کے لا وردان حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پیروں میں گر پڑا اس نے کہا اے ابو عبداللہ اللہ کی قسم مجھے موت کے حوض میں پہنچانا چاہتے ہو اچھا آپ میرے کندھے پر ہاتھ رکھے رہیے پھر وردان آگے بڑھا اور بار بار پیچھے مڑ کر حضرت عمرو بن العاص کو دیکھتا رہا اور کہتا رہا آپ تو مجھے موت کے گھاٹ میں اتارنا چاہتے ہیں [1]

---

(1) دیکھیں طبری جلد سوم صفحہ ۶۲ طبع دارالاشاعت۔ کراچی پھر کیا ہوا تاریخ خاموش ہے۔ اس واقعہ کی سند میں ایک راوی سلیمان ہے اس نام کے متعدد راوی ہیں جن میں سے بعض کذاب بھی ہیں سند میں راویہ جویریہ بھی ہے جس کا حال نہیں ملتا الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔ نیز یہ روایت بھی ابو مخنف سے مروی ہے

اشتر کا زبردست حملہ شامی علمبردار قتل ہو گیا

ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ ابو مخنف کہتا ہے...... کہ ایک دن لڑائی مغرب کے بعد بھی جاری رہی لوگوں نے اشارے سے نماز ادا کی لڑائی ساری رات جاری رہی لوگ ہر طرف لڑائی میں مشغول رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ رات بھر ہر دستے کو ابھارتے رہے اشتر نے اپنے دستہ کے ساتھ شامیوں پر بڑا زبردست حملہ کیا یہاں تک کہ وہ اپنے لشکر گاہ تک پیچھے ہٹ گئے شامی علمبردار قتل ہو گیا اس رات کو لیلۃ الہریر (نفرت کی رات یا ہتھیاروں کے جھنکار کی رات) کہتے ہیں [1]

---

(1) طبری جلد ۴ صفحہ ۳۳ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۲۲۶ ۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

عمرو بن العاص کے مشورے سے شامیوں نے قرآن مجید کے نسخے نیزوں پر اٹھا لئے

طبری لکھتے ہیں ابو مخنف کہتا ہے۔ جب حضرت عمرو بن العاص نے دیکھا کہ عراقی غالب آتے جا رہے ہیں تو انہوں نے حضرت معاویہ کو یہ رائے دی کہ ہم قرآن مجید کو اٹھا لیں اور اس کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں الغرض شامیوں نے قرآن مجید کے نسخے نیزوں پر اٹھا لئے عراقیوں نے جب اس منظر کو دیکھا تو کہا ہم اللہ عزوجل کی کتاب کے فیصلہ کو قبول کرتے ہیں اور اس کیطرف رجوع کرتے ہیں [1]

---

(1) طبری جلد ۴ صفحہ ۳۴ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد سوم

حصہ دوم صفحہ ۶۲۶ طبع دارالاشاعت کراچی۔

اہل شام شکست کے قریب اور عمرو بن العاص کا مشورہ

جب جنگ تیز ہوگئی اور اہل شام قتل ہونے لگے تو حضرت عمرو بن العاص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس قرآن مجید بھیج دو اور انہیں دعوت دو کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر لیں وہ ہرگز اس بات سے انکار نہیں کر سکتے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ راضی ہو گئے [1]

[1] مسند احمد فی مسند سہل بن حنیف جلد ۳ صفحہ ۴۸۵۔ حدیث رقم ۱۶۰۷۱۔ طبع بیت الافقار الدولیہ سعودی عرب۔ ابو وائل راوی کی صفین میں شرکت ثابت نہیں۔

صفین کے دن مقتولین کی لاشیں خیموں کی میخیں

صہیب الفقعصی کہتے ہیں کہ ان کے چچا نے کہا صفین کے دن ہمارے خیموں کی میخیں مقتولین تھے بدبو کی وجہ سے ہم کھانا نہیں کھا سکتے تھے ایک شخص نے کہا: اہل شام کافر ہو گئے چچا نے کہا نہیں مگر سے تو وہ بھاگے ہیں۔ [1]

[1] مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۳۔ من مکتبہ شاملہ۔ صہیب اور ان کے چچا دونوں مجہول ہیں۔

صفین میں نیزوں کی کثرت

حکم بن سعد کہتے ہیں ہم دونوں فریقوں نے نیزوں کا راستہ بنایا اگر کوئی انسان ان نیزوں پر چلنا چاہتا تو چل سکتا تھا۔ ①

① مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۳۔ من مکتبہ شاملہ۔ حکم بن سعد کا حال نہیں ملتا لہذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کے دھوکے میں نہ آؤ یہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ قرآن میں کیا لکھا ہے

ابن جریر طبری لکھتے ہیں ابو مخنف کہتا ہے کہ جب عمرو بن العاص نے یہ دیکھا کہ عراقی غالب آتے جارہے ہیں تو انہیں ہلاکت کا خوف پیدا ہوا تو اس نے امیر معاویہ سے کہا کہ میں آپ کے سامنے ایک رائے پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے ہمارے درمیان اتحاد پیدا ہو جائے گا اور دشمنوں میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ معاویہ نے کہا ہاں بیان کرو عمرو بن العاص نے کہا وہ تدبیر یہ ہے کہ ہم قرآن اٹھالیں اور صدا لگائیں کہ قرآن جو بھی فیصلہ کرے وہ ہمیں اور تمہیں منظور ہونا چاہیے اگر بالفرض مخالفین میں سے چند لوگوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا تو آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے ایک جماعت ایسی پیدا ہوگی جو اسے ضرور قبول کرے گی اس طرح ان میں تفرقہ پیدا ہو جائے گا اور اگر سب نے متفقہ طور پر یہ کہا کہ ہمیں یہ فیصلہ منظور ہے تو اس صورت میں ایک مدت تک ہمارے سروں سے جنگ ٹل جائے گی۔

اس مشاورت کے بعد شامیوں نے قرآن نیزوں پر اٹھالیا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے

درمیاں یہ کتاب فیصلہ کرنے والی ہے شامیوں کا فیصلہ سب اہل شام پر واقع ہوگا اور عراقیوں کا فیصلہ تمام اہل عراق پر نافذ ہوگا عراقیوں نے جب یہ دیکھا کہ قرآن اٹھائے گئے ہیں تو وہ بولے ہم اللہ عزوجل کی کتاب کو قبول کرتے ہیں اور اس کی جانب رجوع کرتے ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

ابومخنف نے بذریعہ عبدالرحمٰن بن جندب، جندب بن الازدی سے یہ نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ صورتحال پیش آئی تو حضرت علی نے لوگوں سے فرمایا اے اللہ کے بندوں تم اپنے حق میں صداقت پر اپنے دشمنوں سے لڑتے رہو کیونکہ معاویہ بن ابی سفیان عمرو بن العاص عقبہ بن ابی معیط حبیب بن مسلمہ عبداللہ بن ابی سرح اور ضحاک بن قیس یہ لوگ دین دار بھی نہیں اور قرآن پر چلنے والے بھی نہیں میں تم لوگوں سے زیادہ ان لوگوں سے واقف ہوں میں تو بچپن میں بھی ان کے ساتھ رہا یہ بچپن میں نہایت شریر تھے اور بڑے ہو کر بھی نہایت شریر نکلے تم پر افسوس انہوں نے وہ چیز نیزوں پر اٹھائی ہے جسے یہ کسی وقت ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے اور یہ تک نہیں جانتے تھے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے ان لوگوں نے صرف دھوکہ دینے کے لئے قرآن اٹھایا ہے۔ [1]

---

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۳۴ ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۲۷، ۶۲۸ طبع دارالاشاعت کراچی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا قرآن کی دعوت قبول کرلو ورنہ ہم تمہارے ساتھ وہی کریں گے جو عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے

ابن جریر طبری لکھتے ہیں مسعر بن فدکی اور زید بن حسین الطائی نے کہا: اے علی جب آپ کو

کتاب اللہ کی دعوت دی جارہی ہے تو آپ پر لازم ہے کہ آپ اسے قبول کرلیں ورنہ ہم آپ کو اور آپ کے مخصوص ساتھیوں کو بھی ان لوگوں کے حوالہ کردیں گے جنھوں نے عفان کے بیٹے کو قتل کیا تھا ہم پر لازم ہے کہ ہم کتاب اللہ کے احکام پر عمل پیرا ہوں اور ہمیں شامیوں کی دعوت قبول ہے واللہ آپ کو اس پر ضرور بالضرور عمل کرنا ہوگا یا ہم آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں گے جو ہم نے عفان کے بیٹے کے ساتھ کیا تھا۔

حضرت علی نے فرمایا تم میری اس بات کو ذہن نشین کرلو کہ اگر تم میری اطاعت کرتے ہو تو تمہیں جنگ کرنی چاہیے اور اگر میری نافرمائی کرتے ہو تو تم جو بہتر سمجھو کرو ان لوگوں نے جواب دیا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ آپ آدمی بھیج کر اشتر کو میدان جنگ سے واپس بلا لیجئے آپ کو ہر صورت میں ہماری رائے اور حکم پر چلنا ہوگا اور ہم آپ کے حکم پر چلنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ ①

---

① تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۴۲۸ طبع دارالاشاعت کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

بالآخر حضرت علی رضی اللہ عنہ مجبور ہو گئے اور اشتر کو میدان جنگ سے واپس بلالیا

ابن جریر طبری نے ابو مخنف سے بواسطہ فضیل ابن خدیج الکندی قبیلہ نخع کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی نے اشتر کو بلا لیا اشتر نے لوگوں سے کہا تمہیں دھوکا دیا گیا ہے اور تم دھوکے میں مبتلاء ہو گئے ہو تم دور ہو جاؤ جس طرح ظالم قوم دور ہو گئی لوگوں نے اشتر کو برا بھلا کہا اور اشتر نے ان کو برا بھلا کہا انہوں نے اشتر کے گھوڑے کے منہ پر کوڑے مارے اشتر نے ان کے گھوڑوں کے مونہوں پر کوڑے مارے حضرت علی نے بلند آواز سے فرمایا رک جاؤ لوگوں نے کہا

ہم نے قرآن مجید کو اپنے اور ان کے درمیان حکم بنانا قبول کرلیا ہے............۔ [1]

---

[1] طبری جلد ۴ صفحہ ۳۵ و ۳۶ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۲۸، ۶۲۹۔ طبع دار الاشاعت کراچی۔

اشتر نے کہا معاویہ، عمرو بن العاص، ابی معیط، حبیب بن مسلمہ، ابن النابغہ نہ دین والے ہیں اور نہ قرآن مجید والے انہوں نے تمہیں دھوکا دیا ہے

اشتر نے کہا معاویہ، ابن العاص، ابی معیط، حبیب بن مسلمہ، ابن النابغہ نہ دین والے ہیں اور نہ قرآن مجید والے انہوں نے تمہیں دھوکا دیا ہے [1]

---

[1] مروج الذھب تاریخ مسعودی جلد ۲ صفحہ ۳۲۷۔ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ بے سند ہے یہ روایت جھوٹی ہے۔

اور جنگ رک گئی

جنگ رک گئی اگر چہ اشتر اور دوسرے سبائی جنگ بند کرنے کے حق میں نہیں تھے سیرۃ الاخوین خالد گھر جاکھی ۳۱۳ طبع ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ۔ بے حوالہ اور بے سند ہے لہذا یہ روایت باطل ہے۔

دونوں طرف کے کل ۷۰ ہزار آدمی قتل ہوئے

تاریخ مسعودی وغیرہ میں روایت ہے کہ دونوں طرف کے کل ۷۰ ہزار آدمی قتل ہوئے۔ [1]

---

(1) تاریخ مسعودی حصہ دوم صفحہ ۳۳۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی، بے سند ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں سند ہے لیکن سند میں ہشام ہے جو پہچانا نہیں جاتا اگر وہ ہشام کلبی ہے تو وہ کذاب ہے مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۴ من مکتبہ شاملہ۔

جنگ صفین میں مقتولین کی تعداد

مسعودی لکھتے ہیں جنگ صفین کے مقتولین کی تعداد کے بارے میں لوگ مختلف الرائے ہیں احمد بن دورقی نے یحیٰ بن معین کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جنگ صفین میں ایک سو بیس دن کے اندر اندر جو لوگ قتل ہوئے ان کی تعداد ایک لاکھ دس ہزار تھی۔ جن میں سے نوے ہزار شامی اور بیس ہزار عراقی تھے......۔ [1]

---

(1) مروج الزھب ومعاون الجواہر المعروف تاریخ مسعودی جلد دوم صفحہ ۳۲۹۔ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ ابن معین سے آگے سند نہیں ہے۔

ایک قبر میں پچاس آدمی دفن ہوئے

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں زہری کا قول ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ایک قبر میں پچاس آدمی دفن

ہوئے۔ ①

① تاریخ ابن کثیر جلد ۴ حصہ ہفتم صفحہ ۲۷۵ طبع دار الاشاعت کراچی۔ البدایہ والنہایہ کی یہ روایت بے سند ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارے اور ان کے مقتولین جنت میں ہوں گے

حضرت علی سے پوچھا گیا کہ ہمارے اور ان کے مقتولین کہاں ہوں گے تو حضرت علی نے فرمایا ہمارے اور ان (شامیوں) کے مقتولین جنت میں ہوں گے

① مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۹، من مکتبہ شاملہ۔ یزید بن الاصم نے حضرت علی سے نہیں سنا لہذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت علی کا قاصد اشعث معاویہ کے پاس آئے اور پوچھا آپ نے قرآن کے نسخے کس لئے اٹھوائے ہیں؟ معاویہ کا جواب

حضرت علی کی طرف سے اشعث حضرت معاویہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا آپ نے قرآن مجید کے نسخے کس لئے اٹھوائے ہیں حضرت معاویہ نے کہا اس لئے اٹھوائے ہیں کہ ہم اور تم دونوں اس کے احکامات پر عمل کریں تم اپنے میں سے ایک شخص کو جس سے تم راضی ہو متعین کر دو اور ہم بھی اپنے میں سے ایک شخص کو متعین کر دیں ان دونوں پر لازم ہو گا کہ وہ کتاب اللہ کے

مطابق عمل پیرا ہوں پھر جس بات پر وہ دونوں متفق ہو جائیں ہم اس کی پیروی کریں اشعث نے یہ خبر حضرت علی تک پہنچائی حضرت علی کے ساتھیوں نے کہا ہم اس بات پر راضی ہیں ہم نے اس کو قبول کیا۔ ①

① طبری جلد ۴ صفحہ ۳۲ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم مترجم اردو صفحہ ۶۳۰ طبع دار الاشاعت کراچی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنی طرف سے جج نامزد کرنے میں بے بسی

شامیوں نے اپنی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا عراقیوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم بنانے پر اصرار کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور بعد میں اشتر کو حکم بنانے پر زور دیا لیکن عراقیوں نے دونوں کو مسترد کر دیا انہوں نے کہا کہ ہم تو صرف ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے حکم بنانے پر راضی ہیں حضرت علی نے فرمایا اچھا تو جو تمہارا جی چاہتا ہے کرو۔ ①

① طبری جلد ۴ صفحہ ۳۶ و ۳۷ ابو مخنف کذاب ہے۔ تاریخ طبری حوالہ سابقہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم کے لئے اشتر کا نام پیش کیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اشتر کا نام لیا تو اشعث نے برافروختہ ہو کر کہا کہ جنگ کی آگ اشتر ہی نے تو بھڑکائی ہے۔ ①

① سیرۃ الاخوین خالد گھرجاکھی صفحہ ۳۱۳ بے حوالہ اور بے سند ہے۔ طبع ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ۔

اشعث کی اشتر کا نام پیش کرنے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر تنقید

ابن جریر طبری لکھتے ہیں۔ ابومخنف نے ابو جناب الکلبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر اشعث نے جواب دیا کہ روئے زمین پر اشتر کے علاوہ کوئی دوسرا شخص موجود نہیں؟ ابومخنف نے بواسطہ عبدالرحمٰن بن جندب جندب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ اشعث نے جواب دیا ہم لوگ تو اب صرف اشتر کے حکم میں ہیں حضرت علی نے فرمایا اشتر کا کیا حکم ہے اشعث نے جواب دیا اشتر کا حکم یہ ہے کہ ہم لوگ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے رہیں حتی کہ اے علی تیرا اور اشتر کا ارادہ پورا ہو جائے۔

تاریخ طبری مترجم اردو جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۱۳۱ طبع دارالاشاعت کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے اسی طرح کلبی متروک ہے لہذا روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری کی نامزدگی پر اظہار افسوس

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنا ہونٹ کاٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا کہ واقعہ اس طرح رونما ہوگا تو میں نہیں نکلتا اے ابوموسیٰ جاؤ اور فیصلہ کرو اگرچہ میری گردن جھک جائے گی۔[1]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۴ من مکتبہ شاملہ۔ ایک راوی مجہول ہے اس کا نام نہیں لیا گیا۔ اے ابوموسیٰ جاؤ اور فیصلہ کرو اگرچہ میری گردن جھک جائے۔ یہ الفاظ ایک اور روایت میں بھی وارد ہوئے ہیں۔ دیکھیں مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۴ من مکتبہ

شاملہ۔ آخری راوی ابو صالح کا صفین میں شریک ہونا ثابت نہیں ہے۔

فیصلہ صفین سنانے کی مقررہ تاریخ

ابو جعفر کہتے ہیں حضرت علی اور حضرت معاویہ کے مابین جو معاہدہ ہوا وہ ۱۳ صفر ۳۷ھ کو لکھا گیا اس میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ دونوں چار چار سو ساتھیوں کے ساتھ ماہ رمضان میں حکمین کے فیصلے سنانے کی جگہ یعنی دومۃ الجندل میں جمع ہوں گے [1]

---

(1) طبری جلد۴ صفحہ۴۰ نہ ابو جعفر تک سند ہے اور نہ ابو جعفر سے اوپر سند ہے۔ تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ ۶۴۳ اردو مترجم طبع دارالاشاعت کراچی۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لئے معاویہ کا نام پیش کیا

دونوں حکم جمع ہوئے حضرت عمرو بن العاص نے حضرت ابوموسیٰ سے کہا کیا آپ ایسے شخص کا نام بتا سکتے ہیں جسے اس امت کی خلافت سونپی جائے حضرت ابوموسی نے فرمایا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نام پیش کروں گا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام پیش کرتا ہوں کچھ دیر کے بعد مجلس برخاست ہوگئی دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ جب دونوں باہر آئے۔ تو ابوموسی اشعری نے لوگوں سے کہا عبداللہ بن عمر کی مثال ایسی ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا واتل علیہم نبا الذی آتیناہ آیتنا فانسلخ منہا (ترجمہ) آپ ان لوگوں کو اس

شخص کا واقعہ سنا دیجئے جسے ہم نے اپنے احکامات دیے پھر وہ ان سے ہٹ گئے۔

جب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے تو عمرو بن العاص نے لوگوں سے کہا میں نے ابو موسیٰ کو ایسا پایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مثل الذی حملو التورۃ ثم لم یحملو ھا کمثل الحمار یحمل اسفار (ترجمہ) جن لوگوں نے تورات کو اٹھایا پھر اس کے اٹھانے کا حق ادا نہ کیا ان کی مثال اس گدھے کی ہے جو کتابوں کا ڈھیر اٹھائے ہوئے ہو الغرض وہ دونوں میں سے ایک نے اپنی مثال دوسرے کے لئے کہی اور اسے مختلف شہروں میں بھیجا۔[1]

---

[1] تاریخ طبری جلد سوم حصہ دوم صفحہ (۶۳۷، ۶۳۸) طبع دار الاشاعت کراچی۔ اس روایت کی سند میں سلیمان بن یونس بن یزید ہے اس کا حال نہیں ملتا مزید برآں زہری اسے صعصہ سے روایت کرتے ہیں حالانکہ زہری کا صعصہ سے سننا ثابت نہیں ہے لہذا یہ روایت لغو ولا یعنی اور جھوٹی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی صفین کے ججز کے متعلق پیشن گوئی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بے شک بنی اسرائیل نے اختلاف کیا ان کا اختلاف برابر جاری رہا یہاں تک کہ انہوں نے دو حکم مقرر کیے وہ دونوں حکم بھی خود گمراہ ہوئے اور انہوں نے ان لوگوں کو بھی گمراہ کیا جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ امت بھی برابر اختلاف میں مبتلا رہے گی یہاں تک کہ وہ امت کے لوگ دو حکم مقرر کریں گے وہ دونوں حکم خود بھی گمراہ ہوں گے اور اپنی پیروی کرنے والوں کو بھی گمراہ کریں گے۔[1]

---

[1] البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۲۴۱ عربی نسخہ ابن کثیر کہتے ہیں یہ حدیث بہت منکر ہے اس کی آفت

زکریا بن یحیٰ ہے یعنی اس کو زکریا بن یحیٰ نے جو اس حدیث کا ایک راوی ہے گھڑا ہے یحیٰ بن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں وہ دونوں حکم تو بہترین صحابہ میں سے تھے وہ تو اس لئے مقرر کیے گئے تھے کہ لوگوں کے درمیان صلح کرائیں وہ دونوں تو ایسی بات پر متفق ہوئے جسمیں مسلمین کے لئے آسانی تھی خونریزی کو روکنا تھا اور ایسا ہی ہوا ان دونوں کی وجہ سے کوئی گمراہ نہیں ہوا سوائے خوارج کے۔ ابن کثیر کہتے ہیں منکر ہے اور اس کو مرفوع بیان کرنا من گھڑت ہے البدایہ والنہایہ جلد۴ حصہ ہفتم۔ دلائل النبوہ بیہقی (۶/۴۷۰) واخرجہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۴۶/۱۷۱)۔

تحکیم اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی دھوکہ دہی من گھڑت قصہ

دونوں حکم دومۃ الجندل میں جمع ہوئے دونوں نے حضرت علی اور حضرت معاویہ کے معاملہ پر غور کیا لیکن کسی بات پر ان کا اتفاق نہ ہوسکا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے انکار کر دیا۔ پھر عمرو بن العاص نے اپنے بیٹے عبداللہ کا نام پیش کیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے انکار کر دیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کا نام لیا تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آخر آپ کی کیا رائے ہے حضرت ابوموسیٰ نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ ہم ان دونوں کو معزول کر دیں اور خلافت کے معاملہ کو مسلمین کے مشورہ پر چھوڑ دیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا صحیح رائے تو یہی ہے جو آپ نے دی ہے حضرت ابوموسیٰ نے اعلان کیا اے لوگو ہم ایک بات پر متفق ہو گئے ہیں حضرت

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سچ کہہ رہے ہیں پھر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا ہم نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ہم علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو معزول کر دیں اور خلافت کے معاملہ کو امت کے لئے چھوڑ دیں وہ جسے چاہیں خلیفہ منتخب کر لیں لہذا میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو معزول کرتا ہوں ان کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی کو معزول کر دیا ہے میں بھی انہیں معزول کرتا ہوں لیکن میں اپنے ساتھی کو برقرار رکھتا ہوں کیونکہ وہ حضرت عثمان کے وارث ہیں اور ان کے قصاص کے طلبگار ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ اس کے حقدار بھی ہیں حضرت ابو موسیٰ نے کہا اے عمرو تمہیں کیا ہو گیا اللہ تمہیں نیک کام کی توفیق دے تم نے غداری کی اور دھوکا دیا تمہاری مثال اس کتے کی ہے جس پر اگر کچھ لادا جائے تب بھی ہانپے اور اگر اس کو چھوڑ دیا جائے کچھ نہ لادا جائے تو پھر بھی ہانپے حضرت عمرو نے کہا تمہاری مثال اس گدھے جیسی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں یہ دیکھ کر حضرت شریح نے عمرو کو کوڑے مارے حضرت عمرو کے لڑکے نے حضرت شریح کو کوڑے مارے اس کے بعد لوگ کھڑے ہو کر چل دیئے نتیجہ کچھ نہیں نکلا شامی حضرت معاویہ کے پاس چلے گئے اور انہیں خلافت سونپ دی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ [1]

---

[1] تاریخ طبری جلد سوم صفحہ (۶۳۷، ۶۳۸) طبع دار الاشاعت کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے اور یہ اسی کی داستان سرائی ہے صحابیوں پر کیسے کیسے بہتان اس شخص نے لگائے الامان والحفیظ !! الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حکمین نے معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کی معزولی اور فیصلہ کے لئے مجلس شوری کی طرف رجوع کا اعلان کیا

دونوں نے حضرت علی اور حضرت معاویہ کے خلع پر اتفاق کیا اور فیصلہ کے لئے مجلس شوری کی طرف رجوع کرنے کا اعلان کیا[1]

---

(1) تاریخ مسعودی حصہ دوم صفحہ ۳۳۸۔ من مکتبہ شاملہ۔ بے سند ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر پسندیدگی کا اظہار

حضرت علی نے فرمایا: اے لوگو معاویہ کی امارت کو ناپسند نہ کرنا اللہ کی قسم اگر تم نے انہیں کھو دیا تو تم دیکھا کہ سر اندرائن کی طرح گردنوں سے علیحدہ ہو جائیں گے [1]

---

(1) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۲۴۷۔ من مکتبہ شاملہ۔ حارث کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

واقعہ کربلا کے ضعیف اور من گھڑت واقعات

معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید کا والیٔ مدینہ کو خط

طبری کہتے ہیں جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو یزید خلیفہ ہوا۔ یزید نے مدینہ منورہ کے امیر ولید بن عقبہ کو لکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو سختی کے ساتھ بیعت کے لیے کہو۔ اس معاملہ میں کسی قسم کی رعایت نہ کرو۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ طبری جلد چہارم صفحہ ۱۶۶ اردو مترجم طبع کراچی البدایہ والنہایہ جلد ہشتم صفحہ ۴۸۲۔ اس روایت کا راوی ابو مخنف ہے جو کذاب ہے۔ لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

یزید کا خط کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے سختی سے بیعت لی جائے

طبری کہتے ہیں یزید نے ولید بن عقبہ کو لکھا: عامۃ الناس خصوصاً عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے بیعت لو۔ میرا خط ان تک پہنچا دو۔ ان میں سے جو بیعت نہ کرے اس کا سر اس خط کے جواب کے ساتھ میرے پاس بھیج دو۔

یزید کا یہ خط جب ولید کے پاس پہنچا تو اس نے مروان سے مشورہ لیا۔ مروان نے کہا: ان لوگوں کو اسی وقت بلاؤ اور ان سے یزید کی بیعت لو۔ اگر مان جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ انھیں قتل کر دو...... ولید نے عبداللہ بن عمرو کو حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا۔ عبداللہ بن عمرو نے ان کو مسجد میں پایا۔ اس نے ان دونوں سے کہا: آپ کو امیر نے بلایا

ہے۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں سمجھتا ہوں ان کا طاغوت مر گیا ہے ہم کو اس لیے بلایا ہے کہ ہم سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر شائع ہونے سے پہلے بیعت لے لے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا بھی یہی خیال ہے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسی وقت اپنے جوانوں کو ساتھ لے کر ولید کے پاس جاتا ہوں۔ جوانوں کو باہر روک کر میں اکیلا اندر جاؤں گا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا: (اے حسین رضی اللہ عنہ) اگر تم اس کے پاس گئے تو مجھے تمہاری جان کا اندیشہ ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی اپنے غلام اور اپنے اقرباء کے ساتھ جاؤں گا۔ اپنے غلاموں اور اقرباء کو باہر کھڑا کردوں گا۔ الغرض حضرت حسین رضی اللہ عنہ ولید کے پاس گئے۔ اس نے بیعت کا مطالبہ کیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں پوشیدہ طور پر بیعت نہیں کروں گا۔ سب لوگوں کے ساتھ مجھ سے بیعت لے لینا۔ ولید نے کہا: اچھا، آپ تشریف لے جائیں۔ مروان نے ولید سے کہا: ان سے اسی وقت بیعت لے لو۔ اگر بیعت نہ کریں تو قتل کردو۔ ولید نے کہا: تمھارے مشورے میں میرے دین کی بربادی ہے۔ اگر مجھے ساری دنیا کا مال مل جائے تب بھی میں یہ نہیں کروں گا۔ مروان نے کہا: اگر یہی تمھاری رائے ہے تو جو کچھ تم نے کیا اچھا کیا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا گیا لیکن وہ یہی کہتے رہے ابھی آتا ہوں، ابھی آتا ہوں لیکن وہ گئے نہیں اور رات ہی کو مکہ معظمہ روانہ ہوگئے۔ ان کا تعاقب بھی کیا گیا لیکن وہ نہیں ملے پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا۔ انھوں نے کہا صبح ہونے دو لیکن صبح ہونے سے پہلے وہ بھی مکہ معظمہ روانہ ہوگئے۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ طبری جلد چہارم صفحہ ۱۶۷۔ اردو مترجم طبع کراچی۔ مقتل حسین صفحہ ۸۷۔۸۶ اردو مترجم طبع کراچی۔ البدایہ والنہایہ (۸/۴۸۲) تاریخ ابن خلدون ۳/۲۰۔ طبری اور مقتل حسین کی روایت میں ابو مخنف کذاب ہے۔ ابن خلدون اور البدایہ والنہایہ میں یہ واقعہ بلا سند ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ کے راستے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ معظّمہ جارہے تھے تو راستہ میں ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ملے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تم دونوں اللہ سے ڈرو اور جماعت المسلمین میں تفرقہ نہ ڈالو۔ کچھ عرصہ بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کی بیعت کرلی۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۷۱،۱۷۲۔ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں محمد بن عمر واقدی کذاب ہے۔ ابن خلدون نے بھی اسے روایت کیا لیکن اس کی سند بیان نہیں کی۔ تاریخ ابن خلدون (۲۰/۳) البدایہ والنہایہ جلد چہارم حصہ ہشتم صفحہ ۴۸۳ اردو مترجم طبع کراچی۔ میں بھی یہ روایت ہے اور اس میں بھی بلا سند ہے۔

عبداللہ بن مطیع کا حسین رضی اللہ عنہ کو مشورہ کوفہ نہ جائیں وہ منحوس شہر ہے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ شاہراہ سے مکہ روانہ ہوئے۔ ان کے گھر والوں نے کہا: ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح آپ بھی یہ راستہ چھوڑ دیتے تو اچھا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کردیا۔ راستہ میں ان سے عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ ملے۔ عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ آپ کو خیریت سے رکھے، ہم لوگوں کو آپ پر قربان کرے، آپ کوفہ ہرگز نہ جایئے گا، وہ بڑا منحوس شہر ہے۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ طبری چہارم حصہ اول صفحہ (۱۷۷)۔ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں بھی ابو مخنف کذاب ہے مقتل حسین صفحہ ۸۵۔۸۶ اردو مترجم طبع

کراچی۔ اس میں بھی یہی راوی ہے۔ احمد بلاذری کی کتاب انساب الاشراف ص ۱۵۵ یہی مضمون ہے لیکن بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ کا مکہ میں قیام ابن زبیر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقاتیں

طبری کہتے ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں مقیم ہو گئے۔ لوگ جوق در جوق ان کے پاس آنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ان سے آکر ملتے تھے لیکن ان کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی وہاں آمد اور اقامت بار گذر رہی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اہل حجاز ان سے بیعت نہیں کریں گے۔ جب اہل کوفہ کو معلوم ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہیں کی تو اہل کوفہ نے انھیں خط لکھا۔ (۱)

(۱) اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۷۷، ۱۷۸ مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۸۷ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس روایت میں بھی ابو مخنف راوی کذاب ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کوفیوں کے خطوط کہ جلد کوفہ پہنچیں ہم شدت سے انتظار کر رہے ہیں

کوفہ میں شیعہ سلیمان بن صرد کے مکان میں جمع ہوئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال پر اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ سلیمان نے کہا: تم لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے والد کے شیعہ ہو۔ اگر تم ان کے دشمن سے جہاد کرنا چاہتے ہو تو ان کو لکھو۔ اگر تم بزدلی دکھاؤ تو ان کو دھوکا نہ دو۔ سب نے کہا: ہم اپنی جانیں ان پر نثار کریں گے۔ الغرض حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا گیا۔ خط کا مضمون یہ تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شیعہ مؤمنین مسلمین کی طرف سے آپ کو سلام۔ اللہ کا

شکر ہے کہ اس نے آپ کے دشمن کو خاک میں ملا دیا جو نیک بندوں کو قتل کرتا تھا اور بدکاروں کو چھوڑ دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل فرمائے۔ آپ تشریف لائیے۔ شاید آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پر مجتمع کر دے۔ ہم امیر کے ساتھ نہ جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں اور نہ عید کی۔ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ آ رہے ہیں تو ہم ان کو نکال دیں گے۔ یہ خط ۱۰ رمضان کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ملا۔ اس خط کے روانہ کرنے کے بعد اہل کوفہ کی طرف سے تقریباً ۵۳ خطوط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ملے۔ ان میں یہ لکھا ہوتا تھا: ''شیعہ مؤمنین مسلمین کی طرف سے جلدی آئیے۔ لوگ آپ کے منتظر ہیں۔'' پھر چند اور لوگوں نے لکھا: ''اطراف کوفہ سرسبز وشاداب ہیں، پھل پک رہے ہیں، چشمے چھلک رہے ہیں، آپ کا لشکر یہاں تیار ہے۔ آپ جب چاہیں آ جائیں۔'' یہ سب خطوط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ساتھ پہنچے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان خطوط کے جواب میں لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف سے مؤمنین مسلمین کی جماعت کے نام۔ تم لوگوں کے خطوط پہنچے۔ میں اپنے چچازاد بھائی (مسلم بن عقیل) کو بھیج رہا ہوں۔ وہ مجھے وہاں کے حالات لکھ کر بھیجیں گے۔ اگر انھوں نے (تمھاری) ان باتوں کی تصدیق کی تو میں ان شاء اللہ تمھارے پاس چلا آؤں گا۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۷۸، ۱۷۹۔ اردو مترجم طبع کراچی۔ مقتل حسین صفحہ ۸۷۔۹۲، اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں بھی ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ البدایہ والنہایہ (۴۸۶/۸) میں بھی یہی مضمون ہے۔ لیکن بے سند ہے دینوری نے بھی اس کو بیان کیا ہے لیکن سند بیان نہیں کی۔ (اخبار الطوال ص ۲۴۳ تا ۲۶۱ من مکتبہ شاملہ)

والیٔ مدینہ کا حسین رضی اللہ عنہ کو مہلت دینا اور حسین رضی اللہ عنہ کا خفیہ مکہ پہنچ جانا

جب ولید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت کے لیے کہا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے

مہلت دیجیے، نرمی کیجیے۔ ولید نے مہلت دے دی۔ اس مہلت کے زمانہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ چلے گئے۔ وہاں ان کے پاس اہل کوفہ ان کے قاصد آنے لگے۔ وہ یہ کہا کرتے تھے: ''ہم سب آپ کے لیے رُکے ہوئے ہیں۔ ہم والی کوفہ کے ساتھ جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے لہٰذا آپ کوفہ چلیے۔'' ان تقاضوں کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے مسلم بن عقیل کو روانہ کیا۔ مسلم بن عقیل کوفہ روانہ ہو گئے۔ کوفہ پہنچ کر وہ ابن عوسجہ کے ہاں مقیم ہو گئے۔ وہاں ان کے ہاتھ پر بارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کی۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ طبری (۴/ ۲۵۷ تا ۲۵۹) سند میں ایک راوی زکریا بن یحییٰ ہے۔ جس کے متعلق ذہبی میزان الاعتدال (۲/ ۷۵) میں کہتے ہیں کہ یہ کوئی چیز نہیں۔ دوسرا راوی خالد بن یزید ہے یہ بھی ضعیف ہے۔ کامل ابن عدی (۳/ ۸۸۸) حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ راوی قوی نہیں اس کی احادیث کا نہ سنداً کوئی متابع ہے اور نہ متناً۔ لسان المیزان (۲/ ۲۹۱) بہرحال یہ روایت باطل ہے۔

اہل کوفہ نے حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ ایک لاکھ آدمی آپ کے ساتھ ہیں

طبری کہتے ہیں اہل کوفہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا: ایک لاکھ آدمی آپ کے ساتھ ہیں۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۰۹ اردو مترجم طبع کراچی۔ البدایہ والنہایہ حصہ ہشتم واقعات (۴۱ تا ۴۳ ۷ھ) یہ روایت ناقابل اعتبار ہے کیونکہ حصین سے او پر سند نہیں ہے۔

کوفے کے امیر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا خطاب کہ تفرقہ نہ ڈالو

ایک دن کوفہ کے امیر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ حمد وثناء کے بعد اُنھوں نے فرمایا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو، فتنہ اور تفرقہ کی طرف نہ دوڑو۔ فتنہ اور تفرقے سے خونریزی ہوتی ہے۔ جو مجھ سے جنگ نہیں کرے گا میں بھی اس سے جنگ نہیں کروں گا۔ نعمان رضی اللہ عنہ کی نرمی کا حال دیکھ کر کسی نے یزید کو ان کے نرم رویہ سے مطلع کر دیا۔[1]

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۸۲ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے۔ لہٰذا یہ روایت من گھڑت ہے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی معزولی اور ابن زیاد کا تقرر اور مسلم کے قتل کے احکامات

ایک دن کوفہ کے امیر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ حمد وثناء کے بعد اُنھوں نے فرمایا اے لوگو! اللہ سے ڈرو، فتنہ اور تفرقہ کی طرف نہ دوڑو۔ فتنہ اور تفرقے سے خونریزی ہوتی ہے۔ جو مجھ سے جنگ نہیں کرے گا میں بھی اس سے جنگ نہیں کروں گا۔ نعمان رضی اللہ عنہ کی نرمی کا حال دیکھ کر کسی نے یزید کو ان کے نرم رویہ سے مطلع کر دیا۔ یزید نے کوفہ کے امیر نعمان بن بشیر کو معزول کر دیا اور عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا بھی امیر مقرر کر دیا اور اس کو لکھا کہ مسلم بن عقیل کو قتل کر دے۔ اس اثناء میں مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے ہاں منتقل ہو گئے۔ اُنھوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا: ۱۸ ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی ہے، آپ تشریف لے آئیے۔[1]

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۸۲۔ ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت من گھڑت ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اشراف بصرہ کو مدد کے خطوط

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے قاصد کے ساتھ اشراف بصرہ کو خطوط روانہ کیے۔ ان خطوط میں اُنھوں نے اشرافِ بصرہ کو مدد کی ترغیب دی۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۸۳ مقتل الحسین صفحہ ۹۹۔۱۰۰ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں بھی ابومخنف کذاب ہے۔

عبید اللہ ابن زیاد نے قاصد حسین کو قتل اور سخت دھمکی آمیز تقریر کی

عبید اللہ ابھی بصرہ ہی میں تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قاصد وہاں پہنچ گیا۔ عبید اللہ نے قاصد کو قتل کر دیا اور منبر پر چڑھ کر دھمکی آمیز سخت تقریر کی۔ دوسرے دن وہ کوفہ روانہ ہو گیا۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۱۸۵ مقتل الحسین۔ اردو مترجم طبع کراچی۔ البدایہ والنہایہ (۱۵۳/۸) طبری اور مقتل حسین کی روایت میں ابومخنف کذاب ہے۔ البدایہ کی روایت بے سند ہے۔

عبید اللہ ابن زیاد کوفہ پہنچا تو لوگوں نے سمجھا کہ حسین رضی اللہ عنہ آ گئے

جب عبید اللہ کوفہ پہنچا تو لوگ سمجھے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آ گئے۔ لوگ بے حد خوش تھے لیکن جب اُنھیں معلوم ہوا کہ وہ عبید اللہ ہے تو انھیں بے انتہاء رنج ہوا۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ طبری (۲۶۶/۴، ۲۶۷) مقتل الحسین صفحہ ۱۰۱۔ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں بھی ابومخنف ہے اور وہ کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

کوفہ میں عبید اللہ ابن زیاد کی دھمکی آمیز تقریر

طبری کہتے ہیں کوفہ میں بھی عبید اللہ نے سخت دھمکی آمیز تقریر کی۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۸۵ اردو مترجم طبع کراچی۔ مقتل الحسین صفحہ ۱۰۲۔ اس میں ابو مخنف کذاب ہے۔ لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

مسلم بن عقیل کی تلاش اور مسلم کا ہانی بن عروہ کے گھر چھپ جانا

کوفہ میں عبید اللہ کو خبر ملی کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ آ چکے ہیں اور ہانی کے ہاں چھپے ہوئے ہیں۔ اس نے بنو تمیم کے ایک آزاد کردہ غلام کو بلایا اور اس کو کچھ مال دے کر کہا ہانی اور مسلم کو تلاش کر۔ عبید اللہ نے اپنے آزاد کردہ غلام کو بلایا۔ تین ہزار درہم اس کو دیے اور کہا مسلم کو تلاش کر۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۸۶ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس کی سند میں ہارون بن مسلم اور علی بن صالح راوی ہیں جن کے کتب اسماء الرجال میں حالات نہیں ملتے۔ لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

ہانی بن عروہ کی گرفتاری اور لوگوں کا احتجاج اور ہانی کو پھانسی کی سزا

ہانی کا سراغ مل گیا تو عبید اللہ نے اس کو قید کر دیا۔ جب ہانی کی گرفتاری کی خبر اس کے قبیلہ مذحج کو پہنچی تو قبیلہ کے لوگوں نے عبید اللہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ عبید اللہ نے ان لوگوں سے کہلوایا کہ ہانی کو صرف گفتگو کرنے کے لیے روک رکھا ہے۔ اندیشہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ سن

گروہ سب الگ چلے گئے۔ جب ہانی کی گرفتاری کی خبر مسلم بن عقیل رحمہ اللہ کو پہنچی تو انھوں نے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ عبید اللہ پر حملہ کر دیا۔ عبید اللہ نے کوفہ کے روسا کو بلایا۔ روسا نے اپنی اپنی برادری کے لوگوں کو سمجھا بجھا کر واپس کر دیا۔ مسلم رضی اللہ عنہ اکیلے رہ گئے۔ عبید اللہ نے ان کو گرفتار کر لیا پھر ان کو قتل کرا کے لاش کو باہر لوگوں کے سامنے پھینک دیا اور ہانی کو پھانسی دے دی۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول خلافت یزید۔ سند میں زکریا بن یحییٰ اور خالد بن یزید ہیں جن پر جرح اوپر گزر چکی ہے۔ الغرض یہ روایت بھی من گھڑت ہے۔

مسلم بن عقیل نے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ عبید اللہ ابن زیاد کے گھر کا محاصرہ کر لیا

مسلم بن عقیل کے ساتھ ۴۰۰۰ آدمی تھے۔ جب انھوں نے عبید اللہ بن زیاد کے گھر کی طرف پیش قدمی کی تو عبید اللہ نے اپنے مکان میں پناہ لی اور دروازے بند کر لیے۔ جب مسلم عبید اللہ کے گھر پہنچے تو تین سو آدمی رہ گئے۔ مسلم نے عبید اللہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ شام تک ان کے پاس بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔ عبید اللہ بہت پریشان ہوا۔ مسلم کے ساتھی عبید اللہ اور اس کے باپ کو گالیاں دے رہے تھے۔ عبید اللہ نے کثیر بن شہاب کو حکم دیا کہ قبیلہ مذحج کے جو لوگ اس کی اطاعت میں ہیں ان کو ساتھ لے کر کوفے میں پھرے اور ابن عقیل کا ساتھ چھوڑنے پر لوگوں کو آمادہ کرے اور ان کو سلطانی سزا سے ڈرائے۔ اسی طرح کا حکم اس نے محمد بن اشعث، قعقاع، شبث، حجار اور شمر کو دیا۔ الغرض عبید اللہ کے پاس کافی لوگ جمع ہو گئے۔ وہ اب بھی باہر نہیں نکلا۔ اس نے شبث کو علم دے کر باہر نکالا۔ مسلم بن عقیل کا حملہ شدید ہو گیا۔ پھر عبید اللہ نے اشراف شہر سے جو اس کے پاس تھے کہا کہ بلندی پر چڑھ کر ان لوگوں کے سامنے جاؤ اور ان

میں سے جو اطاعت کریں انھیں انعام واکرام کی اُمید دلاؤ اور جو نافرمانی کریں ان کو ڈراؤ اور ان سے کہو کہ شام سے فوجیں روانہ ہو چکی ہیں۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔ لوگ مسلم بن عقیل کو چھوڑ چھوڑ کر جانے لگے حتی کہ ان کے پاس ایک بھی آدمی نہ رہا۔ ایک عورت نے جس کا نام طوعہ تھا مسلم بن عقیل کو پناہ دی۔ اس کے لڑکے نے راز ظاہر کر دیا۔ عبیداللہ نے ان کو گرفتار کرنے کے لیے ۱۲۰ یا ۱۴۰ آدمی روانہ کیے۔ یہ لوگ طوعہ کے گھر میں گھس گئے۔ مسلم نے تلواریں مار مار کر سب کو بھگا دیا۔ اُنھوں نے پھر حملہ کیا۔ مسلم نے پھر مقابلہ کیا۔ مسلم پھر باہر گلی میں آئے اور جنگ میں مصروف ہو گئے۔ مسلم کو محمد بن اشعث نے امان دی۔ عبیداللہ نے امان دینے سے انکار کر دیا۔ وہ ابن زیاد کے پاس گئے اور سلام نہیں کیا۔ ایک سپاہی نے کہا: تم امیر کو سلام نہیں کرتے۔ مسلم نے کہا: امیر مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو سلام کیسا۔ اگر وہ قتل کرنا نہیں چاہتا تو کئی مرتبہ اسے سلام کرلوں گا۔ مسلم بن عقیل اور عبیداللہ کے مابین تلخ کلامی ہوئی۔ عبیداللہ نے انھیں قتل کرا دیا۔ [1]

---

[1] سنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب راوی ہے اور یہ اس کی خود ساختہ داستان سرائی ہے۔ اور یہ سب کچھ جھوٹ ہے۔

مسلم بن عقیل اور اس کے دو ساتھیوں کا قتل

جب عبیداللہ کو معلوم ہوا کہ مسلم فلاں گھر میں ہیں تو اس نے دو آدمیوں کو ان کے لانے کے لیے روانہ کیا مسلم ان دونوں کے ساتھ عبیداللہ کے پاس چلے گئے۔ عبیداللہ نے انھیں قتل کرا دیا [1]

---

[1] سنادہ موضوع اس کی سند من گھڑت ہے تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول خلافت یزید ایک روایت میں حصین سے آگے سند نہیں۔ دوسری روایت میں محمد بن عمار ہے اس کے حالات معلوم نہیں۔

مسلم اور ہانی کے سر یزید کے پاس اور یزید کا خط ابن زیاد کے نام

پھر عبید اللہ نے مسلم اور ہانی کے سر امیر یزید کے پاس بھیج دیے۔ امیر یزید نے عبید اللہ کو خط لکھا۔ اس نے لکھا: جو میں چاہتا تھا وہی تو نے کیا ...... مجھے خبر ملی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ عراق کی طرف آ رہے ہیں۔ ان کے لیے مورچے تیار رکھ ...... جس پر تہمت ہو اسے گرفتار کر لے۔ جو تجھ سے جنگ نہ کرے اُسے قتل نہ کرنا۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۲۰۸ مقتل الحسین صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں بھی ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

عمر بن عبد الرحمن المخزومی کا حسین رضی اللہ عنہ کو عراق جانے سے روکنا

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اہل عراق کے خطوط آئے تو عمر بن عبد الرحمن نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جو ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھے بہت سمجھایا کہ آپ عراق نہ جائیں۔ مجھے ڈر ہے کہ جنھوں نے آپ کو بلایا ہے وہی کہیں آپ سے جنگ نہ کریں۔ وہ تو درہم و دینار کے غلام ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے کا شکریہ ادا کیا لیکن اپنے ارادے سے باز نہیں آئے۔ (1)

(1) طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۰۲ اردو مترجم طبع کراچی۔ راوی ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ ابو مخنف ناول نویس ہے۔ وہ اپنے ناول کو زینت دینے کے لیے قصے گھڑ گھڑ کر ناول میں شامل کر رہا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو روکنے کی کوشش کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اُنھوں نے اہل عراق کے کردار پر روشنی ڈالی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بہت سمجھایا اُنھوں نے صرف اتنا جواب دیا: میں اللہ سے خیر کا طالب ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیا ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اے (میرے) چچا کے لڑکے آپ ایسی قوم کے پاس جا رہے ہیں جنھوں نے آپ کے والد کو قتل کیا، آپ کے بھائی کے ساتھ بدعہدی کی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو دھوکا دیں گے میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ نہ جائیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۰۳ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں بھی ابومخنف کذاب ہے۔ لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ چاہتے ہیں کہ میں حجاز سے چلا جاؤں تاکہ میدان اس کے لیے خالی ہو جائے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پھر پوچھا: آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میرا دل تو یہی کہتا ہے کہ کوفہ چلا جاؤں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کے شیعوں کے مثل اگر میرے ساتھی ہوتے تو میں کبھی ان سے روگردانی نہ کرتا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا کہ کہیں میری اس بات پر بدگمانی نہ کی جائے تو فوراً کہا: اگر آپ حجاز میں بھی رہیں تو ان شاء اللہ کوئی آپ کی مخالفت نہیں کرے گا۔ کچھ دیر بعد حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اُٹھ کر چلے گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: اس

شخص کو کسی بھی چیز کی اتنی خواہش نہیں جتنی خواہش اس بات کی ہے کہ میں حجاز سے چلا جاؤں تا کہ اس کے لیے میدان خالی ہو جائے۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۰۲ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت من گھڑت ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے حسین رضی اللہ عنہ اگر آپ کوفہ جانا چاہتے ہیں تو بچوں اور عورتوں کو ساتھ نہ لے جاؤ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پھر دوبارہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ملے اور انھیں پھر عراق جانے سے منع کیا۔ انھوں نے کہا: اے میرے چچا زاد بھائی، میں چاہتا ہوں کہ صبر کروں لیکن صبر نہیں آتا۔ تم اسی شہر میں قیام کرو۔ تم اہل حجاز کے سردار ہو۔ اگر جانا ہی ہے تو اہل عراق کو لکھو کہ پہلے اپنے دشمن سے پیچھا چھڑائیں پھر آپ ان کی طرف جائیں ورنہ خطرہ ہے۔ اگر جانا ہی مدنظر ہے تو یمن چلے جائیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: بھائی میں جانتا ہوں کہ تم میرے شفیق ہو لیکن میں تو کوفہ جانے کا ارادہ کر چکا ہوں (اب ارادہ بدل نہیں سکتا)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر تم جانا ہی چاہتے ہو تو عورتوں اور بچوں کو نہ لے جاؤ۔ اللہ کی قسم تم نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے راہ ہموار کر دی۔ تمھاری موجودگی میں کوئی ان کی طرف نہیں دیکھتا۔ اللہ کی قسم اگر میں سمجھتا کہ تم میرا کہنا مان لو گے تو میں تمھارے بال اور تمھاری پیشانی پکڑتا (اور تمھیں جانے سے باز رکھتا) لوگ جمع ہو جاتے اور تماشا دیکھتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وہاں سے اٹھ کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور ان سے کہا: اے ابن زبیر رضی اللہ عنہ خوش ہو جائیے تمہاری مراد پوری ہوگئی حسین رضی اللہ عنہ تو عراق کو چلے تم حجاز کو سنبھالو۔ (2)

(1) اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۰۴ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ انساب الاشراف ص ۱۶۰، ۱۶۲ میں بھی یہ روایت ہے لیکن بے سند ہے۔ تاریخ ابن کثیر حصہ ہشتم صفحہ ۴۹۳۔ یہ روایت بھی ابی مخنف سے ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی ایک اور ملاقات کی روداد

۸ ذوالحجہ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی ملاقات مسجد حرام میں ہوئی۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ یہاں رہنا چاہیں تو رہیے، حکومت سنبھالیے۔ ہم آپ کے حامی اور مددگار ہیں، ہم آپ کی خیرخواہی کریں گے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ یہاں رہیے، حکومت میرے حوالے کر دیجیے۔ آپ کی اطاعت کی جائے گی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس بات کو بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ پھر کچھ دیر تک وہ دونوں سرگوشی کرتے رہے۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمرہ کیا اور کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴ بدایہ والنہایہ حصہ ہشتم ۴۱ تا ۴۷ ہجری کے واقعات، جلد ہشتم صفحہ ۴۹۸ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں ابومخنف کذاب ہے۔ لہٰذا یہ روایت من گھڑت ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ آپ مسجد حرام میں رہیں میں لوگوں کو جمع کرلوں گا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی یقین دہانی

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا آپ مسجد الحرام میں رہیے میں

آپ کے لیے لوگوں کو جمع کرلوں گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے مسجد الحرام سے ایک بالشت دور قتل کیا جانا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں مسجد کے ایک بالشت اندر قتل کیا جاؤں اور اللہ کی قسم، اگر میں کسی کیڑے کے بل میں چھپ جاؤں تو یہ مجھے وہاں سے بھی نکال لائیں گے پھر میرے ساتھ وہی کریں گے جو ان کی حاجت ہوگی اور اللہ کی قسم یہ لوگ مجھ پر ویسی ہی زیادتی کریں گے جیسی زیادتی یہود نے ہفتہ کے دن کی تھی۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۰۴ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں بھی ابو مخنف کذاب ہے۔ لہٰذا یہ روایت بھی جھوٹی ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ سے روانگی، والیٔ مکہ کی روکنے کی کوشش ناکام

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے نکلے تو (امیر مکہ) عمرو بن سعید کے بھیجے ہوئے لوگوں نے انھیں روکنے کی کوشش کی۔ انھوں نے کہا: آپ واپس چلیے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کردیا۔ پھر دونوں گروہ ایک دوسرے کے کوڑے مارنے لگے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نہیں رکے اور آگے بڑھ گئے۔ دوسرے فریق کے لوگوں نے پکار کر کہا: اے حسین رضی اللہ عنہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے، جماعت سے نکل رہے ہو اور امت میں تفرقہ ڈال رہے ہو لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نہیں مانے اور چلتے رہے، جب وہ مقام تنعیم پر پہنچے تو انھیں ایک قافلہ ملا جو یمن کے امیر کی طرف سے امیر یزید کے لیے تحائف لے جارہا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے وہ سب چیزیں لے لیں۔ جب آپ صفاح پہنچے تو فروزق شاعر سے ملاقات ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فروزق سے عراق کا حال پوچھا۔ فروزق نے کہا: لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ فروزق نے پوچھا: آپ حج چھوڑ کر کیوں جارہے ہیں؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں جلدی نہ جاؤں گا تو گرفتار کرلیا جاؤں گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آگے روانہ ہوگئے۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۰۴ اردو مترجم طبع کراچی۔ البدایہ والنہایہ حصہ ہشتم صفحہ ۴۹۸ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے۔ لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

عبداللہ بن جعفر کا امیر مکہ سے حسین رضی اللہ عنہ کے لیے امان نامہ حاصل کرنا

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں عون اور محمد کے ہاتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط روانہ کیا۔ اس میں اُنھوں نے لکھا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں آپ واپس آ جائیے۔ جہاں آپ جا رہے ہیں وہاں آپ اور اہل بیت تباہ ہو جائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ امیر مکہ عمرو بن سعید کے پاس بھی گئے اور اس سے بھی ایک امان نامہ لکھوا کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھیجا لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے واپس جانا منظور نہیں کیا۔ [1]

① اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۰۶ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں بھی ابو مخنف کذاب ہے۔ لہٰذا روایت جھوٹی ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ کو مسلم اور رضاعی بھائی عبداللہ بن بقطر کے قتل کی خبر

راستہ میں دو اسدی اشخاص عبداللہ بن سلیم اور مذری بن الشمل حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے آ ملے۔ ان دونوں شخصوں نے ایک شخص کو دیکھا جو کوفے سے آیا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ کوفے میں مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور ہانی قتل کر دیے گئے۔ لوگ ان کے پیر گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے۔ (طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۱۳ ابو مخنف کذاب ہے)

ان دونوں اسدی شخصوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مسلم بن عقیل کے قتل کی اطلاع دی اور

انھیں کوفہ جانے سے روکا۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ زبالہ پہنچے تو انھیں اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن بقطر کے قتل کی خبر ملی۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۰۳ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے لہذا روایت جھوٹی ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے ساتھیوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے جو چاہے واپس چلا جائے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ہمارے شیعوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ تم میں سے جو جانا چاہے چلا جائے۔ اہل مدینہ کے علاوہ سب چلے گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے زبالہ میں خوب پانی بھرلیا۔ پھر آگے روانہ ہو کر بطن عقبہ پہنچے۔ (اس میں ہشام کذاب ہے۔)

بطن عقبہ میں ایک شخص نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ واپس چلے جائیے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے مشورہ کو نہیں مانا اور آگے روانہ ہو گئے۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۰۴ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں بھی ابومخنف کذاب ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور حر کے لشکروں کا آمنا سامنا

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ اشراف مقام پر پہنچے تو اتر گئے۔ آپ نے حکم دیا کہ خوب پانی بھرلو۔

سب نے خوب پانی بھر لیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایسا محسوس ہوا کہ مقدمۃ الجیش کا رسالہ آ رہا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہاں کوئی ایسی جگہ ہے کہ اس کو پشت پر رکھ کر ان لوگوں سے ایک ہی سمت سے مقابلہ کیا جائے۔ عبداللہ بن سلیم اور مذری جو آپ کے ساتھ تھے انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ یہ آپ کے پہلو میں ذوحسم موجود ہے۔ آپ بائیں جانب مڑ جایئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ادھر مڑ گئے تو مقدمۃ الجیش کے سوار بھی ادھر ہی مڑ گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ان سواروں سے پہلے ذوحسم پہنچ گئے اور وہاں اتر گئے۔ وہ سوار بھی جن کی تعداد ایک ہزار تھی حر کی امارت میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل آ سرفروش ہو گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حکم دیا سب لوگوں کو پانی پلا دو اور گھوڑوں کو بھی پانی پلا دو۔ سب نے پانی پیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حر کے ایک سپاہی کو بھی پانی پلایا۔ (طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۱۵ اس میں ہشام کذاب ہے) البدایہ والنہایہ میں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ دشمن کے گھوڑوں کو بھی پانی پلا دو۔ (اس میں ابومخنف کذاب ہے) عبیداللہ بن زیاد کو جب معلوم ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں تو حصین بن نمیر کو جو پولیس کا افسر تھا قادسیہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور حر کو آگے روانہ کر دیا تاکہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو روکے۔ حر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو روک لیا۔[1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۱۵ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں ہشام راوی کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حر نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے کہا واپس چلے جائیں مگر مسلم بن عقیل کے بھائیوں نے مجبور کر دیا

حر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کہاں جا رہے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شہر میں جا رہا ہوں۔ حر نے کہا آپ واپس چلے جایئے، میں نے آپ کے پیچھے آپ کے

لیے کوئی خیر نہیں چھوڑی۔ یہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر ملی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے واپس جانے کا ارادہ کیا۔ مسلم بن عقیل کے بھائیوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم انتقام لیں گے یا خود ختم ہو جائیں گے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: تمھارے بعد زندگی کا لطف نہیں۔ یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئے۔ راستہ میں انھیں عبید اللہ کے لشکر کے سوار ملے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا کی طرف مڑ گئے اور وہاں اتر پڑے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے وہاں اپنے خیمے نصب کر دیے۔ آپ کے ساتھ ۴۵ سوار اور سو پیادے تھے (دیکھیں طبری جزء۴ ص ۳۹۱) سند میں ایک راوی زکریاء بن یحیٰ ہے۔ وہ کوئی چیز نہیں (دیکھیں میزان الاعتدال)۔ دوسرا راوی خالد بن یزید بن اسد ہے۔ وہ ضعیف ہے (دیکھیں کامل ابن عدی) ابن حجر کہتے ہیں قوی نہیں، اس کی احادیث کا نہ سنداً کوئی متابع ہے اور نہ متناً (دیکھیں لسان المیزان) الغرض یہ روایت باطل ہے۔

عقیل رضی اللہ عنہ کے فرزندوں نے کہا: ہم بدلہ لیں گے یا قتل ہو جائیں گے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے واپس ہونے کا ارادہ ترک کر دیا۔ پھر آپ نے حکم دیا پانی بھر لو۔ سب نے خوب پانی بھر لیا۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ اس کی سند من گھڑت ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۱۳۔ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں ابو مخنف کذاب ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اور حر کے لشکر کو نماز ظہر پڑھائی اور مختصر خطبہ دیا

حضرت حسین نے حر سے کہا تم نے مجھے بلایا تھا میں آگیا ہوں تو اب مجھ سے عہد و پیمان کر لو تاکہ میں مطمئن ہو جاؤں۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے اور میرا آنا تم کو ناگوار ہو تو جہاں سے میں

آیا ہوں وہاں واپس چلا جاؤں۔ پھر حضرت حسین نے دونوں لشکروں کو ظہر کی نماز پڑھائی پھر حضرت حسین اور حرا اپنے اپنے خیمے میں چلے گئے۔ [1]

○ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۱۶ اردو مترجم طبع کراچی ہشام کذاب ہے یہ روایت جھوٹی ہے

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے حر کو خطوط کے دو تھیلے دکھائے اور کہا آخر اب تم کیا چاہتے ہو؟

پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دونوں لشکروں کو عصر کی نماز پڑھائی نماز کے بعد انہوں نے حر کے لشکر کو خطاب کیا انہوں نے فرمایا ہم اہل بیت ہیں ہم حکومت کے زیادہ حقدار ہیں تم لوگوں نے جو خطوط مجھے لکھے اور پیغامات پہنچائے اگر ان کے مطابق اب تمہاری رائے نہیں ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا حر نے کہا اللہ کی قسم ہمیں ان خطوط کا علم نہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دو تھیلے لا کر خطوط کو پھیلا دیا حر نے کہا ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جنہوں نے یہ خطوط لکھے تھے ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ آپ کو نہ چھوڑیں جب تک آپ کو عبیداللہ تک نہ پہنچا دیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے لئے اس حکم کی تعمیل کے مقابلہ میں موت تمہارے زیادہ قریب ہے پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اٹھو اور روانگی کے لیے اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو جاؤ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی روانہ ہونے لگے تو حر کے لشکر نے مزاحمت کی حضرت حسین نے حر سے فرمایا تمہاری ماں تم کو گم کرے آخر تم چاہتے کیا ہو حر نے کہا اگر آپ کے سوا کسی بھی عرب نے مجھ سے یہ بات کی ہوتی تو میں اس کی ماں کے لئے یہی کہتا لیکن واللہ مجھے آپ کی والدہ کے متعلق ایسی بات کہنے کی مجال نہیں سوائے اس کے کہ ادب و احترام کی کوئی بات کہوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پھر سے پوچھا آخر تم چاہتے کیا ہو حر نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کو عبیداللہ کے پاس

لے جاؤں حضرت حسین نے تین مرتبہ فرمایا واللہ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا حر نے تین دفعہ کہا واللہ میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا جب ان دونوں کے درمیان بات بڑھ گئی تو حر نے کہا مجھے آپ سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ آپ کو نہ چھوڑوں جب تک آپ کو کوفہ نہ پہنچا دوں اگر آپ نہیں مانتے تو ایسا رستہ اختیار کیجئے جو نہ کوفہ کو جاتا ہو اور نہ مدینہ کو جاتا ہو میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں آپ بھی اگر چاہیں تو یزید کو لکھیں ابن زیاد کو لکھیں شاید اللہ ایسی کوئی صورت پیدا کر دے کہ آپ مصیبت میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں حضرت حسین روانہ ہوئے اور حر بھی ساتھ چلا گیا۔ (1)

---

(1) اسنادہ موضوع۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۱۶۔ ۲۱۲ اردو مترجم طبع کراچی البدایہ والنہایہ جلد چہارم حصہ ہشتم صفحہ ۵۰۳ اس میں یہ روایت ابی مخنف سے مروی ہے۔ اردو مترجم طبع کراچی۔ ہشام کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے

مقام بیضہ پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ کہ بادشاہ ظالم ہے

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ بیضہ کے مقام پر پہنچے تو آپ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے لوگو رسول اللہ نے فرمایا ہے جو شخص ایسے بادشاہ کو دیکھے جو ظالم ہو اللہ کی حرام کی گئی چیز کو حلال کرتا ہو پھر وہ نہ ایسے فعل سے اور نہ اپنے قول سے اس کے خلاف کاروائی کرے تو اللہ اس کو بھی بادشاہ کے مقام میں داخل کرے گا ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو لازم کر لیا ہے اور رحمن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا لہذا میں سب سے زیادہ اس بات کا حقدار ہوں کہ اس کے خلاف آواز اٹھاؤں میں علی اور فاطمہ بنت رسول اللہ کا فرزند ہوں میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ اور میرے اہل وعیال تمہارے اہل وعیال کے ساتھ ہیں۔ میرے طریقہ میں تمہارے لیے

نمونہ ہے اگر تم ایسا نہ کرو تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تم پہلے بھی میرے والد اور میرے بھائی اور میرے چچا زاد بھائی کے ساتھ ایسا کر چکے ہو۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۲۱۷ اردو مترجم طبع کراچی۔ راوی ابو مخنف کذاب ہے۔

عبیداللہ بن زیاد نے شام اور بصرہ کے تمام راستے بند کروا دیے حسین رضی اللہ عنہ لوگوں کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دینے لگے

عبیداللہ نے شام اور بصرہ کے راستے بند کر دیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ ایک بند راستے سے آ رہے تھے انہیں کچھ اعرابی ملے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے حالات دریافت کیے انہوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم ہم نہ کہیں جا سکتے ہیں اور نہ آ سکتے ہیں یہ سن کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے امیر یزید کے پاس جانے کے لئے شام کا رخ کیا سواروں نے انہیں گھیر لیا لہذا آپ پھر وہیں اتر پڑے اور لوگوں کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دینے لگے۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۲۱۰ اردو مترجم طبع کراچی طبری عربی (۳/ ۲۹۹ من مکتبہ شاملہ) ایک سند میں حصین سے آگے سند نہیں ہے دوسری سند میں محمد بن عمار رازی ہے اس کا حال نہیں ملتا دوسرا راوی سعید بن سلیمان بن خالد سخت ضعیف ہے امام ابو زرعہ کہتے ہیں اللہ اس سے بچائے۔ تہذیب التہذیب (۴/ ۳۹ من مکتبہ شاملہ) البدایہ والنھایہ عربی جلد (۸/ ۱۸۴ من مکتبہ شاملہ) کی روایت میں بھی سعید بن سلیمان ہے اور وہ سخت ضعیف ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ دیکھیں تاریخ ابن کثیر حصہ ہشتم صفحہ ۱۵۰ اردو مترجم طبع کراچی۔

حر نے کہا کہ حسین رضی اللہ عنہ خیال کیجئے اگر آپ نے حملہ کیا یا آپ پر حملہ ہوا دونوں صورتوں میں آپ قتل ہو جائیں گے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حر ساتھ ساتھ چلے جا رہے تھے حر نے کہا: اے حسین اللہ کے واسطے اپنی جان کا خیال کیجئے اگر آپ نے حملہ کیا تو آپ قتل ہو جائیں گے اور اگر آپ پر حملہ ہوا تو بھی آپ قتل ہو جائیں گے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا اے حر کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔ کیا وہ زیادتی میں یہاں تک بڑھ جائیں گے کہ مجھے قتل کر دیں گے حر نے یہ سنا تو راستہ کی دوسری طرف ہو گیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ عذیب الہجانات پہنچے تو کوفے کے چار شخص جن کا رہنما طرماح تھا آپ کے پاس پہنچے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا وہاں کی کیا خبر ہے ان میں سے ایک شخص نے کہا ان لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہیں لیکن کل یہی لوگ آپ پر تلوار کا وار کریں گے۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۱۸ راوی ابو مخنف کذاب ہے یہ روایت جھوٹی ہے

طرماح نے کہا حسین رضی اللہ عنہ اللہ کا واسطہ ہے کوفہ نہ جائیں

طرماح نے حضرت حسین سے کہا: اگر یہی لوگ جو آپ کے ساتھ چل رہے ہیں آپ سے جنگ کریں تو آپ کے لیے کافی ہے ایک دن کوفہ کے باہر میں نے اتنی بڑی فوج دیکھی کہ اس سے بڑی فوج میں نے کبھی نہیں دیکھی وہ آپ سے لڑنے آ رہے ہیں میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں آپ ادھر نہ جائیں آپ اپنی حفاظت کے لیے کوہ اجا (بلند پہاڑ) پر چلئے اللہ کی قسم دس دن کے اندر اندر ہی طے کے بیس ہزار آدمی آپ کے پاس جمع ہو جائیں گے جب تک ان میں سے

ایک آدمی بھی زندہ رہے گا آپ کو نقصان نہیں ہونے دے گا حضرت حسین نے کہا جزاك الله وقومك خيرا ہم میں اوران لوگوں میں ایک عہد ہو چکا ہے لہذا ہم واپس نہیں جا سکتے۔ [1]

[1] اسناده موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۱۹۔۲۲۰ اردو مترجم طبع کراچی۔ راوی ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ابن زیاد کا حر کو خط کہ حسین کو ایسی جگہ اتارنا جہاں پانی نہ ہو

کچھ عرصہ آپ قصر بنی مقاتل میں ٹھہرے وہاں آپ نے پانی بھرنے کا حکم دیا پھر وہاں سے روانہ ہو گئے تھوڑی دیر چلنے کے بعد آپ کو اونگھ آئی آپ نے پڑھا انا لله وانا اليه راجعون الحمد لله رب العالمين ان کے فرزند علی بن الحسین اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پیچھے آئے اور پوچھا آپ نے انا للہ کیوں پڑھا حضرت حسین نے فرمایا میری آنکھ لگ گئی تھی میں نے ایک سوار کو ایک گھوڑے پر دیکھا اس نے کہا لوگ چلے جا رہے ہیں اور موت ان کا پیچھا کر رہی ہے اس بات سے میں سمجھ گیا کہ ہم کو موت کی خبر سنائی گئی ہے الغرض چلتے چلتے وہ نینوی پہنچے اور وہاں اتر پڑے اسی اثناء میں ابن زیاد کا قاصد پہنچا اس نے حر کو ابن زیاد کا خط دیا جس میں لکھا تھا کہ حسین کو تنگ کرنا اوران کو ایسے چٹیل میدان میں اتارنا جہاں پر پانی نہ ہو اور نہ پانی کی جگہ، میرا یہ قاصد تم پر نگران رہے گا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کسی اور جگہ اترنا چاہتے تھے لیکن حر نے کہا نہیں آپ کو یہیں پر اترنا ہو گا زہیر بن قین نے کہا ان لوگوں سے لڑنا ہمارے لیے آسان تر ہے بہ نسبت ان لوگوں کے لڑنے سے جو ان کے بعد آئیں گے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جنگ میں ابتداء نہیں کروں گا اسی اثناء میں عبیداللہ ابن زیاد نے عمر بن سعد سے کہا حضرت حسین کی طرف جاؤ عمر بن سعد نے کہا مجھے اس کام سے معاف رکھئے عبیداللہ نے کہا تو پھر رے کی امارت سے دستبردار

ہو جاؤ عمر بن سعد نے کہا تو مجھے غور کرنے کے لیے ایک دن کی مہلت دیجئے وہاں سے آ کر اس نے اپنے خیر خواہوں سے مشورہ کیا سب نے منع کیا حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ اس کے پاس آیا اور کہا ماموں جان اللہ کے لیے حسین رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کا قصد نہ کیجئے اللہ کی قسم اگر روئے زمین کی سلطنت اور دنیا و مال سے تم محروم ہو جاؤ تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کے خون میں آلودہ ہو کر اللہ کے سامنے جاؤ ابن سعد نے کہا میں ان شاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔ (1)

---

(1) سندہ موضوع ہے۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۲۱، ۲۲۲ راوی ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد کی طرف پیغام بھیجا اگر تمہیں میرا آنا نا پسند ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں

عمر بن سعد نے ابن زیاد سے کہا اس مہم پر کسی ایسے شخص کو مقرر کر دیجئے جو فنون حرب سے واقف ہو ابن سعد نے چند لوگوں کے نام بھی لئے ابن زیاد نے کہا میں نے تم سے مشورہ نہیں لیا ہے تم جاتے ہو تو جاؤ ورنہ رے کی امارت کا پروانہ واپس کر دو ابن سعد نے کہا اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو میں چلا جاتا ہوں الغرض عمر بن سعد چار ہزار آدمیوں کے ساتھ نینوی میں حضرت حسین کے مقابل اتر پڑا ابن سعد نے کئی آدمیوں سے کہا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھو کے آپ یہاں کیوں آئے ہیں لیکن یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے خطوط لکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا تھا لہذا سب نے جانے سے انکار کر دیا آخر میں کثیر بن عبداللہ شعبی اٹھا لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچ سکا اور واپس آ گیا عمر بن سعد نے قرہ بن قیس کو اس کام پر روانہ کیا قرہ حضرت حسین سے ملا اور ان سے ان کے آنے کا سبب دریافت کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے شہر

والوں نے مجھے بلایا اب اگر میرا آنا ناپسند ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں قرہ عمر بن سعد کے پاس گیا اور اس کو اس کی بات کی خبر دی عمر بن سعد نے کہا مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے ان کے ساتھ جنگ کرنے سے محفوظ رکھے گا۔ (1)

---

(1) اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۲۲،۲۲۳ اردو مترجم طبع کراچی۔ ہشام راوی کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے

حضرت حسین نے قرہ سے یہ بھی کہا تھا اہل کوفہ نے مجھے بلایا تھا انہوں نے مجھے دھوکا دیا میں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو حر نے مجھے واپس جانے نہیں دیا اخبار الطوال (۲۵۳،۲۵۴ من مکتبہ شاملہ) بے سند ہے

حضرت حسین نے اہل کوفہ سے فرمایا: اگر تم لوٹ جاؤ تو میں بھی یہاں سے لوٹ جاؤں گا (المختصر فی اخبار البشر جلد اول صفحہ ۱۳۲ من مکتبہ شاملہ بے سند ہے)

حضرت حسین نے یزید کے پاس جانے کے لیے شام کا رخ کیا لیکن ابن زیاد کی فوج نے انہیں جانے نہیں دیا (انساب الاشراف بلاذری صفحہ ۱۷۳ راوی سعید الجر جانی ضعیف ہے لسان المیزان جلد ۱ صفحہ ۲۴ من مکتبہ شاملہ)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط اور شمر ذی الجوشن کا کردار

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کر لو (۱) میں جہاں سے آیا ہوں وہاں واپس چلا جاؤں (۲) میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں وہ جو چاہے فیصلہ کرے (۳) مجھے سرحد پر بھیج دو۔ عمر بن سعد نے یہ تینوں باتیں ابن زیاد کو لکھ کر بھیج دیں عمر بن سعد نے یہ بھی لکھا: اللہ نے آگ کو بجھا دیا ہے اس میں تمہاری بھی خوشنودی ہے اور امت کی بھی
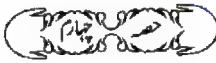
بہتری ہے ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا یہ ایسے شخص کا خط ہے جو اپنے امیر کا بھی خیر خواہ ہے اور اپنی قوم کا شفیق ہے میں نے قبول کیا شمر ذوالجوشن نے ابن زیاد سے کہا ہونا یہ چاہیے کہ یہ سب لوگ تیرے حکم پر سر جھکائیں ابن زیاد نے اس رائے کو پسند کیا اور عمر بن سعد کو لکھا کہ وہ حسین سے ابن زیاد کے حکم پر سر جھکانے کا مطالبہ کرے اگر وہ مان لیں تو ان سب کو میرے پاس بھیج دیا جائے اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کی جائے پھر اس نے شمر سے کہا تو جا اگر وہ ایسا کرے تو تو اس کی اطاعت کرنا ورنہ ان لوگوں سے خود جنگ کرنا پھر تو ہی امیر لشکر ہوگا ابن سعد کو قتل کر دینا اور اس کا سر میرے پاس بھیج دینا ابن سعد اگر مان جائے تو اس سے کہنا میں نے تجھے حسین کے مقابلہ میں اس لئے نہیں بھیجا کہ تو ان کے بچانے کی فکر کرے یا ان پر احسان کرے انہیں قتل کر کے سب کے سر کاٹ لے اور ان کے سینے اور پشت پر سواروں کو دوڑا دے۔ (1)

---

(1) اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۲۶، ۲۲۷ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے یہ روایت سراسر باطل ہے۔

عمرو بن سعد نے شرطیں مان لیں مگر ابن زیاد نے کہا حسین میرے ہاتھ پر یزید کی بیعت کریں

جب عمر بن سعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو حضرت حسین نے اس سے کہا تین باتوں میں سے ایک بات منظور کر لو (۱) مجھے چھوڑ دو کہ میں جہاں سے آیا ہوں وہیں چلا جاؤں (۲) مجھے چھوڑ دو کہ میں یزید کے پاس چلا جاؤں (۳) مجھے سرحد کی طرف جانے دو (تا کہ میں کافروں کے خلاف جہاد کر سکوں) عمر بن سعد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بات کو منظور کر لیا اور عبید اللہ بن زیاد کو اس کی اطلاع دی عبید اللہ نے لکھا نہیں یہ نہیں ہو سکتا ان کی بات کی کوئی قیمت نہیں جب تک

وہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر نہ رکھیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ طبری (۴/۲۹۳) سند میں ایک راوی زکریا بن یحیٰی ہے وہ کچھ نہیں میزان الاعتدال (۲/۷۵) دوسرا راوی خالد بن یزید ہے اور وہ ضعیف ہے کامل ابن عدی ۳/ ۸۸۸ خالد قوی نہیں اس کی حدیث کا نہ سنداً کوئی تابع ہے اور نہ متناً لسان المیزان (۲/۳۹۱ من مکتبہ شاملہ) ابو جعفر سے اوپر کوئی سند نہیں الغرض یہ روایت جھوٹی ہے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کے میں یزید کی بیعت کر لیتا ہوں مجھے اس کے پاس جانے دو

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اموی فوج کے سردار کے سامنے باعزت سمجھوتے کے لئے تین شرطیں پیش کیں (۱) آپ کو مدینہ واپس جانے دیا جائے (۲) آپ کو سرحدی فوج میں بھیج دیا جائے جو ترکوں کی روک تھام کے لئے متعین کی گئی ہے (۳) آپ کو سلامتی کے ساتھ یزید تک پہنچایا جائے اموی سرداروں نے ان میں سے ایک بھی شرط نہیں مانی۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ تاریخ الاسلام اردو مولفہ امیر علی صفحہ ۶۷ ترجمہ باری علیگ۔ طبع تخلیقات لاہور بے حوالہ اور بے سند ہے تاریخ ابی الفداء میں بھی یہی مضمون ہے المختصر فی اخبار البشر جلد اول صفحہ (۱۳۲ من مکتبہ شاملہ) یہ بھی بے حوالہ اور بے سند ہے البدایہ والنھایہ جلد ہشتم صفحہ ۱۵۰ اردو مترجم طبع کراچی۔ پر بھی تقریباً یہی مضمون ہے البدایہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں رکھ دوں پھر وہ جو چاہے میرے معاملے میں فیصلہ کر دے سند میں ابو مخنف ہے جو کذاب ہے۔

ابن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شرائط ماننے سے انکار کر دیا

عمر بن سعد نے ابن زیاد کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بات سے مطلع کیا ابن زیاد نے کہا ہمارے پنجہ میں پھنس گئے تو اب چھٹکارے کی امید ہے؟ اب تو چھٹکارے کا وقت نکل چکا پھر ابن زیاد نے عمر بن سعد کو خط لکھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب یزید کی بیعت کریں پھر ہم سوچیں گے جب عمر ابن سعد کے پاس عبیداللہ بن زیاد کا خط پہنچا تو عمر بن سعد نے کہا ابن زیاد کو عافیت منظور نہیں۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع ۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۲۴ اردو مترجم طبع کراچی ۔ ابومخنف کذاب ہے

جب حسین رضی اللہ عنہ کی شرائط نہ مانیں گئیں تو حر حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے جاملا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد اور شمر کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا اور ان سے کہا مجھے امیر المومنین کے پاس جانے دو میں اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دوں گا ان لوگوں نے کہا نہیں آپ کو ابن زیاد کا حکم ماننا ہوگا یہ سن کر حر نے جو ایک رسالہ کا رئیس تھا اپنے گھوڑے کا رخ پھیر دیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے جاملا۔ (1)

(1) اسنادہ ضعیف جداً۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۳۷، ۲۳۸ اردو مترجم طبع کراچی۔

ایک روایت میں حصین سے آگے سند نہیں ہے دوسری روایت میں محمد بن عمار ہے اس کا حال نہیں ملتا اس سند کا دوسرا راوی سعید بن سلیمان ہے جو سخت ضعیف ہے امام ابوزرعہ کہتے ہیں اللہ

اس سے بچائے

ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو لکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کا پانی بند کر دیا جائے

عبید اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھا حسین اور ان کے ساتھیوں اور پانی کے درمیان حائل ہو جاؤ وہ ایک قطرہ بھی نہ پی سکیں جیسا تقی زکی مظلوم امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا گیا تھا حکم کی تعمیل میں عمر بن سعد نے عمرو بن الحجاج کو پانچ سو سواروں کے ساتھ گھاٹ پر متعین کر دیا یہ لوگ دریا، اور حضرت حسین کے درمیان حائل ہو گئے عبد اللہ بن ابی حصین نے کہا اے حسین ذرا پانی کی طرف دیکھو اس کا نیلا رنگ کیسا اچھا معلوم ہو رہا ہے تم پیاسے مر جاؤ گے تمہیں ایک قطرہ پانی بھی نہیں ملے گا حضرت حسین نے کہا اے اللہ اس کو پیاس کے مرض میں مبتلا کر دے حضرت حسین کی دعا قبول ہوگئی وہ پانی پیتا تھا لیکن پیاس نہیں بجھتی تھی پھر قے کرتا تھا پھر پانی پیتا تھا بالآخر وہ اسی حالت میں مر گیا جب حضرت حسین اور ان کے اصحاب کو پیاس لگی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عباس بن علی رضی اللہ عنہ کو بلایا حضرت حسین نے تیس سوار اور بیس پیادے ان کے ساتھ دیے وہ گئے اور باوجود مزاحمت کے بیس مشکوں کو پانی سے بھر لانے میں کامیاب ہو گئے۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۲۴ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے یہ روایت جھوٹی ہے انساب الاشراف لاحمد بلاذری میں بھی یہ مضمون ہے لیکن بے سند ہے۔ رات کے وقت ابن زیاد کا حکم پہنچا کہ پانی پر قبضہ کر لو ابن سعد نے ساحل فرات پر پانچ سو سوار متعین کر دئے اور حضرت حسین کے ساتھیوں کو پانی نہیں لینے دیا (تاریخ الاسلام اکبر شاہ نجیب آبادی جلد اول صفحہ ۶۸۷ طبع دار الاندلس لاہور۔ بے سند اور بے حوالہ ہے

عباس دریائے فرات سے پانی لائے تو ان کے ہاتھ کاٹ دیے اور شہید کر دیا گیا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پیاس لگی تو انہوں نے عباس سے کہا اے میرے بھائی اپنے گھر والوں کو جمع کر واو کنواں کھودو انہوں نے کنواں کھودا لیکن پانی نہیں نکلا حضرت حسین نے کہا فرات پر جاؤ اور پانی لاؤ عباس نے چند آدمیوں کو ساتھ لیا اور فرات پر گئے ابن زیاد کے آدمیوں نے انہیں دیکھا تو پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم حسین کے ساتھی ہیں ابن زیاد کے آدمیوں نے عباس کے ساتھیوں پر حملہ کیا عباس اور ان کے ساتھیوں نے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا عباس نے مشک میں پانی بھر لیا اور ہاتھ بڑھا کر پانی پینا چاہا انہیں حضرت حسین کی پیاس یاد آ گئی تو پانی پھینک دیا وہ مشک لے کر روانہ ہوئے راستہ میں ان پر حملے ہوتے رہے یہاں تک کہ ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے انہوں نے تلوار کو منہ سے پکڑ لیا اور لڑتے رہے بالآخر وہ قتل ہو گئے۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۴۴۔۱۴۶ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے۔ یہ جھوٹی کہانی ہے۔

عمرو بن سعد کی حسین رضی اللہ عنہ سے تنہائی میں ملاقات حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ساتھ یزید کے پاس چلو

ایک رات کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عمر بن سعد کی تنہائی میں ملاقات ہوئی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ساتھ یزید کے پاس چلو اور لشکروں کو یہیں چھوڑ دو۔ عمر نے کہا میرا گھر کھود ڈالا

جائے گا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میں بنوا دوں گا عمر نے کہا میری جاگیریں چھین لی جائیں گی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس سے بہتر تمہیں دوں گا عمر بن سعد راضی نہیں ہوا۔[1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۲۶ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے یہ روایت جھوٹی ہے۔

ایک روایت میں ہے شمر ابن زیاد کا دھمکی آمیز خط لے کر آیا عمر بن سعد نے ابن زیاد کو بہت برا بھلا کہا لیکن اس کے حکم کی تعمیل سے انکار نہیں کیا۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۲۶، ۲۲۷ ابومخنف کذاب ہے۔

ابن زیاد کی دھمکی سے عمرو بن سعد نے جنگ شروع کر دی

روایت کے الفاظ ہیں بالآخر ابن زیاد کی دھمکی پر عمر بن سعد نے جنگ شروع کر دی۔[1]

---

[1] اسنادہ ضعیف جدا۔ دیکھیں تاریخ طبری باب واقعہ کربلا کی تفصیلات۔ ایک سند میں حصین سے آگے کوئی راوی نہیں ہے۔ دوسری سند میں محمد بن عمار رازی ہے اس کا حال نہیں ملتا۔

نو محرم کو عمرو بن سعد نے حملہ کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ایک رات کی مہلت مانگ لی

نو محرم کو عصر کے بعد ابن سعد نے حملہ کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس کے ذریعہ اس

سے دریافت کیا کہ وہ کیا چاہتا ہے ابن سعد نے کہا امیر کا فیصلہ ہے کہ تم اس کے حکم پر سر جھکا دو ورنہ ہم تم سے لڑیں گے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ایک رات کی مہلت طلب کی ابن سعد نے ایک رات کی مہلت دے دی۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۲۹ اردو مترجم طبع کراچی۔ البدایہ والنھایہ جلد چہارم حصہ ہشتم صفحہ ۵۰۶ ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مسلم بن عقیل کے عزیزوں کو کہا کہ تم واپس چلے جاؤ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عقیل کی اولاد سے کہا: مسلم بن عقیل کا قتل تمہارے لئے کافی ہے تم چلے جاؤ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں انہوں نے کہا لوگ کیا کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ اور سردار کو چھوڑ دیا اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے ہم آپ پر اپنی جانوں کو فداء کریں گے۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۳۰ اردو مترجم طبع کراچی۔ البدایہ والنھایہ جلد چہارم حصہ ہشتم صفحہ ۵۰۷۔ ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے

حضرت زینب ننگے سر حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئی چہرے کو پیٹا اور گریبان چاک کیا

حضرت زینب برہنہ سر حضرت حسین کے پاس آئیں کہنے لگی کاش آج سے پہلے مجھے موت

آ گئی ہوتی انہوں نے اپنے چہرے کو پیٹا گریبان پھاڑا پھر وہ غش کھا کر گر پڑیں حضرت حسین نے ان کے چہرے پر پانی چھڑکا اور انہیں تسلی تشفی دی۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۳۲ اردو مترجم طبع کراچی۔ البدایہ والنھایہ جلد چہارم حصہ ہشتم صفحہ ۴۰۸ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نو اور دس محرم کی رات عبادت کرتے رہے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھی رات بھر عبادت کرتے رہے دعائیں مانگتے رہے استغفار کرتے رہے۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۲۹ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے

علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کی بیماری اور زینب کی تیمار داری

حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ بیمار تھے ان کی پھوپھی حضرت زینب ان کی تیمار داری کرتی تھیں۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۳۱ ابو مخنف کذاب ہے۔

دس محرم کو دونوں لشکروں کی نماز فجر کی ادائیگی اور صفوں کی درستگی

دس محرم کی صبح کو حضرت حسین اور عمر بن سعد نے اپنی اپنی جماعتوں کو نماز پڑھائی پھر دونوں نے اپنی اپنی جماعتوں کو صف بستہ کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خیموں کو پشت پر رکھا اور خیموں کے پیچھے آگ لگادی تاکہ دشمن ایک ہی طرف سے لڑ سکے۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۴۳۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

دس محرم کی صبح حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے قافلے کو غسل دیا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ایک بڑا خیمہ نصب کروایا اور ایک بڑے پیالے میں مشک کا محلول تیار کیا پھر آپ اس خیمہ میں گئے اور (زیر ناف بال مونڈنے کے لئے) نورہ لگایا اور جب وہ باہر نکل گئے تو لوگوں نے نورہ لگایا (طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۴۳ البدایہ والنھایہ حصہ ہشتم صفحہ ۵۰۹ ابو مخنف کذاب ہے البدایہ کی روایت میں ہے کہ سب کو غسل دیا)

جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے یکے بعد دیگرے غسل کیا غسل میں نورہ کا استعمال بھی کیا گیا ایک بڑے برتن میں مشک کا محلول تیار کیا گیا۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر مولفہ عتیق الرحمان سنبھلی صفحہ ۲۱۶ بے حوالہ اور بے سند ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خیموں کو آگ لگا دی شمر کا طنز کرنا

شمر نے جب خیموں کے پیچھے آگ دیکھی تو بلند آواز سے کہا اے حسین رضی اللہ عنہ آپ نے قیامت سے پہلے ہی دنیا میں آگ میں جانے کی جلدی کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا اے بکریاں چرانے والے کے بچے آگ میں جانے کا تو تو مستحق ہے۔[1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۳۴ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے۔

نازک حالات میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحت یاد آئی

مسلم بن عوسجہ نے کہا اے رسول اللہ کے فرزند شمر میری زد پر ہے اسے تیر ماردوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابتداء ادھر سے نہیں ہونی چاہیے حضرت حسین نے اپنے گھوڑے پر جس کا نام لاحق تھا حضرت علی بن حسین کو سوار کیا اور خود اونٹ پر سوار ہو گئے اور بلند آواز سے فرمایا میرا عذر سن لو اگر تم انصاف نہیں کرتے تو پھر تم جو کچھ کر سکتے ہو کر لو مجھے مہلت نہ دو آپ کی یہ باتیں جب آپ کی بہنیں اور بیٹیوں نے سنیں تو چلا چلا کر رونے لگیں حضرت عباس اور حضرت علی نے انہیں چپ کرنے کے لیے روانہ کیا اس وقت انہیں حضرت عباس کی نصیحت یاد آئی کے انہوں نے اہل حرم کو ساتھ لے جانے سے منع کیا تھا۔[1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۳۵ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے۔

بچوں اور عوتوں کو ساتھ لانے کے سلسلہ میں ہم سے غلطی ہوئی

حضرت حسین رضی اللہ عنہ

اکبر شاہ نجیب آبادی لکھتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا واقعی بچوں اور عورتوں کو ہمراہ لانے کے سلسلے میں ہم سے بڑی غلطی ہوئی ہے

(1) اسنادہ موضوع۔ تاریخ اسلام محمد اکبر شاہ نجیب آبادی جلد اول صفحہ ۶۸۹ طبع دار الاندلس لاہور۔ بے حوالہ اور بے سند ہے۔

جنگ شروع ہونے سے قبل حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا فصیح و بلیغ خطبہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثنا اور نبی پر درود پڑھ کر کہا: میرے خاندان کا خیال کرو کہ میں کون ہوں۔ پھر اپنے اپنے دل سے پوچھو اور غور کرو کہ میرا قتل کرنا میری ہتک عزت کرنا کیا تم لوگوں کے لئے حلال ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں کیا میں ان کے ابن عم کا فرزند نہیں ہوں؟ جو کہ خدا پر سب سے پہلے ایمان لائے اور خدا کے پاس سے اس کا رسول جو احکام لے کر آیا انہوں نے اس کی تصدیق کیا سید الشہدا حمزہ میرے والد کے چچا نہیں ہیں؟ کیا جعفر طیار شہید ذو الجناحین میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم میں سے کسی نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں جوان اہل بہشت کے سردار ہیں جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں یہ حق بات ہے اگر تم میری تصدیق کرو گے تو سن لو واللہ جیسے مجھے اس بات کا علم ہوا کہ جھوٹ بولنے والے سے خدا بیزار ہوتا ہے اور جھوٹ گھڑنے والے کو اس کے جھوٹ سے ضرور پہنچتا ہے، میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اگر تم مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو تو سنو تم

میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ ان سے تم پوچھو تو وہ بیان کریں گے، جابر بن عبداللہ انصاری یا ابو سیعد خدری یا سہل بن سعد ساعدی یا زید بن ارقم یا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے پوچھ کر دیکھو یہ لوگ تم سے بیان کریں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی کہتا سنا ہے کیا یہ امر بھی میرا خون بہانے میں تم لوگوں کو مانع نہیں ہے۔

(1) اسنادہ موضوع ۔تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۳۵ اردو مترجم طبع کراچی۔ مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۴۱۔ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں ابی مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ ابن زیاد کی فوج سے باتیں کررہے تھے کہ ایک آدمی نے تیر مار دیا

سعد بن عبیدہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ اہل کوفہ کے چند شیوخ رو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کے اے اللہ مدد کر میں نے کہا اے اللہ کے دشمنو تم جا کر مدد کیوں نہیں کرتے میں نے دیکھا حضرت حسین ابن زیاد کی فوج سے باتیں کر رہے تھے جب وہ باتیں کر کے واپس ہوئے تو عمر طہوری نے ان کو ایک تیر مارا جوان کے جبہ میں لٹک گیا۔ (1)

(1) اسنادہ ضعیف جدا دیکھیں تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۳۰۰ عربی من مکتبہ شاملہ۔ ایک سند میں حصین سے آگے سند غائب ہے دوسری سند میں محمد بن عمار رازی مجہول ہے الغرض یہ روایت باطل ہے

زہیر کا خطاب کہ حسین کو قتل نہ کرو بلکہ یزید کی رائے پر چھوڑ دو

حضرت زہیر بن قین نے بھی خطاب کیا انہوں نے کہا ہمارے اور تمہارے درمیان جب تک تلوار نہیں آتی ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں اگر تم نے ان کی نصرت نہیں کرتے تو اللہ کے واسطے ان کے قتل سے باز آجاؤ ان کو یزید کی رائے پر چھوڑ دو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت حسین کے قتل کے بغیر بھی یزید تمہاری اطاعت سے راضی رہیں گے شمر نے ایک تیر زہیر کے مارا اور کہا خاموش۔ [1]

---

(1) اسنادہ موضوع۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۳۶۔۲۳۸ اردو مترجم طبع کراچی۔ مقتل الحسین مترجم اردو صفحہ ۱۴۳ طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے۔

گھمسان کی جنگ اور انفرادی مقابلے

یزید نے اس قصبہ یعنی کوفہ کے امیر عبیداللہ ابن زیاد کو حکم دیا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے ہتھیار رکھوانے کے سلسلہ میں ضروری کاروائی کرے اور ان کو عراق میں داخل ہونے اور وہاں فتنہ انگیزی سے باز رکھے حضرت علی کے شیعہ جو کوفہ میں تھے ان میں سے کوئی نہیں ہلا حسین اور ان کے مٹھی بھر پرخلوص ساتھیوں نے بڑی نادانی کے ساتھ اپنے سے بدرجہا طاقتور فوج پر جو ان سے ہتھیار رکھوانے کے لئے بھیجی گئی تھی حملہ کر دیا فوج نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کو ہتھیار رکھنے پر مجبور کیا حسین رضی اللہ عنہ ابن علی اور ان کے ساتھیوں میں سے ضدی افراد صرف حصول موت میں کامیابی حاصل کر سکے اسی اثناء میں حر جس نے حضرت حسین کو روکا تھا عمر بن سعد سے کہنے لگا کیا ان کی کسی بات کو نہیں مانے گا عمر نے کہا اگر

میرے اختیار میں ہوتا تو میں مان لیتا لیکن تمہارا امیر نہیں مانتا اس کے بعد حر حضرت حسین کے پاس آ گیا اور معذرت کرتے ہوئے کہا مجھے نہیں معلوم تھا کہ نوبت یہاں تک پہنچے گی حر نے عمر بن سعد سے پھر وہی باتیں کیں عمر نے کہا میری خواہش بھی یہی ہے اگر ممکن ہوتا تو میں یہی کرتا پھر حر نے اہل کوفہ کو خطاب کیا اس نے کہا تم نے ان کو بلایا اور اب تم ان پر حملہ کر رہے ہو تم نے ان کو آب فرات سے روک دیا حالانکہ یہودی مجوسی اور نصرانی اس میں سے پانی پی رہے ہیں اور سور اور کتے اس میں لوٹ رہے ہیں اسی اثناء میں دشمن نے تیر برسانے شروع کر دیے ۔ (تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹ ابو مخنف کذاب ہے البدایہ والنھایہ حصہ ہشتم جلد چہارم صفحہ ۵۱۱ اردو مترجم طبع کراچی۔ پر بھی یہی مضمون ہے لیکن بے سند ہے)

دشمن کی طرف سے یسار اور سالم میدان میں آئے عبداللہ بن عمیر نے انہیں قتل کر دیا عبداللہ بن عمیر کی بیوی بھی لڑنے کے لئے نکلیں حضرت حسین نے انہیں روک دیا حضرت حسین نے فرمایا عورتوں پر جنگ نہیں ہے (طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۴۰ اردو مترجم طبع کراچی، ابو مخنف کذاب ہے)

خانوادہ حسین رضی اللہ عنہ کے دشمن جس نے کہا حسین رضی اللہ عنہ تمہیں دوزخ مبارک ہو، کا بدترین انجام

پھر عبداللہ بن جوزہ مقابلے کے لئے نکلا اس نے کہا اے حسین اے حسین دوزخ مبارک ہو حضرت حسین نے کہا اے اللہ! اسے آگ میں لے جا ابن جوزہ نے حملہ کیا اس کا پاؤں رکاب میں الجھ گیا گھوڑا اسے لے کر بھاگا ابن جوزہ گھوڑے کی پشت پر سے گر پڑا اس کا سر زمین پر جا پڑا گھوڑا

بھاگتا رہا پتھروں سے اس کا سر ٹکراتا رہا بالآخر وہ مرگیا اس کے بعد گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی ①

① اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۴۰ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے البدایہ والنھایہ جلد چہارم حصہ ہشتم صفحہ ۵۱۱، ۵۱۲ طبع دارالاندلس کراچی۔ یہ بھی یہی روایت ہے مگر بے سند ہے۔

حر نے یزید بن سفیان کو قتل کر دیا

یزید بن سفیان کہنے لگا واللہ اگر میں حر کو یہاں سے جاتے دیکھتا تو برچھی لے کر اس کا پیچھا کرتا جب لڑائی شروع ہوئی تو حر دشمن پر لگاتار حملے کر رہے تھے یزید بن سفیان نے حر سے کہا کیا تم مجھ سے لڑنا چاہتے ہو حر نے کہا ہاں حر نے حملہ کیا اور یزید کو قتل کر دیا۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۴۲ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے۔

تیر اندازوں نے تیر برسائے اور حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے گھوڑوں کی ٹانگیں کاٹ دیں

نافع بن ہلال حضرت حسین کی طرف سے لڑ رہے تھے اور یہ کہتے جا رہے تھے انا الجملی

انا علی دین علی میں جملی ہوں میں علی کے دین پر ہوں ان سے مقابلے کے لئے مزاحم بن حرث نکلا اس نے کہا انا علی دین عثمان میں عثمان رضی اللہ عنہ کے دین پر ہوں نافع نے کہا تو شیطان کے دین پر ہے پھر نافع نے حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا اس کے قتل ہو جانے کے بعد عمرو بن الحجاج چلایا اے احمقو ایک ایک کر کے نہ لڑو ابن سعد نے اس کی رائے کو پسند کیا اور ایک ایک کے لڑنے سے منع کر دیا پھر عمرو بن حجاج مقابلے کے لئے نکلا اس نے کہا اے کوفیو اطاعت اور جماعت سے چمٹے رہو جس نے دین کو چھوڑ دیا اور امام کی مخالفت کی اس سے لڑو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو لوگوں کو میرے قتل پر ابھار رہا ہے ہم نے دین کو چھوڑ دیا اور تم دین پر قائم ہو واللہ مرنے کے بعد تم کو معلوم ہو جائے گا پھر عمرو بن الحجاج نے حملہ کیا اور کچھ دیر تک جنگ ہوتی رہی اس جنگ میں مسلم بن عوسجہ انصاری زخمی ہو کر گر گئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے ان میں ابھی جان باقی تھی حضرت حسین نے کہا اے مسلم بن عوسجہ تمہارا رب تم پر رحم کرے کچھ دیر بعد مسلم بن عوسجہ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد شمر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے انہیں نیزے مارے پھر وہ لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے اس حملہ میں کلبی قتل ہو گئے قتل ہونے سے پہلے انہوں نے چار آدمیوں کو قتل کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے شدید حملے کیے اور اہل کوفہ کو شکست دی ابن سعد نے حسین بن تمیم کے ساتھ تمام پوشوں اور ۵۰۰ تیر اندازوں کو جنگ کے لیے روانہ کیا ان لوگوں نے تیر برسائے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے گھوڑوں کی ٹانگیں کاٹ دیں وہ سب لوگ پیادہ ہو گئے۔ (1)

---

(1) اسنادہ موضوع۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۴۲، ۲۴۳ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے

شمر کا حسین رضی اللہ عنہ کے خیمے پر حملہ اور حر کا قتل

حر کا گھوڑا ڈگمگایا اور گرا حر اس پر سے اس طرح کودے کہ معلوم ہوا کوئی شیر کود پڑا پھر شدید جنگ شروع ہو گئی لیکن ایک ہی رخ سے کسی دوسری طرف سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے انصار پر حملہ کرنا ممکن نہ ہوا ابن سعد نے پیادوں کو بھیجا کہ دائیں اور بائیں طرف کے خیمے اکھاڑ ڈالیں حضرت حسین کے ساتھیوں نے انہیں قتل کر ڈالا تو ابن سعد نے کہا خیموں میں آگ لگا دو خیموں میں آگ لگا دی گئی اسی اثناء میں کلبی کی بیوی ام وہب اپنے شوہر کی لاش پر آ ئیں شمر نے رستم نامی غلام سے کہا اس کو لاٹھی مار اس نے لاٹھی ماری سر پھٹ گیا اور وہ مر گئیں پھر شمر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خیمہ پر حملہ کیا اس نے کہا آگ لاؤ میں اسے جلا دوں عورتیں باہر نکل آئیں حضرت حسین نے کہا اے ذوالجوشن کے لڑکے تو آگ منگا رہا ہے اللہ تجھ کو جلائے حمید بن مسلم نے شمر سے کہا ایسی حرکت مناسب نہیں تو چاہتا ہے کہ دو گناہ اپنے سر پر لے آگ میں جلانا اللہ کے لئے مخصوص ہے شبث بن ربعی نے بھی شمر کو ملامت کی اس کو شرم آئی اور واپس ہونے کے لئے پلٹا زہیر بن قین نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کیا اور اس کو خیمہ کے پاس سے دور کر دیا اور شمر کے ساتھیوں میں سے ایک شخص ابو عزہ کو قتل کر دیا جنگ جاری رہی دونوں طرف کے آدمی قتل ہوتے رہے ابو ثمامہ عمرو بن عبداللہ الصائدی بھی لڑائی میں شریک تھے انہوں نے دشمن سے کہا ہمیں اتنی مہلت دو کہ ہم نماز پڑھ لیں حصین بن تمیم نے کہا تمہاری نماز ہی قبول نہیں ہو گی حبیب بن مظاہر نے اس سے کہا او گدھے تیری نماز قبول ہو گی حصین نے حملہ کیا حبیب نے اس کے گھوڑے پر تلوار ماری وہ گھوڑے سے گر گیا اس کے ساتھی اسے اٹھا کر لے گئے حصین نے پھر حملہ کیا اور حبیب کو قتل کر دیا حر بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے کہ دشمن کے پیادوں نے ہجوم کر کے حر کو قتل کر دیا۔[1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶۔ البدایہ والنھایہ جلد چہارم حصہ ہشتم صفحہ ۵۱۳ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

نماز ظہر کے بعد جنگ میں شدت آ گئی

پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نماز خوف کے طریقہ پر نماز ظہر ادا کی نماز ظہر کے بعد پھر جنگ میں شدت جاری ہوگئی دشمن حضرت حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے حنفی آپ کے سامنے آ کھڑے ہو گئے آخر تیروں کی بوچھاڑ سے وہ گر گئے اسی اثناء میں زہیر بن قین قتل ہو گئے نافع بن ہلال نے دشمن کے بارہ آدمیوں کو قتل کیا ان کے دونوں بازو ٹوٹ گئے وہ گرفتار ہو گئے شمر نے انہیں قتل کر دیا عزرہ کے دونوں فرزند عبداللہ اور عبدالرحمٰن حضرت حسین کے پاس آ گئے اور شمشیر زنی کرتے رہے پھر حنظلہ بن سعد آئے انہوں نے اہل کوفہ کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن سعد اللہ تم پر رحم کرے حنظلہ لڑتے لڑتے آخر قتل ہو گئے پر دو نوجوان سیف بن حارث اور مالک بن عبد نے جنگ کی اور بالآخر قتل ہو گئے اتنے میں عابس اپنے غلام شوذب کے ساتھ آئے دونوں نے جنگ کی اور قتل ہو گئے۔

---

(1) طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۴۸ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

ضحاک بن عبداللہ کا بچ جانا

ضحاک بن عبداللہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا جب تک میں آپ کی طرف سے کسی کو جنگ کرتے ہوئے دیکھوں گا لڑتا رہوں گا جب دیکھوں گا کہ اب کوئی لڑنے والا نہیں رہا تو میں چلا جاؤں گا آپ نے فرمایا چلے جانا پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا چلے جاؤ ضحاک نے جنگ کی پھر خیمہ سے گھوڑے کو نکالا اور اس پر سوار ہو کر بھاگے پندرہ شخصوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے قریب پہنچ گئے کثیر بن عبداللہ وغیرہ نے ضحاک کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو ہمارا چچا زاد بھائی ہے اس

پر ہاتھ نہ ڈالنا الغرض کسی نے ان کو قتل نہ کیا اور وہ بچ گئے۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۰ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے یہ اس کی داستان سرائی ہے۔

یزید بن زیاد پہلے ابن سعد کے لشکر میں تھے پھر حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آگئے

روایت ہے کہ یزید بن زیاد پہلے ابن سعد کے لشکر میں تھے پھر یہ حضرت حسین کے لشکر میں آگئے حسین کے سامنے آ کر دونوں زانوں ٹیک کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے سو تیر پھینکے جن میں سے ۹۵ ٹھیک نشانے پر بیٹھے بالآخر دشمن نے انہیں قتل کر دیا۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۰ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے۔

علی اکبر کی شہادت اور زینب کا خیمہ سے نکل کر زور سے رونا

پھر حضرت علی اکبر نے دشمنوں پر حملہ کیا انہوں نے کہا میرا نام علی ہے میں حسین کا بیٹا ہوں دشمنوں نے انہیں گھیر لیا اور تلواریں مار مار کر ان کے جسم کے ٹکڑے کر دیے (طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۱ اردو مترجم طبع کراچی ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے)

جب علی اکبر قتل ہوئے تو عورتوں نے چلا چلا کر رونا شروع کر دیا (مقتل الحسین صفحہ ۱۸۰ اردو مترجم طبع کراچی۔ابو مخنف کذاب ہے)

حضرت زینب خیمہ سے باہر نکل آئیں اور آہ وبکا کرتی رہیں حضرت حسین انہیں خیمہ میں لے گئے۔[1]

[1] اسنادہ موضوع۔ مقتل الحسین صفحہ ۱۸۱ اردو مترجم طبع کراچی۔ابو مخنف کذاب ہے۔

عبداللہ بن مسلم عبدالرحمٰن بن مسلم اور عون بن عبداللہ کی شہادتیں

حضرت حسین نے فرمایا اے فرزند جن لوگوں نے تجھے قتل کیا اللہ انہیں قتل کرے تیرے بعد دنیا ہیچ ہے ایک خاتون خیمہ سے باہر نکل آئیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب طلوع ہو گیا وہ حضرت زینب بنت فاطمہ تھیں وہ علی اکبر کی لاش پر گر پڑیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ انہیں خیمہ میں لے گئے اسی اثناء میں عمرو بن صبیح نے مسلم بن عقیل کے فرزند عبداللہ کو تیر مارا انہوں نے دونوں ہاتھوں سے سر کو بچا لیا تیر ہاتھ کو چھیدتا ہوا پیشانی تک پہنچ گیا ابن صبیح نے دوسرا تیر ان کے قلب پر مارا دشمنوں نے چاروں طرف سے حملہ کیا عبداللہ بن قطبہ نے عون بن عبداللہ بن جعفر پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا عامر بن نہشل نے عون کے بھائی محمد پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا عثمان بن خالد اور بشر بن سوط نے عبدالرحمٰن بن عقیل کو قتل کر دیا عبداللہ بن عزرہ نے جعفر بن عقیل کو تیر مار کر قتل کر دیا۔[1]

[1] اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۱،۲۵۲ اردو مترجم طبع کراچی۔ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند قاسم کی شہادت

پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند قاسم مقابلہ کے لئے نکلے ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا چاند کا ٹکڑا نکل آیا عمرو بن سعد بن نفیل نے کہا اسے میں قتل کروں گا اس نے حضرت قاسم پر حملہ کیا اور ان کے سر پر تلوار ماری حضرت قاسم گر پڑے اور چچا چچا کہہ کر حضرت حسین کو بلانے لگے حضرت حسین بہت تیزی سے آئے جیسے شاھین آتا ہے اور شیر غضبناک کی طرح۔ انہوں نے عمرو بن سعد پر حملہ کیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا اہل کوفہ کے سوار دوڑے کہ اس کو بچائیں لیکن سواروں نے اسے روند ڈالا اور وہ مر گیا حضرت حسین حضرت قاسم کے سرہانے کھڑے ہوئے تھے حضرت قاسم ایڑیاں رگڑ رہے تھے حضرت حسین فرما رہے تھے اللہ ان لوگوں کو رحمت سے دور رکھے جنہوں نے تمہیں قتل کیا۔ (1)

---

(1) اسنادہ موضوع۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۲ اردو مترجم طبع کراچی۔ البدایہ والنھایہ جلد چہارم حصہ ہشتم صفحہ ۵۱۶ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر ایک آدمی کا شدید حملہ

کئی آدمیوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا لیکن کسی نے قتل نہیں کیا ہر شخص آتا اور لوٹ جاتا اسی اثناء میں مالک بن نسیر کندی نے حملہ کیا اس نے آپ کے سر پر تلوار ماری تلوار ٹوپی کو کاٹتی ہوئی سر تک پہنچ گئی سر زخمی ہو گیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ٹوپی اتاری پھر دوسری ٹوپی پہنی اور عمامہ باندھ لیا۔ (1)

---

(1) اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۲ اردو مترجم طبع کراچی۔

تین دن کے پیاسے بچے کو شمر نے پانی دینے سے انکار کر دیا

حضرت ام کلثوم نے کہا اے بھائی یہ بچہ تین دن سے پیاسا ہے اس کے لئے پانی مانگیے حضرت حسین نے اس کو گود میں لیا اور پانی طلب کیا (مقتل الحسین ۱۸۲ اردو مترجم طبع کراچی، ابو مخنف کذاب ہے)

حضرت حسین نے شمر سے پانی مانگا اس نے پانی دینے سے انکار کر دیا (مقتل الحسین صفحہ ۱۸۲ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے)

اسی اثناء میں ایک تیر آیا تیر بچے کے لگا بچے کا انتقال ہو گیا۔ (1)

(1) اسناده موضوع۔ دیکھیں مقتل الحسین۔ المشہور بہ مقتل ابی مخنف۔ ابومخنف کذاب ہے۔

ابوبکر بن حسین عبداللہ بن علی اور جعفر بن علی کی شہادتیں

حضرت حسین کے پاس ان کا بچہ لایا گیا بچے کا نام عبداللہ تھا آپ نے اسے گود میں لیا بنی اسد میں سے ایک شخص نے تیر مارا تیر نے اس بچے کو ذبح کر دیا عبداللہ بن عقبہ نے تیر مار کر ابوبکر بن حسین کو قتل کر دیا عبداللہ بن علی کو ہانی نے قتل کر دیا پھر اس نے جعفر بن علی کو قتل کر دیا عثمان بن علی کو خولی بن یزید نے تیر مارا بنی دارم کے ایک شخص نے انہیں قتل کر دیا پھر ایک دارمی شخص نے محمد بن علی کو قتل کر دیا۔ (1)

(1) اسناده موضوع۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۲، ۲۵۳ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور شہادت شمر نے حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ دیا

حضرت حسین کو پیاس لگی آپ پانی کی طرف آئے حسینت بن تمیم نے تیر مارا تیر آپ کے دہانہ پر لگا پھر شمر آپ کے اور خیمے کے درمیان حائل ہوگیا حضرت حسینت نے کہا اگر تمہارا کوئی دین نہیں ہے اور نہ تمہیں روز قیامت کا خوف ہے تو دنیا کے کام میں تو اچھے لوگوں کا طریقہ اختیار کرو میرے خیمے کو اور میرے اہل کو نالائقوں اور جاہلوں سے بچاؤ شمر نے کہا اے ابن فاطمہ تمہاری یہ بات مان لی (تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۴۔ ابومخنف کذاب ہے)

حضرت حسین کو پیاس لگی انہوں نے پانی مانگا ایک پیالے میں انہیں پانی دیا گیا جب انہوں نے پیالے کو منہ سے لگایا تو حصین بن نمیر نے ایک تیر مارا تیر حضرت حسین کے منہ میں داخل ہوگیا آپ پانی نہ پی سکے آپ نے پیالے کو رکھ دیا (اخبار الطوال دینوری ۲۵۸ عربی من مکتبہ شاملہ بے سند ہے)۔ خیمہ کے اندر سے ایک خاتون نے حضرت حسین کو پانی کا پیالہ پیش کیا پیالہ مشکل ہی سے منہ تک پہنچا ہوگا آپ کے رخسار پر ایک تیر آ کر لگا۔ [1]

---

[1] تاریخ اسلام سید امیر علی اردو مترجم صفحہ ۶۸۔ ترجمہ باری علیگ مطبوعہ تخلیقات لاہور۔ بے حوالہ اور بے سند ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ جس طرف بھی حملہ کرتے سب لوگ بھاگ جاتے

پھر شمر نے حضرت حسین پر حملہ کیا جب حضرت حسین حملہ کرتے تو سب بھاگ جاتے اس کے بعد دشمنوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا یہ دیکھ کر ایک لڑکا خیمہ سے نکلا حضرت حسین

کے پاس آیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا بحر بن کعب نے حضرت حسین پر وار کیا لڑکے نے اس کی تلوار کو اپنے ہاتھ سے روکا لڑکے کا ہاتھ کٹ گیا بچہ اماں اماں کہہ کر چلایا حضرت حسین نے اسے اپنے سینہ سے چمٹا لیا۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۴ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

زینب نے کہا اے عمرو بن سعد حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو رہے ہیں اور تو دیکھ رہا ہے تو ابن سعد کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے آپ جدھر حملہ کرتے تو سب بھاگ جاتے اسی اثناء میں ان کی بہن زینب باہر نکل آئیں عبداللہ بن عمار کہتا ہے ان کے کان کے بندے اب تک میری نگاہ میں ہیں عمر بن سعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا حضرت زینب نے اس سے کہا اے ابن سعد حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو رہے ہیں اور تو دیکھ رہا ہے ابن سعد کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے پھر اس نے حضرت زینب کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ①

① طبری جلد چہارم حصہ اول ۲۵۵ اردو مترجم طبع کراچی۔ اس میں بھی ابو مخنف کذاب ہے۔

شامی فوج میں ہر کوئی چاہتا تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو میں نہیں کوئی دوسرا آدمی قتل کرے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر حملے ہو رہے تھے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا آدمی قتل کرے شمر نے پکار کر کہا اب کیا انتظار ہے تمہاری مائیں تم کو روئیں انہیں قتل کر دو الغرض ہر طرف سے آپ پر حملہ ہوا زرعہ بن شریک نے تلوار کا وار کیا تلوار آپ کی ہتھیلی پر لگی سنان بن انس نخعی نے آپ کو برچھی ماری آپ گر پڑے تو سنان نے خولی سے کہا سر کاٹ لے خولی نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن وہ کاٹ نہ سکا۔ (1)

(1) تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۵، ۲۵۶ اردو مترجم طبع کراچی ابو مخنف کذاب ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا تو لڑنے کے لئے اٹھنا چاہا لیکن نہ اٹھ سکے پھر......؟

حضرت حسین بے ہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا تو لڑنے کے لئے اٹھنا چاہا لیکن نہ اٹھ سکے پھر خوب روئے اور کہا اے میرے نانا اے محمد اے میرے باپ اے علی اے بھائی اے حسن میں مظلوم قتل ہو رہا ہوں (مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۹۳ اردو مترجم طبع کراچی ابو مخنف کذاب ہے)

جب خولی حضرت حسین کا سر نہ کاٹ سکا تو سنان نے خولی کو بددعا دی خدا تیرے بازوؤں کو

توڑ دے تیرے ہاتھوں کو قطع کرے یہ کہہ کر وہ اتر کے آپ کی طرف بڑھا آپ کو ذبح کیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ ڈالا۔ ①

① دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۲ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے

بوقت شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بے بسی کا عالم

حضرت حسین اور آپ کے تمام انصار قتل ہو گئے ان میں دس سے زیادہ نوجوان اہل بیت تھے حضرت حسین کو بنی مذحج کے ایک شخص نے قتل کیا (طبری جلد ۴ صفحہ ۲۹۳ سند میں ایک راوی زکریا بن یحی ہے وہ کچھ نہیں میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۷۵ دوسرا راوی خالد بن یزید ضعیف ہے کامل ابن عدی جلد ۳ صفحہ ۸۸۸ خالد قوی نہیں اس کی احادیث کا نہ سند اکوئی تابع ہے اور نہ متنا لسان المیزان جلد ۲ صفحہ ۳۹۱)

شمر نے حضرت حسین کو ذبح کر دیا اور سر علیحدہ کر دیا حضرت حسین چیختے رہے وا محمداہ، وا علیاہ، واحسناہ، واجعفراہ، واحمزتاہ، واعقیلاہ، واعباساہ، واقتیلاہ، واناصراہ، واغربتاہ، (ترجمہ) ہائے محمد ہائے علی ہائے حسن ہائے جعفر ہائے حمزہ ہائے عقیل ہائے عباس ہائے اس طرح قتل ہونا ہائے مددگاروں کی کمی ہائے یہ بے وطنی۔ (مقتل حسین صفحہ ۱۹۹ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے)

حضرت حسین پیر کے دن قتل ہوئے۔ ①

① مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۲۰۰ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے دشمن کے ڈیڑھ ہزار آدمی قتل کیے

راوی کہتا ہے پھر خود آپ نے ان لوگوں پر بنفس نفیس حملہ کیا۔ یہ حملہ ایسا سخت تھا کہ وہ لوگ بکھر گئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار پانچ سو سواروں کو قتل کیا۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۸۶۔ ابو مخنف کذاب ہے

حسین رضی اللہ عنہ کا ساز و سامان لوٹ لیا گیا خواتین کے دوپٹے نوچ لئے گئے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سامان لوٹ لیا گیا بحر بن کعب نے پاجامہ لے لیا قیس بن الاشعث نے چادر لے لی بنی اشہل کے ایک شخص نے تلوار لے لی بنی اود کے ایک شخص نے جوتیاں لے لیں حضرت حسین کی خواتین کی پیٹھوں پر سے کپڑے اتار لے گئے (تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۶ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے)

بحر بن کعب نے حضرت حسین کا پاجامہ اتار کر آپ کو برہنہ کر دیا (طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵۔ (مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۲۰۰ طبع کراچی ابو مخنف کذاب ہے)

شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر سکینہ اور ام کلثوم نے دوپٹے پھاڑ دیے اور بین کیے

حضرت سکینہ نے اپنا دوپٹہ پھاڑ دیا اور اس طرح کہتی رہیں واابتاہ واحسیناہ (مقتل حسین

حوالہ سابقہ ابو مخنف کذاب ہے)

حضرت ام کلثوم نے بھی اپنا دوپٹہ پھاڑ ڈالا باقی عورتوں نے بھی اپنے گریبان پھاڑ دیے اور اپنے رخساروں پر طمانچے مارے اور کہا وامحمداہ واعلیاہ واحسناہ۔ ①

① مقتل الحسین صفحہ ۲۰۱ ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ایک مددگار جو آخر میں شہید ہوئے کا قصہ

سوید بن عمرو زخمی ہو گئے تھے لیکن ابھی زندہ تھے اور لاشوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے انہوں نے سنا کہ حضرت حسین شہید ہو گئے ان کو کچھ افاقہ ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی تلوار تو کوئی لے گیا ہے لیکن چھری موجود ہے وہ اس چھری کے ذریعہ لڑتے رہے یہاں تک کے قتل ہو گئے (تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۶ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے)

حمید بن مسلم کہتا ہے میں علی اصغر بن حسین کے پاس پہنچا وہ لیٹے ہوئے تھے اور بیمار تھے شمر نے کہا کیا انہیں قتل نہ کریں میں نے کہا بچوں کو قتل کرنا نہیں چاہیے ابن سعد نے کہا عورتوں کے خیمہ میں ہرگز کوئی داخل نہ ہو اور اس بیمار لڑکے سے کوئی تعرض نہ کرے اور جس نے ان لوگوں کا اسباب لوٹا ہے وہ واپس کر دے لیکن کسی نے واپس نہیں کیا۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۶ اردو مترجم طبع کراچی ابو مخنف کذاب ہے۔

عمرو بن سعد کے فوجیوں نے حسین رضی اللہ عنہ ...

لاشوں پر گھوڑے دوڑائے اور گھوڑوں سے جسم حسین رضی اللہ عنہ کو روندا

عمر ابن سعد نے اعلان کیا: کون حسین کے جسم کو پامال کرے گا یہ اعلان سن کر دس آدمی نکلے ان لوگوں نے اپنے گھوڑوں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو روند ڈالا اور ان کی پیٹھ اور پیٹ کو چورا کردیا حضرت حسین کے ۷۲ ساتھی قتل ہوئے قتل ہونے کے ایک دن بعد غاضریہ کے لوگوں نے ان کو دفن کیا ابن سعد کے ساتھیوں میں سے ۸۸ آدمی قتل ہوئے ابن سعد نے حضرت حسین کے سر کو خولی کے ہاتھ ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ ①

① تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۷ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

سیدنا حسین کے سر کی کرامت پرندے رات بھر طواف کرتے رہے

خولی رات کو کوفہ پہنچا قصر کا دروازہ بند ہو چکا تھا اس نے سر مبارک کو اپنے گھر لے جا کر رکھ دیا رات بھر آسمان سے نور کا ایک ستون سر تک قائم رہا اور سفید پرندے اس کے گرد اڑتے رہے۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۷ اردو مترجم طبع کراچی۔ ہشام کذاب ہے

جب حسین رضی اللہ عنہ کی خواتین لاشوں سے گزر کر کوفہ روانہ ہوئیں

عمر بن سعد نے حضرت حسین کی خواتین کو اونٹ پر پردہ دار محمل میں بٹھا کر روانہ کیا (اخبار

الطوال للد ینوری صفحہ ۲۵۹ مکتبہ شاملہ بے سند اور بے حوالہ ہے)

حضرت حسین کی عورتوں کو کوفہ روانہ کیا گیا جب وہ لاشوں کے پاس سے گزریں تو رونے لگیں انہوں نے چہروں پر طمانچے مارے قرہ بن قیس کہتا ہے میں ان عوتوں کے قریب گیا میں نے دیکھا وہ بہت حسین تھیں حضرت زینب بنت فاطمہ کہہ رہیں تھیں یا محمداہ یا محمداہ آپ کی بیٹیاں قیدی بنالی گئیں آپ کی اولاد قتل ہوگئی یہ سن کر دوست دشمن سب رو دیے لاشوں کے سر جدا کیے گئے اور ابن زیاد کے پاس بھیج دیے گئے۔ [1]

---

(1) تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۸ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے۔

علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب یہ رو رہی ہیں تو پھر ہمیں قتل کس نے کیا ہے

جب حسین کی بہنیں وغیرہ کوفہ میں داخل ہوئیں تو کوفہ کی عورتیں باہر نکل آئیں اور چیخیں مار مار کر رونے لگیں حضرت علی بن الحسین نے کہا یہ ہم پر رو رہی ہیں تو ہمیں کس نے قتل کیا۔ [1]

---

(1) اسنادہ موضوع۔ تاریخ احمد بن ابی یعقوب المعروف بہ تاریخ الیعقوبی جلد دوم صفحہ ۲۰۴ اردو مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ نہ سند ہے اور نہ حوالہ ہے الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خواتین ابن زیاد کے دربار میں اور زینب کی ابن زیاد سے تلخ گفتگو

حضرت حسین کے سر کو جب ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تو وہ لکڑی کے اشارے سے کہنے لگا ابو عبداللہ (یعنی حضرت حسین) کے بال کھچڑی ہو گئے تھے جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال لائے گئے تو ابن زیاد نے ان کو ایک علیحدہ مکان میں اتارا اور ان کے کھانے اور لباس وغیرہ کا انتظام کیا (تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۹ اردو مترجم طبع کراچی۔ ایک سند میں حصین سے آگے سند غائب ہے دوسری سند میں محمد بن عمار رازی مجہول ہے)

حضرت حسین کے سر کے ساتھ ان کے بچے ان کی بہنیں وغیرہ ابن زیاد کے پاس پہنچیں حضرت زینب بنت فاطمہ بہت معمولی لباس میں تھیں ابن زیاد سے حضرت زینب کی بڑی تلخ گفتگو ہوئی ابن زیاد بہت زیادہ غضبناک ہو گیا۔ [1]

---

[1] اسنادہ موضوع۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۹۔ ابو مخنف کذاب ہے

علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کا حکم اور زینب کا احتجاج

علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ بالغ ہو چکے تھے۔ ابن زیاد نے ان کے قتل کا حکم دیا حضرت زینب ان سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں ہمارے خون سے تیرا پیٹ نہیں بھرا اگر تو انہیں قتل کرتا ہے تو ساتھ مجھے بھی قتل کر دے ابن زیاد کافی دیر تک حضرت زینب کو دیکھتا رہا پھر کہنے لگا لڑکے کو چھوڑ دو (طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۵۹ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے)

عبیداللہ بن زیاد کو حضرت زینب پر ترس آ گیا اور اس لڑکے کو چھوڑ دیا۔ (1)

(1) تاریخ طبری (۴/۲۹۳) راوی زکریا کچھ نہیں۔ دیکھیں میزان الاعتدال خالد بن یزید ضعیف ہے دیکھیں کامل ابن عدی۔ ابو جعفر سے اوپر سند نہیں لہذا یہ روایت باطل ہے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اور اہل وعیال یزید کے دربار میں

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو تمام شہر میں پھرایا گیا پھر ایک جگہ نصب کر دیا گیا اور تمام شہر میں تشہیر کی گئی۔ پھر زحر بن قیس کے ہمراہ ان کا سر اور ان کے ساتھیوں کے سروں کو یزید کے پاس روانہ کر دیا گیا۔ (1)

(1) طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۰ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

یزید کو کربلا میں فتح پر مبارک باد دی گئی

عبیداللہ بن زید نے ان سب کو یزید کے پاس بھیج دیا جب وہ یزید کے پاس پہنچے تو لوگوں نے یزید کو فتح کی مبارک باد دی پھر یزید نے حضرت حسین کے اہل وعیال کو اپنے اہل وعیال کے پاس بھیج دیا۔ (1)

(1) طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۵ اردو مترجم طبع کراچی۔ راوی زکریا کوئی چیز نہیں دیکھیں میزان الاعتدال۔ دوسرا راوی خالد بن یزید ضعیف ہے دیکھیں کامل ابن عدی ۔ ابو جعفر سے اوپر سند نہیں ہے۔

یزید چھڑی سے حضرت حسین کے سر کو کریدنے لگا

یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حضرت حسین کو بنو مذحج کے ایک شخص نے قتل کیا۔ ابن زیاد نے اس شخص کے ساتھ حضرت حسین کے سر کو امیر یزید کے پاس روانہ کر دیا اس نے حضرت حسین کے سر کو امیر یزید کے سامنے رکھ دیا یزید اپنی چھڑی سے حضرت حسین کے دہانہ کو کریدتا رہا حضرت ابو برزہ اسلمی نے یزید سے کہا اپنی چھڑی کو ہٹا اللہ کی قسم میں نے بار بار رسول اللہ کو حضرت حسین کے دہانہ کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے (تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۵ اردو مترجم طبع کراچی۔ سند میں ایک راوی زکریا بن یحیٰ ہے وہ کچھ نہیں دیکھیں میزان الاعتدال۔ دوسرا راوی خالد بن یزید ضعیف ہے دیکھیں کامل ابن عدی۔ خالد قوی نہیں اس کی احادیث کا نہ سنداً کوئی متابع ہے اور نہ متناً دیکھیں لسان المیزان)

یزید نے لوگوں کو محل میں آنے کا اذن دیا یزید حضرت حسین کے دانتوں کو اپنی چھڑی سے کریدنے لگا اس نے کہا ہماری تلواریں اپنے ہی پیاروں کے سر اڑا دیتی ہیں وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے ظالم تھے حضرت ابو برزہ اسلمی نے فرمایا اے یزید تو اپنی چھڑی سے حسین کے دانت کو کرید رہا ہے یہی وہ جگہ ہے جس جگہ رسول اللہ پیار کرتے تھے قیامت کے دن تو آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا حضرت حسین آئیں گے تو ان کے شفیع محمد ہونگے یہ کہہ کر حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ دربار سے اٹھے اور چلے گئے۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۵ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے

یزید نے کہا ایک سو بیس جھنڈوں سے حسین رضی اللہ عنہ کے سر کا استقبال کیا جائے

جب اہل دمشق کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہنچی تو بازار بند ہو گئے اور لوگ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا نشہ میں ہیں ایک شخص نے کہا: اے خلیفہ، اللہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرے یزید نے کہا کس وجہ سے اس نے کہا حسین کے سر سے یزید نے کہا اللہ تیری آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے یزید کے حکم سے وہ شخص قید کر دیا گیا یزید نے حکم دیا کہ ایک سو بیس جھنڈوں سے حسین کے سر کا استقبال کیا جائے ۱۸ سر لائے گئے اور بے زین کی سواریوں پر قیدیوں کو لایا گیا حضرت حسین کا سر شمر کے ہاتھ میں تھا وہ کہتا جارہا تھا میں طویل نیزے والا ہوں میں اصلی دین والے کا قاتل ہوں میں نے وصیین کے سردار کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور اس کے سر کو امیر المومنین کے پاس لے کر آیا ہوں۔ ①

---

① مقتل الحسین المشور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۲۳ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

اگر حسین کا معاملہ میرے پاس پہنچتا تو میں ان کو معاف کر دیتا اللہ حسین رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل کرے، یزید

زحر جب یزید کے سامنے گیا تو امیر یزید نے پوچھا تیری خرابی تیرے پیچھے یعنی کوفہ کا کیا حال ہے اور تو کیا خبر لے کر آیا ہے زحر نے کہا میں آپ کو فتح و نصرت کی خوشخبری دیتا ہوں حسین اہل بیت کے ۱۸ اشخاص اور ساٹھ شیعوں کے ساتھ کوفے آئے ہم نے ان سے کہا آپ اطاعت

کریں یا قتال کے لئے تیار ہو جائیں انہوں نے قتال پسند کیا ہم نے سورج نکلتے ہی ان پر حملہ کر دیا اور ان کا محاصرہ کر لیا جب ہماری تلواریں ان کے سروں تک پہنچیں تو بھاگنے لگے انہیں کہیں پناہ نہیں ملی وہ ٹیلوں اور غاروں میں ہم سے اس طرح جان بچاتے پھرتے تھے جس طرح کبوتر باز سے چھپتے پھرتے ہیں ہم نے بہت جلد ان سب کو قتل کر دیا اب ان کی لاشیں برہنہ پڑی ہیں ان کے کپڑے خون آلود ہیں ان کے رخساروں پر گرد و غبار پڑا ہوا ہے یہ سن کر امیر یزید کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے امیر یزید نے کہا میں تمہاری اطاعت سے اس وقت خوش ہوتا جب تم نے حسین کو قتل نہ کیا ہوتا اللہ ابن سمیہ پر لعنت کرے اگر حسین کا معاملہ میرے پاس پہنچتا تو میں ان کو معاف کر دیتا اللہ حسین پر رحمت نازل کرے۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱ طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

یزید حسین رضی اللہ عنہ کا سر دیکھ کر رو پڑا اور ابن زیاد کو لعنت ملامت کی

ابن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خواتین کو بھی محفر کے ساتھ دمشق روانہ کر دیا علی بن حسین کے متعلق حکم دیا کہ انہیں گردن تک طوق پہنا دیا جائے جب یہ لوگ یزید کے دروازے پر پہنچے تو محفر نے پکار کر کہا محفر ملامت زدہ فاجروں کے ساتھ امیر المومنین کے پاس حاضر ہوا امیر یزید نے جواب دیا ام محفر نے جو بچہ جنا ہے وہی سب سے زیادہ ملامت زدہ اور سب سے بدتر ہے (1)

(1) طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۱ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

دمشق میں جب عورتوں نے اپنے مخصوص انداز میں نوحہ خوانی کی تو یزید کو بغاوت کا اندیشہ پیدا ہوا

دمشق پہنچ کر رسول اللہ کی نواسیوں نے جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس تھیں یزید کے محل کے نیچے بیٹھ کر عرب عورتوں کے مخصوص انداز میں نوحہ خوانی کی یزید ان دردناک چیخوں سے کانپ اٹھا اور اسے اپنی راجدھانی میں رسول خدا کے خاندان کے حق میں بغاوت ہو جانے کا اندیشہ ہوا چنانچہ اس نے جلدی سے انہیں ان کے گھروں کو لوٹا دیا۔ ①

① تاریخ اسلام سید امیر علی اردو مترجم صفحہ ۶۸ ترجمہ باری علیگ مطبوعہ تخلیقات لاہور۔ بے حوالہ اور بے سند ہے۔

مروان بن حکم اور اس کے بھائی کا قاتلین حسین رضی اللہ عنہ پر سخت ناراضگی کا اظہار

جب اہل کوفہ حضرت حسین کے سر کو لے کر آئے اور دمشق کی مسجد میں داخل ہوئے تو مروان نے پوچھا تم نے کیا کیا انہوں نے کہا یہ ۱۸ مرد ہم پر وارد ہوئے ہم نے ان کو قتل کر دیا یہ ان کے سر ہیں اور یہ قیدی یہ سنتے ہی مروان وہاں سے اٹھ کر چلے گئے پھر ان کے بھائی یحیٰ آئے انہوں نے بھی وہی سوال کیا اہل کوفہ نے پھر وہی جواب دیا یحیٰ نے کہا تم قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر دیے جاؤ گے میں اب کسی کام میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گا یہ کہہ کر وہ چلے گئے پھر وہ کوفی امیر یزید کے پاس گئے اور حسین کے سر کو یزید کے سامنے رکھ دیا اور سارا واقعہ سنایا۔ ①

① تاریخ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۵ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

امیر یزید نے جب حضرت حسین کے سر کو دیکھا تو اسے رونا آ گیا اس نے ابن زیاد کو برا بھلا کہا اس نے کہا اے پسر سمیہ میں نے یہ حکم کب دیا تھا کہ حسین بن علی کو قتل کر دینا۔ ①

① تاریخ اسلام محمد اکبر شاہ نجیب آبادی جلد اول صفحہ ۶۹۲، ۶۹۳ طبع دار الاندلس لاہور۔ بے حوالہ اور بے سند ہے۔

شہادت حسین کے دو مہینے بعد تک دیواریں خون سے سرخ ہو گئیں

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید کے سامنے رکھا گیا تو یزید رونے لگا اس نے کہا اگر ابن زیاد کا حسین سے رشتہ ہوتا تو ایسا نہ کرتا حصین کہتا ہے دو مہینہ تک صبح کے وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دیواریں خون سے سرخ ہو گئی ہیں۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۳۰۰ عربی مکتبہ شاملہ۔ محمد بن عمار رازی کا حال نہیں ملتا لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

شمر قتل حسین پر انعام لینے یزید کے پاس گیا تو اس نے دھتکار دیا

شمر جب حضرت حسین کے سر کو لے کر یزید کے پاس پہنچا تو اس نے کہا میرے اونٹوں کو

چاندی یا سونے سے بھر دے میں نے عیوب سے پاک سردار کو قتل کیا ہے میں نے ماں اور باپ کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے بہتر کو قتل کیا ہے یزید نے غصہ سے اس کی طرف دیکھا یزید نے کہا جب تو جانتا تھا کہ وہ ماں باپ کے لحاظ سے بہترین شخص تھے تو تو نے انہیں کیوں قتل کیا اللہ تیرے اونٹوں کو آگ اور لکڑی سے بھرے شمر نے کہا آپ سے انعام لینے کے لئے قتل کیا یزید نے اپنی تلوار سے اس کو مارا اور کہا میرے پاس تیرے لئے کوئی انعام نہیں شمر نے پیٹھ موڑی اور بھاگ گیا۔ (1)

---

(1) اسنادہ موضوع۔ مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۲۴۳، ۲۴۴۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ اور یزید کی تلخی

یزید نے حضرت ام کلثوم سے کہا اے ام کلثوم تم نے دیکھا میں نے تمہارے ساتھ لیا لیا حضرت ام کلثوم نے کہا یہ تمہاری بیویاں اور لونڈیاں پردوں کے پیچھے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں اونٹوں پر بغیر پردے کے سوار ہیں اور ہر نیک اور بد انہیں دیکھ رہا ہے یزید نے ان کی طرف غصہ سے دیکھا پھر یزید نے حضرت علی بن حسین سے کہا آپ ہی وہ شخص ہیں جن کے باپ نے خلیفہ بننا چاہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ان پر قابو دیا اور تمہیں قیدی بنایا تمہیں نزدیک اور دور آزاد اور غلام سب دیکھ رہے ہیں نہ تمہارا کوئی مددگار ہے اور نہ کفیل ہے حضرت علی بن حسین نے کہا خلافت کا میرے باپ سے زیادہ کون حقدار تھا اے یزید وہ تیرے نبی کی بیٹی کے بیٹے تھے اللہ اترانے والے تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا یزید کو غصہ آ گیا اس نے ان کی گردن مارنے کا حکم دیا حضرت علی بن حسین رونے لگے عورتیں چلائیں اور رونے لگیں انہوں نے کہا تو نے ہمارے خونوں سے زمین کو سیراب کر دیا اب اس بچے کے علاوہ کوئی باقی نہیں بچا یزید لوگوں کے

غصہ سے ڈر گیا اور حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دیا۔ (1)

(1) اسنادہ موضوع۔ مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۲۴۹، ۲۵۰۔ ابو مخنف کذاب ہے

علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے یزید سے کہا بتا محمد میرے نانا ہیں یا تیرے

یزید نے ایک شخص کو حکم دیا منبر پر چڑھ اور حسین رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ اس نے ایسا ہی کیا حضرت علی بن حسین نے اللہ کا واسطہ دے کر اس سے کہا کہ مجھے بھی کچھ کہہ لینے دے اس نے کہا اچھا علی بن حسین منبر پر چڑھے اور بڑا فصیح و بلیغ خطبہ دیا اور اپنے خاندانی شرافت کا بیان کیا جب لوگوں نے ان کا کلام سنا تو بہت روئے یزید کو فتنے کا اندیشہ ہوا تو اس نے موذن کو حکم دیا کے ان کی تقریر کو ختم کر دے موذن نے اذان دینا شروع کی جب اس نے کہا اشھد ان محمد الرسول اللہ تو حضرت علی بن حسین روئے اور کہا اے یزید اللہ کے واسطے بتا محمد میرے نانا ہیں یا تیرے یزید نے کہا تمہارے حضرت علی بن حسین نے کہا تو پھر تو نے ان کے اہل بیت کو کیوں قتل کیا یزید نے کوئی جواب نہیں دیا وہ اپنے گھر میں داخل ہو گیا اور کہا مجھے نماز کی کوئی ضرورت نہیں۔ (1)

(1) مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۲۵۳، ۲۵۴ ابو مخنف کذاب ہے۔

علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کا شاندار خطبہ یزید خوفزدہ ہو گیا

حضرت علی بن حسین نے پھر تقریر شروع کر دیا یزید نے اس شخص سے کہا جس نے انہیں منبر پر چڑھنے کی اجازت دی تھی کیا تو میری سلطنت کا زوال چاہتا ہے اس نے کہا اللہ کی قسم مجھے نہیں

معلوم تھا کہ یہ ایسی تقریر کریں گے یزید نے کہا تجھے نہیں معلوم کہ یہ اہل بیت نبوی اور رسالت کی کان کے ایک فرد ہیں موذن نے کہا: جب یہ بات ہے تو تو نے ان کے باپ کو کیوں قتل کرایا یزید نے موذن کے قتل کا حکم کر دیا۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷۔ ابومخنف کذاب ہے۔

یزید نے اپنی بیوی سے کہا فخر قریش (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) کی موت پر نوحہ کر

یزید کی بیوی کو جب معلوم ہوا کہ حضرت حسین شہید کر دیے گئے تو وہ چادر اوڑھ کر باہر آئی اس نے پوچھا اے امیر المومنین یہ حسین کا سر ہے یزید نے کہا ہاں پھر یزید نے کہا اے ہند رسول اللہ کی صاحبزادی کے بیٹے فخر قریش کی موت پر نوحہ کر ابن زیاد نے جلدی کی اور انہیں قتل کر دیا اللہ اسے قتل کرے۔ ①

① طبری جلد ۴ صفحہ ۳۵۶ ابومخنف کذاب ہے

قتل حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے یزید کی بیوی کی یزید پر ناراضگی

یزید کی بیوی ہند نے یزید سے کہا یہ تو نے ایسا کام کیا ہے کہ تو نے اللہ اور اس کے رسول کی لعنت کو اپنے اوپر واجب کر لیا ہے اب نہ میں تیری زوجہ اور نہ تو میرا شوہر اے یزید تیری خرابی تو کس

منہ سے اللہ اور اس کے رسول سے ملاقات کرے گا یزید نے کہا اے ہند اب بات ختم کر میں نے ان کے قتل کو پسند نہیں کیا ہند روتی ہوئی باہر نکل گئی۔ ①

① اسنادہ موضوع۔ مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۲۴۳۔ابومخنف کذاب ہے

یزید کے گھر میں حسین کا ماتم آل معاویہ کی تمام عورتوں نے نوحہ کیا

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے گھر والے یزید کے گھر میں لائے گئے تو یزید کے گھر میں کوئی عورت ایسی نہیں تھی جو ان کے پاس نہ آئی ہو اور ماتم میں شریک نہ ہوئی ہو یزید نے ان دونوں سے دریافت کیا تمہاری کیا کیا چیزیں لوٹی گئیں انہوں نے جو کچھ بتایا یزید نے اس سے زیادہ انہیں دیا حضرت سکینہ کہتی ہیں میں نے کسی کافر کو یزید سے بہتر نہیں دیکھا۔ ①

① طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۴ اردو مترجم طبع کراچی۔اس میں ہشام کذاب ہے

یزید نے علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تمہارے باپ نے میری سلطنت چھیننا چاہی مگر اللہ نے جو کیا آپ کے سامنے ہے

یزید کے دربار میں علی بن حسین حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بچے اور ان کی عورتوں کو لایا گیا اشراف اہل شام نے یہ منظر دیکھا یزید نے علی بن حسین سے کہا تمہارے والد نے قطع رحمی کی میرے حق کو نہ پہچانا اور مجھ سے میری سلطنت کو چھیننا چاہا تو اللہ نے ان کے ساتھ وہ کیا جو تم نے دیکھا حضرت

علی بن حسین نے کہا یہ سب تقدیری امور ہیں پھر یزید نے خواتین اور بچوں کو اپنے سامنے بٹھایا یزید نے کہا اللہ ابن مرجانہ کا برا کرے اگر اس کے اور تمہارے درمیان قرابت ہوتی تو ایسا نہ کرتا اور نہ اس حالت میں تم کو بھیجتا۔ [1]

[1] طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۱، ۲۶۲ البدایہ والنھایہ جلد چہارم حصہ ہشتم صفحہ ۵۲۳ اردو مترجم طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے۔

ایک شامی فوجی کی سخت بدتمیزی کمینی حرکت زینب اور یزید کی تلخی

جب یزید کے سامنے ان لوگوں کو بٹھایا گیا تو یزید ان پر مہربان ہو گیا ان کے لئے کسی خاص چیز کا حکم دیا اور ان پر لطف و کرم کیا ایک شامی شخص یزید کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ فاطمہ بنت علی مجھے دے دیجئے فاطمہ کمسن تھیں وہ ڈر گئیں حضرت زینب نے کہا تو نے غلط کہا اللہ کی قسم نہ تیرے لئے یہ ہو سکتا ہے اور نہ یزید کے لئے یزید کو غصہ آ گیا یزید نے کہا میں چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں حضرت زینب نے کہا واللہ ایسا نہیں ہو سکتا دونوں میں تلخ کلامی ہوئی حضرت زینب نے کہا تو اپنی حکومت سے ہمیں دباتا ہے یزید کو شرم آ گئی اور بات ختم کر دی اس شامی شخص نے یزید سے پھر وہی سوال کیا یزید نے کہا دور ہو جا اللہ تجھے موت دے۔ [1]

[1] طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۲ اردو مترجم طبع کراچی البدایہ والنھایہ جلد چہارم حصہ ہشتم صفحہ ۵۲۳۔ ابومخنف کذاب ہے۔

یزید صبح وشام کے کھانے پر علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کو بلاتا اپنے ساتھ کھانا کھلاتا

یزید نے حکم دیا کہ ان سب کو علیحدہ مکان میں اتارا جائے۔ پھر وہ تمام خواتین یزید کے گھر میں داخل ہوئیں تو آل معاویہ میں سے کوئی عورت ایسی نہیں تھی جو حضرت حسین کے لئے روتی ہوئی اور نوحہ کرتی ہوئی نہ آئی ہو یزید صبح وشام حضرت علی بن حسین کو کھانے کے وقت بلالیا کرتا تھا۔ [1]

[1] طبری جلد چہارم حصہ اول ۲۶۲ البدایہ جلد ۴ صفحہ ۵۲۳ البدایہ میں عمر بن حسین کو بھی کھانے کے وقت بلانے کا ذکر ہے۔ اس میں بھی راوی ابومخنف کذاب ہے۔

جب شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی خبر مدینہ پہنچی تو عقیل کی صاحبزادی کھلے چہرے روتی ہوئی باہر نکلی اور......

جب حضرت حسین کی شہادت کی خبر مدینہ پہنچی تو عقیل بن ابی طالب کی صاحبزادی (ام لقمان) اپنی عورتوں کے ساتھ نکلیں ان کا چہرہ کھلا ہوا تھا وہ کہہ رہیں تھیں لوگو تم نبی کو کیا جواب دو گے جب وہ یہ پوچھیں گے تم آخر الامم تھے تم نے میری عترت اور میرے اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا ان میں سے کچھ اسیر ہیں اور کچھ خون آلودہ ہیں۔ [1]

[1] اسنادہ موضوع۔ طبری (۴/۳۵۷) ابومخنف کذاب ہے

یزید نے بہت سامال زیورات دے کر پورے پروٹوکول سے حضرت حسین کے اہل بیت کو مدینہ روانہ کیا

یزید نے حسین کے اہل بیت کو بلایا معذرت کی اور کہا تمہیں میرے پاس رہنا پسند ہے یا مدینہ جانا انہوں نے کہا ہم چند دن حسین پر ماتم کریں گے اور پھر مدینہ چلے جائیں گے یزید نے ان کے لئے گھر کا حکم دیا اور ماتم کے لئے جملہ چیزیں مہیا کیں عورتوں نے حضرت حسین پر نوحہ و ماتم کیا دمشق کی تمام قریشی عورتوں نے سیاہ کپڑے پہنے اور سات دن تک روتی رہیں جب آٹھواں دن ہوا تو یزید نے انہیں پھر اختیار دیا کہ وہ اس کے پاس رہیں یا مدینہ چلی جائیں انہوں نے مدینہ جانا پسند کیا یزید نے ان کے لئے محملوں اور ریشمی فرش کا انتظام کیا اور بہت سامال ان کو دیا زیورات اور پوشاکیں دیں اور اونٹوں پر سوار کرایا ایک قائد اور پانچ سو سوار ان کے ساتھ کیے قائد ان کے ساتھ کبھی آگے اور کبھی پیچھے چلتا رہا اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی اور خدمت کرتا رہا ان لوگوں نے قائد سے کہا ہمیں کربلا کے راستے سے لے چلو اس نے ایسا ہی کیا اہل بیت وہاں اترے انہوں نے اپنے گریبان پھاڑ دیے بال بکھیر دیے اور چند دن تک اپنے رنج وغم کا اظہار کیا پھر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو تمام پردہ نشین لڑکیاں اپنے پردہ سے باہر نکل آئیں لوگوں نے سیاہ کپڑے پہن لیے پندرہ دن مردوں اور عورتوں نے نوحہ و ماتم کیا۔[1]

---

[1] سندہ موضوع۔ مقتل الحسین المشہور بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۲۵۹-۲۶۳ اردو مترجم طبع کراچی اختصار اور تلخیص کے ساتھ۔ اس میں ابومخنف کذاب ہے۔

قاتلین حسین رضی اللہ عنہ پر اہل آسمان انبیاء اور ملائکہ کی بددعا

جس روز حضرت حسین قتل ہوئے اس روز صبح کو مدینہ میں یہ آواز سنائی دی حسین کے قاتلو تم کو عذاب مبارک تمام اہل آسمان انبیاء اور ملائکہ تم پر بددعا کر رہے ہیں تم پر داؤد موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام نے لعنت بھیجی ہے۔[1]

[1] (طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۷ اردو مترجم طبع کراچی۔ ہشام کذاب ہے)

اگر حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ میرے ساتھ ہوتا تو میں ہر قیمت پر اس کو بچا لیتا خواہ میری اولاد میں سے کوئی ہلاک ہو جاتا، یزید

جب ان لوگوں نے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کیا تو یزید نے حضرت علی بن حسین کو بلایا پھر اس نے ابن مرجانہ پر لعنت کی اس نے کہا اگر معاملہ میرے ساتھ رہتا تو جو کچھ حسین مجھ سے طلب کرتے میں انہیں دیتا میں بہرصورت ان کو ہلاک ہونے سے بچا لیتا خواہ اس کام میں میری اولاد میں سے کوئی ہلاک ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا اے علی جس چیز کی تمہیں ضرورت ہو مجھے لکھنا پھر یزید نے ان کو کپڑے دیئے اور ان کے قائد کو وصیت کی راستے میں قائد اور اس کے ساتھی ان لوگوں کی نگرانی کرتے رہے قائد نے ان لوگوں کی ہر قسم کی راحت کا خیال رکھا جب یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچ گئے تو فاطمہ بنت علی نے حضرت زینب سے کہا اس شخص نے ہمیں بہت آرام پہنچایا اور ہمارا بہت خیال رکھا اس کو انعام دینا چاہیے انہوں نے کنگن وغیرہ اتار کر اس کو بھیج دیئے اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا میں نے جو کچھ کیا وہ اللہ کی خوشنودی کے لیے اور رسول اللہ کی قرابت داری کی وجہ سے کیا۔[1]

① اسنادہ موضوع۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۲۶۲، ۲۶۳ طبع کراچی۔ ابومخنف کذاب ہے۔

مدینہ کے درودیوار ہائے حسین رضی اللہ عنہ کی آوازوں سے گونج اٹھے

مدینہ میں سب سے پہلے جنہوں نے آہ وبکا کی وہ ام المومنین رسول اللہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ تھیں رسول اللہ نے فرمایا تھا جبریل نے مجھے بتایا ہے کہ میری امت حسین کو قتل کرے گی انہوں نے مجھے یہ مٹی دی ہے رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جب یہ مٹی تازہ خون بن جائے گی تو سمجھ لینا کہ حسین قتل ہو گئے جب وہ مٹی خون بن گئی تو وہ چلائیں اور کہا ہائے حسین ہائے رسول اللہ کے بیٹے مدینہ میں ہر طرف سے عورتوں کے رونے کی آواز آئی یہاں تک کہ مدینہ گونج اٹھا ایسا اس سے پہلے کبھی نہیں سنا گیا۔ ①

① تاریخ یعقوبی جلد دوم صفحہ ۴۰۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ نہ حوالہ ہے اور نہ سند ہے۔

عمرو بن سعد نے کہا ابن زیاد میں حسین کا خیر خواہ تھا اصل قصور تیرا ہے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد ابن زیاد نے عمر بن سعد سے کہا وہ خط مجھے دو جو میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے سلسلہ میں تم کو لکھا تھا عمر بن سعد نے کہا میں آپ کے حکم بجالانے میں مصروف رہا خط ضائع ہو گیا ابن زیاد نے کہا نہیں وہ خط لاؤ عمر بن سعد نے کہا وہ ضائع ہو گیا

ابن زیاد نے کہا وہ خط مجھے دو عمر بن سعد نے جواب دیا کہ وہ خط مدینہ میں قریش کی بڑی بوڑھی عورتوں کے سامنے معذرت کے طور پر پڑھایا جائے گا اللہ کی قسم میں نے حسین کے سلسلہ میں خیر خواہی کے ایسے کلمے کہے کہ اگر میں اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے کہتا تو میں ان کا حق ادا کر دیتا عبید اللہ کے بھائی عثمان نے کہا تم نے سچ کہا اللہ کی قسم میں تو یہ چاہتا تھا کہ حسین قتل نہ ہوتے خواہ

اس سلسلہ میں بنو زیاد کے ہر آدمی کی ناک میں قیامت تک کے لئے نکیل ڈالی جاتی ابن زیاد کچھ نہیں بولا۔ (1)

---

(1) اسنادہ موضوع۔ طبری جلد چہارم حصہ اول صفحہ ۱۶۲۲ اردو مترجم طبع کراچی۔ ہشام کذاب ہے

ضعیف اور من گھڑت واقعات

((حصہ پنجم))

معزز قارئین کے پرزور اصرار پر انشاء اللہ العزیز اس مندرجہ بالا سلسلے کا پانچواں حصہ بھی جلد قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ جو مندرجہ ذیل مضامین پر مشتمل ہوگا۔

- سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بقیہ دلچسپ مشہور ضعیف اور من گھڑت واقعات
- سیدنا لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کے متعلق غیر مستند واقعات
- سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی سیرت کے حوالے سے مشہور واقعات کی حقیقت
- سیدنا یعقوب علیہ السلام کے متعلق غلط اور بے بنیاد واقعات
- سیدنا یوسف علیہ السلام کے متعلق مشہور عوام دلچسپ اور سنسنی خیز واقعات کی حقیقت
- سیدنا شعیب علیہ السلام کے واقعات
- سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے متعلق مشہور مگر غیر مستند واقعات
- سیدنا ہارون علیہ السلام اور جناب خضر علیہ السلام کے متعلق واقعات
- اسی طرح حضرت داوٗد علیہ السلام، سیدنا سلیمان علیہ السلام، یونس علیہ السلام زکریا علیہ السلام، یحیٰی علیہ السلام۔ سیدہ مریم، سیدنا عیسٰی علیہ السلام، اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق تفسیروں میں آئے ہوئے بے بنیاد واقعات پر بے لاگ ریسرچ و تحقیق۔
- اس کے علاوہ جنگ جمل کے متعلق ضعیف اور من گھڑت واقعات و روایات۔
- اور واقعہ حرہ اور یزید کے متعلق بعض بے بنیاد اور باطل روایات۔

☼ھدیۃ الخطیب☼

اللہ کے فضل وکرم سے اس ایک ہی کتاب میں ملے خطباء عظام اور عوام الناس کو ایک ساتھ کتاب وسنت کی روشنی میں
❋ فضائل ومسائل ور احکام، ❋ مستند وثقہ روایات و واقعات
❋ تحقیق وتدقیق ❋ علمی نکات ❋ عقائد باطلہ پر تنقید وتبصرہ ❋ غلط افکار ونظریات کی عقلی اور نقلی دلائل وبراہین بینات کی روشنی میں تردید ❋ پنجابی اور اردو کے منفرد اور دلکش اشعار ور باعیات ❋ خطیبانہ جملے اور بھرپور مواد
❋ اور ساتھ ہلکا پھلکا شرعی واخلاقی دائرے میں رہتے ہوئے طنز ومزاح کا لطف ❋ شگفتہ انداز۔
یہ سب کچھ مل کر بنے ہر خطبہ شاندار ❋ جاندار ❋ فکر انگیز دلچسپ ❋ خوش کن ❋ دلنشین ❋ ایمان افروز
❋ تاریخ ساز

انشاء اللہ تعالیٰ

تالیف: حافظ محمد انور زاہد

www.KitaboSunnat.com